



انوارالحديث

تالیف

مفتی جلال الدین احمد مجدی

اولیسی بک سیٹل ایم بیمن رضا ریسٹورنٹ ایمن شہرہ روم

پنپانزکالونی گونجرانوالہ 0333-8173630





۵۵۴ احادیث اور ۴۷۴ مسائل کا مستند ذخیرہ

احادیث

تالیف

مفتی جلال الدین احمد مجدی

اولیٰ بی بی سیکسٹال جامعہ رضویہ کراچی

پتہ: سیکسٹال کراچی ۰۳۳۳-۸۱۷۳۶۳۰

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ————— انوار الحديث

تالیف ————— حنی جلال الدین احمد مجدی

کمپوزنگ ————— محمد طازق لاہور

ملنے کے پتے

کتب خانہ امام احمد رضا دار بار مارکیٹ لاہور، مکتبہ قادریہ، مسلم کتابوی
والفحی پبلیکیشنز، کرمانوالہ بک شاپ، چشتی کتب خانہ، دارالعلم پبلیکیشنز
ہجویری بک شاپ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، نوریہ رضویہ پبلیکیشنز، نشان منزل دارلنور
صراط مستقیم پبلیکیشنز (در بار مارکیٹ لاہور)، مکتبہ اہلسنت مکہ سنٹر لاہور
نظامیہ کتاب گھر زبیدہ سنٹر لاہور، مکتبہ قادریہ، مکتبہ الفرقان
مکتبہ تنظیم الاسلام گوجرانوالہ، مکتبہ نظامیہ، جامعہ نظامیہ نبی پورہ شیخوپورہ،
مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم، رضا بک شاپ گجرات، مکتبہ رضائے مصطفیٰ
فیضان مدینہ کھاریاں، مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر، اہلسنہ پبلیکیشنز دینہ
مکتبہ ضیاء السنہ، فیضان سنت، مہریہ کاظمیہ ملتان، احمد بک کارپوریشن
اسلامک بک کارپوریشن، مکتبہ غوثیہ عطاریہ، مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
مکتبہ اویسیہ رضویہ، مکتبہ مثنویہ بہاولپور

شرفِ انتساب

اُن محدثینِ کرام اور ائمہٴ اسلام

کے نام

جن کے قلمدان کی روشنائی

قیامت کے دن

شہیدوں کے لہو کے ساتھ

وزن کی جائے گی

جلال الدین احمد الامجدی



فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	نگاہِ اولیں	13
2	مقدمہ از علامہ ارشد القادری	16
3	کتاب الایمان	38
4	جنتی اور جہنمی فرقہ	46
5	بد مذہب	54
6	سنت اور بدعت	56
7	علمائے کرام	61
8	تقدیر کا بیان	67
9	قبر کا عذاب حق ہے	71
10	قیامت کی نشانیاں	78
11	حوضِ کوثر اور شفاعت	83
12	جنت کا بیان	92

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
94	دوزخ کا بیان	13
98	کتاب الطہارۃ	14
98	وضو کا بیان	15
99	وضو کرنے کا مسنون طریقہ	16
104	وضو کو توڑنے والی چیزیں	17
106	استنجا کا بیان	18
108	غسل کا بیان	19
111	کتاب الصلوۃ	20
111	اذان و اقامت کا بیان	21
115	نماز کا بیان	22
118	تراویح کا بیان	23
119	بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہے	24
123	قرآن خلف الامام	25
126	آمین بالسر	26
127	رفع یدین	27
128	درود شریف	28

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
131	درود گنج عاشقاں	29
131	جماعت کا بیان	30
134	مسجد کا بیان	31
136	جمعہ کا بیان	32
138	خطبہ کی اذان کہاں دی جائے؟	33
139	عید اور بقر عید کا بیان	34
142	کتاب الجنائز	35
142	پیماری کا بیان	36
144	پیماری کی مزاج پرسی	37
146	دوا کا بیان	38
147	وُعا و تعویذ کا بیان	39
148	موت کا بیان	40
151	غسل و کفن کا بیان	41
153	جنازہ کا بیان	42
156	دفن میت کا بیان	43
158	میت پر رونے کا بیان	44

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
161	شہید کا بیان	45
163	قبروں کی زیارت	46
166	ایصالِ ثواب	47
168	کتاب الزکوٰۃ	48
168	زکوٰۃ کا بیان	49
171	صدقہ فطر کا بیان	50
176	نخی اور نخیل کا بیان	51
181	بھیک مانگنا کیسا ہے؟	52
183	کتاب الصوم	53
183	روزہ کا بیان	54
190	رویت ہلال	55
197	شبِ قدر کا مہینہ	56
199	اعتکاف کا بیان	57
201	تلاوت قرآن مجید کا بیان	58
208	کتاب الحج	59
213	مدینہ طیبہ کی حاضری	60

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
61	انبیائے کرام زندہ ہیں	214
62	کتاب البیوع	218
63	حلال روزی	218
64	اچھے تاجر کا بیان	220
65	سود کا بیان	222
66	رہن اور بیع سلم کا بیان	224
67	قرض دار کو مہلت دینے کا بیان	225
68	زمین پر ناجائز قبضہ کا بیان	226
69	کتاب النکاح	228
70	خطبہ نکاح	230
71	دعا بعد نکاح	230
72	مہر کا بیان	231
73	دعوتِ ولیمہ کا بیان	233
74	میاں بیوی کے باہمی برتاؤ	234
75	پردہ کی باتیں	235
76	دیکھنا جائز نہیں	236

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
238	اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی کا بیان	77
239	زنا اور لواطت کا بیان	78
242	کتاب الطلاق	79
244	عدت کا بیان	80
246	حلال اور حرام جانوروں کا بیان	81
248	شکار اور ذبح کا بیان	82
252	قربانی کا بیان	83
255	عقیقہ کا بیان	84
256	اچھے برے ناموں کا بیان	85
258	کھانے کا بیان	86
261	پینے کا بیان	87
262	لباس کا بیان	88
264	جوتے پہننے کا بیان	89
265	انگوٹھی کا بیان	90
267	حجامت کا بیان	91
268	داڑھی اور مونچھ کا بیان	92

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
270	خضاب کا بیان	93
271	سونے اور لیٹنے کا بیان	94
272	خواب کا بیان	95
273	قال گوئی کا بیان	96
274	چھینک اور جمہای کا بیان	97
275	اجازت لینے کا بیان	98
276	سلام کا بیان	99
278	مصافحہ کا بیان	100
281	ماں باپ کے حقوق کا بیان	101
283	اولاد کے حقوق کا بیان	102
285	بھائی و غیرہ کے حقوق کا بیان	103
287	چوری اور شراب نوشی کا بیان	104
288	جھوٹ کا بیان	105
289	چغلی اور غیبت کا بیان	106
291	حفاظت زبان اور تنہائی کا بیان	107
292	بغض و حسد کا بیان	108

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
294	الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ	109
295	غصہ اور تکبر کا بیان	110
297	ظلم و ستم کا بیان	111
298	مال اور اقتدار وغیرہ کی حرص کا بیان	112
299	دنیا کی محبت کا بیان	113
300	عمر اور مال کی زیادتی کب نعمت ہے؟	114
302	ریا کاری کا بیان	115
304	تصویر سازی کا بیان	116
305	توقف و جلد بازی کا بیان	117
306	نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنے کا بیان	118
310	توکل کا بیان	119
311	نرمی، حیاء اور حسنِ خلق کا بیان	120
313	پہننے اور مسکرانے کا بیان	121
314	فضائل سید المرسلین علیہم السلام	122
319	حضور ﷺ کا مثل کوئی نہیں	123
322	معراج کا بیان	124

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
125	معجزات کا بیان	330
126	کرامت کا بیان	338
127	علم غیب کا بیان	341
128	ماخذ و مراجع	349



نگاہِ اولیں

لَكَ الْحَمْدُ يَا اللَّهُ

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

میری دیرینہ تمنا تھی کہ آیات قرآنیہ اور احادیثِ کریمہ سے دو مختصر رسالے لکھے جائیں جو عام فہم ہوں تاکہ عوام بھی باسانی سمجھ سکیں لیکن وقت گزرتا رہا اور مجھے سکون میسر نہ ہوسکا کہ ان کیلئے قلم اٹھاتا۔ آخر، ذی الحجہ سن 1375ھ میں دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف کی خدمات پر مامور ہوا تو بانی فیض الرسول حضرت شاہ محمد یار علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دامنِ کرم کے سایہ میں سکون کی ساعتیں نصیب ہوئیں۔ پہلے ہم نے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف کا مختصر انتخاب بنام گلدستہ مثنوی سن 1378ھ میں لکھا پھر آیات قرآنیہ سے ایک عام فہم اور مختصر رسالہ معارف القرآن مجرم سن 1380ھ میں مرتب کیا اور اعلان کیا کہ گلدستہ مثنوی کے دوسرے حصے گلزار مثنوی کی ترتیب سے فارغ ہو کر معارف القرآن کے نہج پر احادیثِ کریمہ کا ایک مختصر انتخاب پیش کیا جائے گا۔ گلزار مثنوی شعبان سن 1380ھ میں مرتب ہو کر چھپ گئی اور کئی سال گزر گئے لیکن درمیان میں دارالافتاء کی خدمت سپرد ہوئی پھر رسالہ فیض الرسول کے اجراء کے سبب استفتاء کی زیادتی ہو گئی جس نے مجھے کچھ لکھنے کا موقع نہ دیا مگر جب رسالہ فیض الرسول بند ہو گیا اور وقت میں کچھ گنجائش ہوئی تو ہم نے اللہ و رسول جل جلالہ المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لے کر لکھنا شروع کیا جب کبھی درس و تدریس اور دارالعلوم کی دیگر خدمات فتاویٰ نویسی وغیرہ سے کچھ اوقات بچتے تو دو چار صفحات لکھ ڈالتا۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہوا کہ اس طرح تھوڑا تھوڑا کر کے یہ کتاب مکمل ہو گئی۔

کتاب کی تصنیف کے بعد چونکہ طباعت کے اخراجات کا سوال پیدا ہوتا ہے اس لیے

ہم نے شروع میں اپنی مالی وسعت کے مطابق ایک مختصر رسالہ لکھنے کا ارادہ کیا تھا جب چند اوراق تیار ہو گئے تو عالی جناب سیٹھ محمد حنیف صاحب مینجر مدرسہ غوثیہ بڑھیا کھنڈ سری ضلع بستی نے اوراق کا مطالعہ کیا، غایت درجہ محظوظ ہو کر ضخیم کتاب لکھنے کی تمنا ظاہر کی اور اپنے صرف خاص سے اس کے چھپوانے کا وعدہ بھی کیا۔ پھر تو ہم نے بہت سے عنوان پر حدیثوں کا انتخاب کیا۔ ضرورت کے مطابق شارحین حدیث کی عبارتیں نقل کیں اور ہر مضمون کی مناسبت سے انتباہ کے تحت بعض عقائد دینیہ و مسائل شرعیہ کا اضافہ کیا اس طرح یہ کتاب تقریباً چار سو صفحات پر پھیل گئی۔

چونکہ سیٹھ حضرات کو کتاب کی اشاعت سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اس لیے جناب محمد حنیف صاحب کا یہ اقدام قابل تحسین ہے اور دوسرے سیٹھ حضرات کیلئے لائق تقلید بھی ہے۔ خدائے تعالیٰ سیٹھ محمد حنیف صاحب کو دولت کی فراوانی کے ساتھ مذہب اہلسنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کا مزید جذبہ عطا فرمائے اور دوسرے مالداروں کو ان کی تقلید کی توفیق بخشے۔ آمین۔

یہ کتاب عرق ریزی کے بعد تیار ہوئی ہے اس کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی لگایا جاسکتا ہے کہ 113 عنوانات پر ہم نے 554 احادیث کا انتخاب کیا ہے۔ پہلے پیرا گراف میں اصل عربی عبارات کو عوام کی آسانی کے ساتھ اعراب کے ساتھ لکھا ہے اور دوسرے پیرا گراف میں ترجمہ کو سلیس اردو زبان میں پیش کیا ہے۔ ہر حدیث کا ماخذ بتا دیا گیا ہے اور بعض احادیث کو کسی مصلحت سے جلد و صفحہ کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ احادیث کے معانی کی وضاحت کے لئے جگہ جگہ شارحین حدیث کے اقوال، ترجمہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور ہر مضمون کی مناسبت سے انتباہ کی سرخی کے تحت بہت سے اہم مسائل مستند کتابوں کے جلد و صفحہ کے حوالہ کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں۔ حتی الامکان کتابت اور پروف کی تصحیح کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پھر بھی اہل حضرات سے گزارش ہے کہ اگر کوئی نظر آئے تو مطلع فرمائیں ہم مشکور ہوں گے۔

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جشید پور کے ہم دل کی

گہرائیوں سے ممنون کرم ہیں کہ اپنی عظیم الفرستی کے باوجود اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اس کیلئے ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرمایا جو علم حدیث پر بجائے خود ایک مستقل رسالہ ہے اور منکرین حدیث کیلئے دعوت غور و فکر کا سامان ہے۔

اور علامہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ رضوی صدر المدرسین دارالعلوم براؤن شریف کے بھی ہم شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو ملاحظہ فرما کر اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔
خدائے تعالیٰ ان حضرات کے فیوض و برکات کو ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین!

جلال الدین احمد الامجدی

خادم فیض الرسول براؤن شریف ضلع بہتلی

۹ شعبان 1931ھ بمطابق 30 ستمبر 1971ء



مقدمہ

(از: حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد لله هو المعین
معرفاً له بالاختصاص
سلطانه فی الارض والسماء
ثم صلاته علی من ایدا
قطب الوجود وكذا سلام
ویدخل الال بزا اهل الشرف
ایساہ نعبد ونستعین
ماحوتہ سورۃ الاخلاص
رب الجلال وعلی العلاء
باحسن الحدیث اعنی احمدا
لم یکنہ لکنہ الانام
وصحبہ ومن تلامن السلف

اما بعد! ایک عرصہ دراز سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ عامہ مسلمین اہل سنت کیلئے اردو زبان میں احادیث مقدسہ کا کوئی مستند مجموعہ مرتب کیا جائے لیکن کسی بھی زبان کے مطالب و معانی کو دوسری زبان میں منتقل کرنا جتنا مشکل کام ہے وہ اہل بصیرت پر مخفی نہیں۔ خصوصیت کے ساتھ احادیث نبوی کا اردو ترجمہ تو اس لحاظ سے اور بھی مشکل ہے کہ ایمان و سلام کی تحقیقات اور شریعت کے احکام کا وہ اصل ماخذ بھی ہے اس لئے مطالب و معانی کی تعبیر میں الفاظ و بیان کی ذرا بھی لغزش ہوگئی تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے شارح کا مقصود و مدعا ادا ہونے سے رہ جائے گا بلکہ اسلامی دستور کی وہ روح متاثر ہو جائے گی جو عملی زندگی کے بے شمار گوشوں پر حاوی ہے۔ اس لئے ترجمہ احادیث کے سلسلے میں صرف ہر دو زبان کی واقفیت کافی نہیں ہے بلکہ مطالب و معانی کی تعبیر پر قدرت کے ساتھ ساتھ حدیث فقہی بصیرت، شروح و تاویلات کا گہرا مطالعہ، اسلاف کے دینی و فکری مزاج اور ذات نبوی ﷺ کے ساتھ عشق و عقیدت اور والہانہ جذبہ و احترام کا تعلق بھی نہایت ضروری ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ فاضل جلیل حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی ہم اس عظیم خدمت کی انجام دہی کے لئے آمادہ ہو گئے اور سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد انہوں نے مستند حدیثوں کا ایک اردو مجموعہ مرتب کر کے قوم کے سامنے پیش کیا جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔

میں اپنے علم و یقین کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ مولانا موصوف اپنے علم و تقویٰ بصیرت و فکارت، اور عشق و وجدان کی لطافتوں، طہارتوں اور سعادتوں کے اعتبار سے قطعاً اس خدمت کے اہل ہیں اور بلاشبہ ان کی یہ خدمت احترام و اعتماد کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اہل حق کی طرف سے انہیں اس گراں مایہ خدمت پر اجر جزیل اور جزائے جلیل و بے مثل عطا فرمائے اور احادیث صحیحہ کا یہ اردو مجموعہ بارگاہ رسالت ﷺ میں سند قبول کی عزت سے سرفراز کرے۔

رسم معہود کے مطابق عزیز موصوف نے اس گراں قدر مجموعے کا پیش لفظ لکھنے کیلئے مجھ جیسے بے بضاعت و ناسزاوار کو اتنی بار مجبور کیا کہ اب معذرت کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ویسے یہ امر واقعہ ہے کہ اس عظیم منصب کا میں اہل نہیں ہوں لیکن صرف اس لالچ میں قلم اٹھا رہا ہوں کہ شاید محشر میں یہی چند سطر میرے نامہ اعمال کی ارجمند یوں کا پیش لفظ بن جائیں۔

احادیث نبوی کی نشر و اشاعت کی خدمت بجا طور پر دونوں جہان کا سب سے بڑا اعزاز ہے لیکن حیات مستعار کے چند لمحوں کا یہ مصروف بھی کچھ کم قابلِ فخر نہیں کہ دشمنانِ حق کی طرف سے احادیث مقدسہ کی حرمت و ناموس پر کئے گئے حملوں کا دفاع کر کے دلوں کے تاریک ویرانوں میں حقیقت و یقین کا اجالا پھیلایا جائے۔

اسی جذبے کی تحریک پر میں نے اپنے پیش لفظ میں حدیث کی دینی حیثیت، تدوین حدیث کی علمی و تاریخی انفرادیت اور فتنہ انگار حدیث اور اس کے اسباب و محرکات پر بے لاگ بحث کر کے بہت سے وہ حقائق بے نقاب کئے ہیں جن پر اب تک پردہ پڑا ہوا ہے۔

خدا کرے میرے قلم کی یہ کاوش اہل علم کی بارگاہوں سے وقعت و اعتماد کی سند حاصل کرے اور عامہ مسلمین، دشمنان حق کی ان سازشوں سے باخبر ہو جائیں جو انکار حدیث کے جذبے کے پیچھے کارفرما ہیں۔

حدیث کی تعریف اور اس کی قسمیں

جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی تعریف یہ کی گئی ہے:

الحدیث یطلق علی قول النبی ﷺ تصریحا و حکما و علی فعله و تقریره و معنی التقرير هو ما فعل بحضوره ﷺ ولم ينكره عليه او تلفظ به احد من الصحابة بمحضر النبی ﷺ ولم ينكره ولم ينهه عن ذلك بل سكت وقرر۔ (النخبة النبهانية)

”حدیث کہتے ہیں حضور ﷺ کے قول کو وہ صراحتاً ہو یا حکماً اور حضور ﷺ کے فعل کو اور حضور ﷺ کی تقریر کو۔ تقریر کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے روبرو کوئی کام کیا گیا اور حضور ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا یا صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کوئی بات کہی اور حضور ﷺ نے اسے رد نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اور عملاً اسے ثابت فرمادیا۔“

اس کے بعد فرماتے ہیں:

وكذا يطلق الحديث على قول الصحابة وعلی فعلهم وعلی تقریرهم والصحابی هو من اجتمع بالنبی صلى الله تعالى عليه وسلم موثقا ومات على الاسلام۔ (النخبة النبهانية)

”اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و فعل اور ان کی تقریر پر بھی۔ اور صحابی کہتے ہیں اس محترم ہستی کو جسے بحالت ایمان حضور ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوا۔“

پھر فرماتے ہیں:

وكذلك يطلق الحديث على قول التابعين وفعلمهم و تقریرهم و

التابعی هو من لقی الصحابی و کان موثقاً بالنبی ﷺ و مات علی الاسلام۔ (النخبة النبھانیة)

”اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے تابعین کے قول و فعل اور ان کی تقریر پر بھی اور تابعی کہتے ہیں اس معظم ہستی کو جس نے بحالت ایمان کسی صحابی سے ملاقات کی اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا۔“

حدیث کی بنیادی قسمیں

اس لحاظ سے حدیث کی تین قسمیں ہو گئیں جس کی تشریح حضرت شیخ محقق سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یوں فرمائی ہے۔

ما انتھی الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقال له المرفوع۔
”جس حدیث کا سلسلہ روایت نبی اکرم ﷺ تک منتہی ہوتا ہے اسے ”حدیث مرفوع“ کہتے ہیں۔“

وما انتھی الی الصحابی یقال له الموقوف۔
”اور جب حدیث کا سلسلہ روایت کسی صحابی تک منتہی ہوتا ہے اسے ”حدیث موقوف“ کہتے ہیں۔“

وما انتھی الی التابعی یقال له المقطوع۔ (حوالہ: مصطلحات الاحادیث)
”اور جس حدیث کا سلسلہ روایت کسی تابعی تک منتہی ہوتا ہے اسے ”حدیث مقطوع“ کہتے ہیں۔“

حدیث کی دینی حیثیت

یہ امر محتاج بیان نہیں ہے کہ احکام شریعت کا پہلا سرچشمہ قرآن عظیم ہے کہ وہ خدا کی کتاب ہے اور قرآن ہی کی صراحت و ہدایت کے بموجب رسول خدا ﷺ کی اطاعت و اتباع بھی ہر مسلمان کے لئے لازم و ضروری ہے کہ بغیر اس کے احکام الہی کی تفصیلات جاننا اور آیات قرآنی کا منشا و مراد سمجھنا ممکن نہیں ہے اس لئے اب لامحالہ حدیث بھی اس لحاظ سے احکام شرع کا ماخذ قرار پائی کہ وہ رسول خدا ﷺ کے احکام و فرامین، ان کے اعمال، افعال

اور آیاتِ قرآن کی تشریحات اور مرادات سے باخبر ہونے کا واحد ذریعہ ہے۔
اب ذیل میں قرآنِ مبین کی وہ آیات کریمہ ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ بار بار رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اتباع و پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

- 1- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ۔ (سورہ نساء: 20)
”اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو۔“
(ترجمہ کنز الایمان)
- 2- أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا۔ (سورہ انفال: 26)
”اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں۔ پھر بزدلی کرو گے۔“
(ترجمہ کنز الایمان)
- 3- وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ (سورہ نساء: 64)
”اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔“
(ترجمہ کنز الایمان)
- 4- قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔ (سورہ آل عمران: 31)
”اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔“ (ترجمہ کنز الایمان)
- 5- قُلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔ (سورہ نساء: 65)
”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔“ (ترجمہ کنز الایمان)
- 6- أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ۔ (سورہ نساء: 59)
”اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول ﷺ کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حضور رجوع کرو۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

7- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوْا اللّٰهَ وَاَطِيعُوْا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ۔

(سورة محمد: ۳۳)

”اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل، باطل نہ کرو۔“

(ترجمہ کنز الایمان)

8- مَنْ يُطِيعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَاعَ اللّٰهَ۔ (سورة نساء: ۸۰)

”جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

9- قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ۔

(سورة آل عمران: ۳۲)

”تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے

کافر۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

10- وَمَا اَتَاكُمْ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ

شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ (سورة الحشر آیت ۷)

”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ

سے ڈرو۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

11- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلٍ اللّٰهِ اُسُوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (سورة الاحزاب: ۲۱)

”بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

ایک بنیادی سوال

یہ بات ذہن نشین کر لینے کے بعد اب ایک بنیادی سوال پر غور فرمائیے اور وہ یہ کہ مذکورہ بالا آیات میں رسول خدا ﷺ کی اطاعت و اتباع کا جو بار بار حکم دیا گیا ہے تو آیا یہ حکم رسول پاک ﷺ کی صرف حیات ظاہری تک ہے یا قیامت تک کے لئے۔

اگر معاذ اللہ اس حکم الہی کو رسول کی حیات ظاہری کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو دوسرے لفظوں میں اس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہوگا کہ قرآن و اسلام پر عمل کرنے کا زمانہ بھی رسول خدا ﷺ کی حیات ظاہری ہی تک محدود ہے اس لئے کہ رسول خدا ﷺ کے فرمودات کی

اطاعت اور ان افعال کی پیروی لازم ہی اس لئے تھی کہ بغیر اس کے قرآن و اسلام کی تفصیلات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ممکن ہی نہ تھا لیکن قرآن و اسلام پر عمل درآمد کا حکم قیامت تک کیلئے ہے تو ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کا حکم بھی قیامت تک کیلئے ہے۔

حدیث کے حجت ہونے پر عظیم استدلال

جب یہ بات طے ہوگئی کہ قرآن و اسلام پر عمل درآمد کا حکم قیامت تک کے لئے ہے اور یہ بھی طے ہوگئی کہ قرآن و اسلام کی تفصیلات کا علم اور ان پر عمل درآمد بغیر اطاعت رسول اللہ ﷺ کے ممکن نہیں ہے تو اس ضمن میں ایک دوسرا بنیادی سوال یہ ہے کہ۔

لغت و عرف اور شریعت و عقل کی رو سے اطاعت ہمیشہ احکام کی کی جاتی ہے پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ آج رسول خدا ﷺ کے وہ احکام کہاں ہیں جن کی اطاعت کا قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے کیونکہ احکام کے بغیر اطاعت کا مطالبہ سراسر عقل و شریعت کے خلاف ہے۔ پس جب آج بھی قرآن ہم سے اطاعت رسول ﷺ کا طالب ہے تو لازماً آج ہمارے سامنے احکام رسول ﷺ کا ہونا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے رسول ﷺ کے احکام سے وہ احکام ہرگز نہیں مراد لئے جاسکتے جو خدا کی طرف سے قرآن میں وارد ہوئے ہیں کیونکہ احکام خداوندی ہونے کی حیثیت سے ان کا واجب الاطاعت ہونا ہمارے لئے کافی ہے اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ رسول کریم ﷺ کے جن احکام کی اطاعت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے وہ قرآن مجید میں وارد شدہ احکام خداوندی کے علاوہ ہیں۔

اتنی تمہید کے بعد اب یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ رسول پاک ﷺ کے احکام و ارشادات اور قرآن و اسلام کی تشریحات و تفصیلات کا مجموعہ احادیث ہے۔ یہیں سے حدیث کی دینی ضرورت اور اس کی اسلامی حیثیت اچھی طرح واضح ہوگئی حدیث کی دینی اہمیت سے وہی شخص انکار کر سکتا ہے جو یک لخت اطاعت رسول کا منکر ہو۔

نقل و روایت کی ضرورت پر استدلال

ملت اسلام کی جن مقدس ہستیوں کو رسول انور ﷺ کے اعمال و افعال کو اپنی آنکھوں سے

دیکھنے اور ان کے احکام و ارشادات کو اپنے کانوں سے سننے کے قابل رشک موقع حاصل تھا انہیں امور سے باخبر ہونے کے لئے نقل و روایت کے واسطوں کی مطلق ضرورت نہیں تھی۔ لیکن بعد میں آنے والے جن افراد کو براہ راست اس کا موقع حاصل نہیں تھا انہیں اپنے رسول ﷺ کے اقوال و افعال سے باخبر ہونے کا ذریعہ سوائے نقل و روایت کے اور کیا تھا؟

یہیں سے یہ سوال بھی حل ہو گیا کہ سرکار والا تبار ﷺ کے اقوال و افعال اور کوائف و احوال سے آنے والی امت کو باخبر کرنے کیلئے سلسلہ نقل و روایت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ پس اس امت کے جس افضل ترین طبقے نے سرکار رسالت مآب ﷺ کو بذات خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور سرور کونین کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام نے جن لوگوں تک رسالت مآب ﷺ سے متعلق اپنے مشاہدات، مسموعات اور معلومات کا ذخیرہ پہنچایا وہ ”تابعین“ کہلائے۔ اور اس معزز طبقے نے صحابہ کرام کے ذریعہ حاصل ہونے والے مشاہدات و مسموعات کا ذخیرہ جن لوگوں تک پہنچایا وہ تبع تابعین کے لقب سے ملقب ہوئے پھر اس طبقہ نے تابعین کرام کے ذریعے حاصل کئے ہوئے اپنے زمانے کے لوگوں کو باخبر کیا یہاں تک کہ سینہ بہ سینہ سفینہ در سفینہ، نسل در نسل اور گروہ در گروہ نقل روایات کا یہ مقدس سلسلہ آگے بڑھتا رہتا آئندہ رسالت مآب ﷺ کے اقوال و افعال، احوال و کوائف اور ارشادات و تقریرات کا وہ مقدس ذخیرہ احادیث کی ضخیم ضخیم کتابوں میں محفوظ ہو کر ہم چودہ سو برس بعد میں پیدا ہونے والے افراد امت تک پہنچا۔

پس رحمت و نور کی موسلا دھار بارش ہو، راویان خدمت کے اس مقدس گروہ پر جس کے اخلاص و ایثار منت و احسان، محنت و جفا کشی، جان نثاری و جگر سوزی۔ بہیم سفر، جنون انگیز مہم لگاتار قربانی اور سعی مسلسل کے ذریعہ آقائے کونین ﷺ کی جلوہ ریز و عطر بین زندگی کا ایک شفاف آئینہ ہمیں میسر آیا۔

اتنا شفاف کہ چشم عقیدت وا (کھلتے) کرتے ہوئے اس عہد فرخندان فال میں پہنچ جائے جہاں قدم قدم پر شہیر جبرائیل کی آواز سنائی دیتی ہے۔ آفتاب نیم روز کی بات کیا کہئے کہ رات کو بھی جلوہ ووں کا سوزا ہے ہر طرف ملکوتیوں کا ڈیرا ہے آسمانوں کے پٹ کھلے اور بند

ہوئے افلا کیوں کے نورانی قافلے اترے اور چلے گئے عرش تک انوار و تجلیات کا تانتا بندھا ہوا ہے جلو و دُوں کی بارش سے طیبہ کی زمین اتنی نرم ہو گئی ہے کہ نچوڑے تو کوثر کا دھارا پھوٹ پڑے۔ کشور رسالت کے سلطان اعظم کبھی صحن مسجد میں ہیں کبھی حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں کبھی اپنے سرفروش دیوانوں کا قافلہ لئے ہوئے وادیوں، کہساروں اور ریگزاروں سے گزر رہے ہیں۔ اور کبھی گریہ و مناجات کے خلوت کدوں میں امت کی فیروز بختی کا مقدر سنوار رہے ہیں۔ کبھی فرط غم سے آنکھیں نم ہو گئیں اور کبھی جان نواز تبسم سے غنچے کھلا دیئے۔ گلستانوں کی طرف نکل گئے تو خرام ناز کی نگہوں سے راستے مہک اٹھے اور اب کا شانہ رحمت میں جلوہ قلن ہیں تو ہر طرف طلعت زیبا کا اجالا ہے۔ ابھی بزم عاشقان میں حقائق و معارف کے گوہر لٹا رہے ہیں اور اب دیکھئے تو معرکہ کارزار میں جانثاروں کو عیش جادواں کی بشارت دے رہے ہیں۔

غرض حدیث کی کتابوں میں جو ورق الٹے نقوش و حروف کے آئینے میں سرکار والا تبار کی زندگی کا ایک ایک خدو خال نظر آتا ہے جن نامرادوں کے قلوب عشق رسالت ﷺ کی نعمت کبریٰ سے محروم کر دیئے گئے ہیں کہ جلوہ محبوب کے اس آئینہ جمال و کمال کو توڑ بھی دیں تو انہیں اس کا قلق ہی کیا؟ کہ پہلو میں محبت آشنا دل ہی نہیں ہے لیکن ان دردمندان عشق اور وارفتگان آرزوئے شوق سے پوچھے جو خاک طیبہ کو صرف اس جذبہ محبت میں اپنی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں کہ شاید پائے حبیب ﷺ سے یہ مس ہو گئی ہو۔ کہ احادیث کی کتابوں میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور تسکین قلب کے کیا کیا سامان ہیں۔

عاشق نہ شنیدی محنت الف نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامہ ہجراں چہ کشاید

داستانِ شوق کا آغاز اور اس کا اہتمام

روایت حدیث کا یہ سارا سلسلہ جن حضرات پر مشتمل ہوتا ہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقدس طبقہ ہے۔ کیونکہ رسالت ﷺ کی حیات طیبہ کے وہی مشاہد حقیقی، ناقل اول اور شب و روز کے حاضر باش ہیں۔ اگر ان بزرگوں نے اپنی معلومات و مشاہدات کا ذخیرہ دوسروں تک نہ

پہنچایا ہوتا تو روایت حدیث کے ایک عظیم فن کی بنیاد ہی کیوں پڑتی؟ بزم شوق کی اس داستان لذیذ سے چودہ سو برس کی دنیا تو کیا باخبر ہوتی کہ زگس کی چشم محرم کو بھی جلوؤں کا سراغ نہ ملتا۔ معارف و تجلیات کا چشمہ فیض جہاں پھوٹا تھا وہیں منجمد ہو کے رہ جاتا۔ آخر ایک قرن (زمانے) کی بات دوسرے قرن تک پہنچی کیسے؟ اگر سننے اور دیکھنے والوں نے پہچانے کا اہتمام نہیں کیا تھا۔ اس راہ میں صحابہ کرام کے جذبہ اشتیاق کی تفصیل معلوم کرنے کے بعد معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وہ اس کام کو دین کا بنیادی کام سمجھتے تھے۔ جیسا کہ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جب تک اس خاکدان گیتی کو سرکار پرانور کے وجود ظاہری کی برکتوں کا شرف حاصل رہا پروانوں کے دستے ہر وقت دربار گہر میں اشتیاق اور گوش براؤں رہا کرتے کہ کب وہ لب ہائے جاں نواز کھلیں اور ارشادات طیبات کے گل ہائے نور سے دل کی انجمن کو معطر کریں اور اتنا ہی نہیں بلکہ حاضر باش رہنے والوں سے اس کا بھی عہد و پیمان لیا جاتا کہ وہ غیر حاضر رہنے والوں تک دربار نبوت کی ساری سرگزشت پہنچا دیا کریں۔

جیسا کہ حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اسی سلسلے میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ صحابی موصوف کے الفاظ یہ ہیں:

ما كل الحديث سمعنا من رسول الله ﷺ كنا مستغلين في رعايت الابل واصحاب رسول الله ﷺ كانوا يطلبون ما يفوتهم سماعه من رسول الله ﷺ فيسمعونه من اقرانه ومن هو احفظ منهم۔

(معرفۃ علوم الحدیث ص 14)

”ہم لوگوں کو تمام احادیث کی سماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہو پاتی تھی۔ ہم اونٹوں کی دیکھ بھال میں مشغول رہتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس حدیث کی سماعت فوت ہو جاتی تھی اس کو ہم اپنے ہم عمروں سے اور زیادہ یاد رکھنے والوں سے سن لیا کرتے تھے۔“

عہد صحابہ میں زاویان حدیث کے مواقع

دین کو اپنی تفصیلات و تشریحات کے ساتھ اہل اسلام تک پہنچانے کیلئے صحابہ کے

درمیان احادیث کی نقل و روایت کاشب و روزیہ معمولی تو تھا ہی اس کے علاوہ بھی بہت سے مواقع اس طرح پیش آتے تھے جب کسی خاص مسئلے میں قرآن کا کوئی صریح حکم نہ ملتا تو مجمع صحابہ سے دریافت کیا جاتا کہ اس مسئلے کے متعلق سرکار رسالت مآب ﷺ کی کوئی حدیث کسی کو معلوم ہو تو بیان کرے۔

چنانچہ یہی حافظ نیشاپوری حضرت قبصہ ابن ذویب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ فِي عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ تَلْتِمِسُ أَنْ تُورَثَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَجِدُكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْئًا حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ الْعِيشَةَ فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ قَامَ فِي النَّاسِ يَسْأَلُهُمْ فَقَالَ الْمَغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُعْطِيهَا السُّدُسَ۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

”انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دادی ان کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ چاہتی تھی کہ اسے پوتے کی میراث میں سے کچھ حصہ دیا جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید میں تیرا کوئی حصہ میں نہیں پاتا ہوں اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تیرے بارے میں کچھ فرمایا ہے۔ جب اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ اچھا ٹھہرو! میں شام کو لوگوں سے اس بارے میں دریافت کروں گا۔ جب ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے۔“

واقعہ کی تحقیق کا ایک عظیم نکتہ

بات اتنے ہی پر نہیں ختم ہو گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ حدیث بیان کر کے جب بیٹھ گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے۔ اب باقی حصہ راوی کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَسْمِعْ ذَلِكَ مَعَكَ أَحَدُ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُعْطِيهَا السُّدُسَ۔ (معرفۃ علوم الحدیث)

”حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے۔ اس سوال پر حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بیان کیا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ دادی کو چھٹا حصہ دیتے تھے۔“

اللہ اکبر! جانتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال اسمع ذلك معك احد (یہ بات تمہارے ساتھ کسی اور نے بھی سنی ہے؟) کس سے ہے؟ یہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جن کا شمار اجلہ صحابہ میں ہوتا ہے اور جن کی دیانت و تقویٰ اور امانت و راستی کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔ لیکن یہیں سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین کے لئے حجت اور وجوب احکام میں موثر نہ ہوتی تو حدیث کے لئے اتنا اہتمام کیوں کیا جاتا اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ بیان کرنے والے ایک سے دو ہو جائیں تو بات کا ثبوت نقطہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

کسی واقعہ کی خبر ایک ہی آدمی کی زبانی سنی جائے اور وہی خبر متعدد آدمیوں کے ذریعہ موصول ہو تو دونوں میں یقین و اعتماد کی کیفیت کا جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کے متعلق اپنے علم و یقین اور نقل و روایت کے اعتماد کو نقطہ کمال پر پہنچانے کیلئے صحابہ کرام کے یہاں اس طرح کا اہتمام ہمیں قدم قدم پر ملتا ہے۔

ایک اور ایمان افروز واقعہ

حاکم الحدیث حضرت حافظ نیشاپوری رضی اللہ عنہ نے مشہور صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک نہایت رقت انگیز واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث انہوں نے سنی تھی اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ سننے والوں میں مشہور صحابی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور مصر و شام اور روم و ایران پر اسلامی اقتدار کا پرچم لہرانے لگا تو بہت سے صحابہ حجاز مقدس سے مفتوحہ ممالک میں منتقل ہو گئے۔ انہیں لوگوں میں حضرت عقبہ بن عامر بھی تھے جو مصر گئے اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔

حضرت ابو ایوب انصاری کو شدہ شدہ کسی طرح یہ معلوم ہو گیا کہ جو حدیث میں نے

حضور ﷺ سے سنی ہے اس کے سننے والوں میں حضرت عقبہ بن عامر بھی ہیں۔ تو صرف اس بات کا جذبہ اشتیاق کشاں کشاں انہیں مدینے سے مصر لے گیا کہ حضرت عقبہ بن عامر سے اس بات کی توثیق کر کے وہ یہ کہہ سکیں کہ اس حدیث کے ذراوی ہیں ایک میں ہوں دوسرے عقبہ بن عامر ہیں۔

ان کے اس والہانہ سفر کا حال بھی بڑا رقت انگیز اور روح پرور ہے کہ جذبہ شوق کی ترنگ میں کہساروں، وادیوں اور دریاؤں کو عبور کرتے ہوئے وہ مصر پہنچے۔ کبر سنی کا عالم دشوار گزار سفر لیکن وارفتگی شوق کی بے خودی میں نہ بڑھاپے کا اضمحلال محسوس ہوا نہ راستے کی دشواریاں حائل ہوئیں۔ شب و روز چلتے رہے۔ مہینے کی مسافت طے کر کے جب مصر پہنچے تو سیدھے مصر کے گورنر مسلمہ بن مخلد انصاری کی رہائش گاہ پر نزول اجلال فرمایا۔ امیر مصر نے مراسم ملاقات کے بعد دریافت کیا:

ما جاءك يا ابا ايوب؟ كس غرض سے تشریف لانا ہوا ابو ایوب؟ جواب میں ارشاد فرمایا:

حديث سمعته من رسول الله ﷺ لم يبق احد سمعته من رسول ﷺ
غيري وغير عقبه بن عامر فابعت من يدلني على منزله۔

(معرفۃ علوم الحدیث)

”رسول پاک ﷺ سے میں نے ایک حدیث سنی ہے اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کے سننے والوں میں میرے اور عقبہ بن عامر کے سوا اب کوئی اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ پس میرے ساتھ ایک ایسا آدمی لگا دو جو مجھے ان کے گھر تک پہنچا دے۔“

یعنی مطلب یہ کہ تمہارے پاس اس لئے نہیں آیا ہوں کہ تم سے ملنا مقصود تھا بلکہ صرف اس لئے آیا ہوں کہ تم حضرت عقبہ بن عامر کے گھر تک میرے پہنچنے کا انتظام کر دو۔

ایک گدائے عشق کی ذرا شان استغناء ملاحظہ فرمائیے کہ گورنر کے دروازے پر گئے ہیں لیکن ایک لفظ بھی اس کے حق میں نہیں فرماتے۔

راوی کا بیان ہے کہ والہی مصر نے ایک جانکار آدمی ان کے ساتھ کر دیا جو کہ انہیں

حضرت عقبہ بن عامر کے دولت کدے تک لے گیا۔ معانقہ کے بعد انہوں نے بھی پہلا سوال یہی کیا۔

ما جاءك يا ابا ايوب؟ كس غرض سے تشریف لانا ہوا ابو ایوب؟ جواب میں فرمایا
 حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 غَيْرِي وَغَيْرِكَ فِي سِتْرِ الْمُؤْمِنِ قَالَ عَقِبَةُ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 يَقُولُ مَنْ سَتَرَ مُؤْمِنًا عَلَى خَزِيئَةٍ سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَبُو
 أَيُّوبَ صَدَقْتَ۔

”ایک حدیث میں نے رسول پاک ﷺ سے سنی ہے اور اس کا سننے والا میرے اور
 آپ کے سوا اب کوئی دنیا میں موجود نہیں ہے اور وہ حدیث مومن کی پردہ پوشی کے
 بارے میں ہے۔ حضرت عقبہ نے جواب دیا کہ ہاں حضور اکرم ﷺ نے یہ
 حدیث سنی ہے کہ جو کسی رسوائی کی بات پر مومن کی پردہ پوشی کرتا ہے کل قیامت کے
 دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ حضرت ابو ایوب نے فرمایا آپ نے سچ کہا
 یہی میں نے سنا ہے۔“

اس کے بعد بیان کرتے ہیں۔

ثُمَّ انْصَرَفَ أَبُو أَيُّوبَ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَرَكِبَهَا رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ۔

”اتنا سن کر حضرت ابو ایوب اپنی سواری کے پاس آئے۔ سوار ہوئے اور مدینہ کی
 طرف واپس لوٹ گئے۔“

گویا منصر کے دور دراز سفر کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ اپنے کان سے سنی ہوئی
 بات دوسرے کی زبان سے سن لیں۔ حدیث دوست کی لذت شناسی کا یہی وہ جذبہ شوق تھا
 جس نے مذہب اسلام کو مذہب عشق بنا دیا۔ حضرت امام حافظ نیشاپوری نے واقعہ کے خاتمہ
 پر رقت و گداز میں ڈوبا ہوا اپنا تاثر سپرد قلم کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

فهذا ابو ايوب الانصاري على تقدم صحبته و كثرة سماعه من رسول
 الله ﷺ رحل الى صحابي من اقاربه في حديث واحد (معركة علوم الحديث)

”یہ ابویوب انصاری ہیں جو صحابیت کے اقدام اور حضور ﷺ سے کثیر الروایۃ ہونے کے باوجود صرف ایک حدیث کے لئے اپنے معاصر سے ملنے گئے اور دور دراز کا سفر کیا۔“

ایک اور دیوانہ شوق

اسی طرح ایک اور واقعہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام نیشاپوری نے نقل کیا ہے۔

بات یہاں سے چلی ہے کہ اپنے وقت کے ایک عظیم محدث حضرت عمرو بن ابی سلمہ، امام الحدیث حضرت امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چار سال رہے اور اس طویل عرصے میں انہوں نے صرف تیس حدیثیں ان سے سماعت فرمائیں ایک دن وہ حضرت امام اوزاعی سے بڑی حسرت سے کہنے لگے۔

انا الزمك منذ اربعة سنوات ولم اسمع منك الا ثلاثين حديثا۔
 ”آپ کی خدمت میں رہتے ہوئے مجھے چار سال ہو گئے لیکن اس طویل عرصے میں صرف تیس (۳۰) حدیثیں آپ سے حاصل کر سکا۔“
 امام اوزاعی نے جواب میں ارشاد فرمایا:

وتستقل ثلاثين حديثا في اربعة سنوات ولقد سار جابر بن عبد الله الى مصر واشتري راحلته فركبها حتى سئل عقبة بن عامر عن حديث واحد وانصرف الى المدينة۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۹)

”چار سال کی مدت میں تیس حدیثوں کا ذخیرہ تم کم سمجھ رہے ہو حالانکہ حضرت جابر بن عبد اللہ نے صرف ایک حدیث کیلئے مصر کا سفر کیا۔ سواری خریدی اور اس پر سوار ہو کر مصر گئے اور حضرت عقبہ بن عامر سے ملاقات کر کے مدینہ واپس لوٹ گئے۔“

مطلب یہ ہے کہ چار سال کی مدت میں تیس احادیث کی سماعت کو بھی غنیمت جانو کہ ایک عظیم نعمت تمہیں کم سے کم مدت میں حاصل ہو گئی ورنہ عہد صحابہ میں تو صرف ایک حدیث کیلئے لوگ دور دراز ملکوں کا سفر کرتے تھے پس ایک حدیث پر دو مہینے کی مدت بھی اگر صرف

ہوتی تو آپ حساب لگا لو کہ تین احادیث کیلئے کتنی مدت چاہئے تھی۔

بلکہ حافظ نیشاپوری کی تصریح کے مطابق عہد صحابہ میں طلب حدیث کے لیے سفر لازم تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: لطالب العلم يتخذ نعلين من حديد۔ (معرفہ ص ۹) طالب علم کو چاہئے کہ وہ اپنے لئے لوہے کے جوتے تیار کرائے تاکہ بغیر کسی زیر باری کے ساری عمر وہ طلب حدیث میں سفر کرتا رہے۔

سلسلہ روایت کی تقویت کے اسباب

عہد صحابہ میں سلسلہ روایت کی تقویت کیلئے جہاں راویوں کی کثرت تعداد کو اہمیت دی جاتی تھی وہاں نقل و روایت کی صحت جانچنے اور اسے یقین کی حد تک پہنچانے کے لئے اور بھی طریقے رائج تھے۔ مثال کے طور پر حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے۔

اذا فاته عن رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حديث ثم سمعه من غيره يحلف

المحدث الذي يحدث به۔ (معرفہ علوم الحدیث)

”جب ان کو کسی حدیث کی سماعت حضور ﷺ سے فوت ہو جاتی تو دوسرے راوی سے حدیث کی سماعت فرماتے لیکن اس سے قسم لیا کرتے تھے۔“

یہ بیان کرنے کے بعد حضرت حافظ نیشاپوری تحریر فرماتے ہیں:

وكذلك جماعة من الصحابة والتابعين وابتاع التابعين ثم عن

ائمته المسلمين كانوا يبحثون وينقرون عن الحديث الى ان يصح

لهم۔ (معرفہ ص ۱۵)

”یہی حال صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کا تھا کہ وہ حدیث کے بارے

میں بحث و کرید کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو حدیث کی صحت کا یقین ہو جاتا۔“

روایت حدیث کا فن اپنی جس عظیم خصوصیت کے باعث سارے جہان میں منفرد ہے وہ

یہ ہے کہ کسی واقعہ کے نقل و روایت کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ نفس واقع بیان کر دیا

جائے بلکہ بیان واقعہ سے پہلے ناقل کے لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس واقعہ کا علم اسے

کیونکر ہوا۔ کتنے واسطوں سے وہ بات اس تک پہنچی ہے اور وہ لوگ کون ہیں۔ ان کے نام نشان کیا ہیں۔ ان کی عمر کیا ہے۔ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ دیانت، تقویٰ، راست گفتاری، حسن اعتقاد۔ قوت حافظہ عقل و فہم اور فکر و بصیرت کے اعتبار سے ان کے حالات کیا ہیں۔ اسی کو اصطلاح حدیث میں اسناد کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اصحاب حدیث کے یہاں اسناد اتنی ضروری چیز ہے کہ اس کے بغیر ان کے یہاں کوئی بات قابل اعتماد نہیں ہوتی.....! یہاں تک کہ حضرت حافظ نیشاپوری نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

الْأَسْنَادُ مِنَ الدِّينِ وَلَوْ لَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ۔

”اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہتا۔“

اسی ضمن میں حضرت حافظ نیشاپوری نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابن ابوفروہ نامی شخص نے حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ سے بغیر کسی اسناد کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اس پر امام زہری نے آزر دہ ہو کر فرمایا۔

قَاتَلَكَ اللَّهُ يَا ابْنَ فِرْعَوْنَ مَا أَجْرَكَ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا تُسْنِدَ حَدِيثَكَ تَحْدُثُنَا

باحادیث لیس لہا خطم ولا انمة۔ (معرفۃ الحدیث ص ۶)

”اے ابوفروہ! تجھ کو اللہ تعالیٰ تباہ کرے تجھ کو کس نے اللہ (عز و جل) پر جری کر دیا

ہے کہ تیری حدیث کی کوئی سند نہیں ہے تو ہم سے ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے کہ جن

کیلئے نہ تکمیل ہیں نہ لگام۔“

اصول نقل حدیث

اس سلسلے میں حاکم الحدیث حضرت امام نیشاپوری نے احادیث کی صحت کو پرکھنے کے لئے جو ضابطہ نقل فرمایا ہے وہ قابل مطالعہ ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ احادیث کو اغلاط کی آمیزش سے محفوظ رکھنے کیلئے کیسی کیسی منصوبہ بند تدبیریں عمل میں لائی گئی ہیں۔ فرماتے ہیں:

وما یحتاج طالب الحدیث فی زماننا ان یبحث عن احوال المحدث

اولا هل يعتقد الشريعة في التوحيد وهل يلزم نفسه طاعة الانبياء
والرسل ﷺ ثم يتامل حاله هل صاحب هوى يدعو الناس الى
هواه فان الداعي الى البدعة لا يكتب عنه ثم يتعرف سنه هل يحتمل
سماعه من شيوخه الذين يحدث عنهم ثم يتامل اصوله۔

(معرفۃ علوم الحديث ص ۶)

”ہمارے زمانے میں ایک طالب حدیث کیلئے ضروری ہے کہ پہلے وہ محدث کے
حالات کی تفتیش کرے کہ آیا وہ توحید کے بارے میں شریعت کا کیا مقصد ہے؟
اور کیا انبیائے کرام ﷺ کی اطاعت اپنے اوپر لازم سمجھتا ہے۔ پھر اس کی حالت پر
غور کرے کہ وہ بد مذہب تو نہیں ہے کہ لوگوں کو اپنی بد مذہبی کی طرف دعوت دے
رہا ہو کیونکہ بدعت کی طرف بلانے والے سے کوئی حدیث نہیں لی جائے گی۔ پھر
اس محدث کی عمر معلوم کرے کہ اس کی سماع ان مشائخ سے ممکن ہے کہ جن سے وہ
حدیث بیان کر رہا ہے پھر اس کے اصول پر غور کرے۔“

تاریخ تدوین حدیث

فن حدیث کے محاسن و فضائل اور اس کے متعلقات اور موجبات پر قلم اٹھانے سے پہلے
یہ بتا دینا نہایت ضروری ہے کہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک حدیثوں کی تدوین اور جمع و
ترتیب کا کام کیونکر عمل میں آیا.....؟

اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ کا عہد پر نور جو نزول قرآن کا زمانہ
ہے۔ اس عہد پاک میں چونکہ آیات قرآنی کے تحفظ کا کام سب سے اہم تھا اس لئے حضور
پاک ﷺ نے صحابہ کرام کو تاکید فرمائی کہ وہ صرف آیات قرآنی کو قلمبند کیا کریں۔ احادیث
کو قید تحریر میں نہ لائیں تاکہ آیات قرآنی کے ساتھ کسی طرح کا التباس نہ ہو۔ البتہ اس امر کی
اجازت تھی کہ زبانی طور پر احادیث روایت و نقل میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت
امام مسلم رحمہ اللہ حضرت ابوسعید خدری رحمہ اللہ سے ناقل ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ لَا تَكْتُبُوا عَنِّي وَمَنْ كَتَبَ غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمِجْهُ وَحَدِّثُوا عَنِّي وَلَا خَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص میری حدیث نہ لکھے اور جس نے قرآن کے سوا کچھ لکھا ہو تو اس کو مٹا دے اور میری حدیثیں زبانی بیان کرے کوئی حرج نہیں اور جس نے میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کی تو اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔“

لیکن اسی کے ساتھ بعض وہ صحابہ جنہیں اپنے اوپر اعتماد تھا کہ وہ قرآنی آیات کے ساتھ احادیث کو مخلوط نہیں ہونے دیں گے وہ اپنے طور پر حدیثوں کو بھی قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِلَّا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَأَنَا لَا أَكْتُبُ۔

(بخاری شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں کوئی مجھ سے زیادہ حدیث بیان کرنے والا نہیں تھا مگر عبد اللہ بن عمرو، کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔“

جب کاغذ کے ٹکڑوں، ہرن کی جھلیوں، بھجور کے پتوں اور الواح قلوب میں بکھری ہوئی قرآن مجید کی آیتیں عہد فاروقی سے لے کر عہد عثمان تک کتابی شکل میں ایک جگہ جمع کر دیں گئیں اور ساری دنیا میں اس کے نسخے پھیلا دیئے گئے اور احادیث کے ساتھ آیات قرآنی کے التباس و اختلاط کا کوئی اندیشہ نہیں رہ گیا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے ایما پر احادیث کی تدوین اور تصنیف و کتابت کا کام باضابطہ شروع ہوا۔ جیسا کہ حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ کی الفیہ کی شرح میں مقدمہ نویس نے لکھا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں:

فلما افغت الخلافة الى عمر بن عبد العزيز رضی اللہ عنہ فی عام ۹۹ تسع و

تسعين من الهجرة كتب الى ابي بكر بن حزم وهو شيخ معمر و الليث
والازاعي ومالك و ابن اسحق و ابن ابي ذئب وهو نائب عمر بن
عبد العزيز في القضاء على المدينة يقول له انظر ما كان من حديث
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فاكتبه فاني خفت دروس العلوم و ذهاب العلماء۔

(مقدمہ شرح الفیہ ص ۵)

”۹۹ھ میں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داریاں
سنجھالیں تو آپ نے ابوبکر بن حزم کو لکھا جو معمر لیث اور اوزاعی، مالک، ابن اسحاق
اور ابن ابو ذئب کے شیخ تھے۔ اور مدینہ منورہ محکمہ قضا میں خلیفہ کے نائب تھے ان
سے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ جو حدیث بھی حضور کی ملے اسے لکھ لو اور
اس لئے مجھ کو علم کے مٹنے اور علماء کے چلے جانے کا خوف ہے۔“

اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں تک نقل کیا گیا ہے:
انه كتب الى اهل الافاق انظر والى حديث رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فاجمعوه۔

(تاریخ اصمہن لابن النعمان)

”انہوں نے اطراف جوائب میں لکھا کہ حضور ﷺ کی کوئی حدیث پاؤ تو اسے جمع
کرلو۔“

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تحریک پر فن حدیث میں سب سے پہلی کتاب حضرت
ابن حزم رضی اللہ عنہ نے تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد حدیث کی کتابوں کی تصنیف و تالیف اور جمع و
ترتیب کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا مختلف شہروں میں مختلف بزرگوں نے حدیث میں سے
کتابیں تصنیف فرمائیں:

صاحب شرح الفیہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ بقید مقام ان بزرگوں کے نام لکھے ہیں:

منہم ابن جریح بمکہ و ابن اسحاق و مالک بالمدينة و الربیع بن
صبیح و سعید بن عروہ و حماد بن سلمة بالبصرة و سفیان الثوری
بالکوفة و الاوزاعی بالشام و هشام بنواسط و معمر باليمن و جریر
بن عبد اللہ بالرمی و ابن المبارک بخراسان۔ (مقدمہ شرح الفیہ)

”ان میں ابن جریج مکہ میں ابن اسحاق اور مالک مدینہ میں، ربیع بن صبیح، سعید بن عروہ اور حماد بن سلمہ بصرہ میں، سفیان ثوری کوفہ میں، اوزاعی شام میں، ہشام واسط میں، معمر یمن میں، جریر بن عبد اللہ رے میں اور ابن المبارک خراسان میں تھے۔“ (رضی اللہ عنہم)
اس کے بعد لکھتے ہیں:

كلهم في عصر واحد ومن طبقة واحدة واكثرهم من تلامذة ابي بكر بن حزم وابن شهاب الزهري۔ (مقدمہ شرح الفیہ)

”یہ سب کے سب ایک ہی زمانہ میں ایک ہی طبقہ کے تھے اور ان میں اکثر ابو بکر بن حزم اور ابن شہاب زہری کے شاگرد تھے۔“

اس کے بعد تصنیف و تالیف اور مختلف حلقہائے درس کے ذریعہ احادیث کی نشر و اشاعت کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا، روایتوں کے قبول و رد کے اصول، راویوں کے اوصاف و شرائط اور اس فن کے آداب و لوازم پر ضوابط و دساتیر کی تشکیل عمل میں آئی اور اصول حدیث کے نام سے علم و فکر کی دنیا میں ایک نئے فن کا آغاز ہوا۔

اصول و شرائط کے سخت سے سخت معیار پر احادیث کی نئی نئی کتابیں لکھی گئیں یہاں تک کہ آج اس فن کی جملہ تصنیفات میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی بہت مشہور اور متداول بین الناس ہیں۔

سطور بالا میں حدیث کی دینی ضرورت، اس کی علمی اور فنی ثقاہت اور اس کی تاریخ عظمت و انفرادیت پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔ جن پاک طینت مسلمانوں کو اسلام و قرآن عزیز ہے اور جو اپنے آپ کو اسی امت مسلمہ کا ایک فرد سمجھتے ہیں جو چودہ سو برس سے اپنی متواتر روایات اور مربوط دینی و فکری تہذیب کے ساتھ زندہ تابندہ ہے تو انہیں حدیث پر اعتماد کرنے کے لئے کسی دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

البتہ جو لوگ کہ ازراہ نفاق حدیث کا انکار کرتے ہیں اور اپنی شقاوت کو چھپانے کے لئے قرآن کا نام لیتے ہیں، اگر مجھے وقت کی تنگی کا عذر نہ پیش آجاتا تو میں قابل وثوق شہادتوں کے ساتھ آفتاب نیم روز کی طرح یہ ثابت کر دکھاتا کہ ان کہ یہاں احادیث کا انکار

قرآن کی پیروی کے جذبے میں نہیں بلکہ قرآن کی پیروی سے بچنے کے لئے ہے۔
 حدیث کے انکار سے ان کا اصل مدعا یہ ہے کہ کلام خداوندی کے مفہوم کا تعین ان کی
 ذاتی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے تاکہ آیات الہی کا مفہوم نسخ کر کے بھی وہ قرآن کی پیروی کا
 دعویٰ کر سکیں۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ منکرین حدیث کے فتنے سے اہل ایمان کو محفوظ رکھے اور انہیں
 توفیق دے کہ وہ حدیث کی روشنی پھیلا کر عالم کا اندھیرا دور کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وحبزہ اجمعین۔

ارشاد القادری

مہتمم مدرسہ فیض العلوم۔ جمشید پور (بہار)

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ



کتاب الایمان

1- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَيَقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ أَنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجَبْنَا لَهُ يَسْئَالُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے بہت سفید تھے (اور) بال نہایت سیاہ۔ نہ اس شخص پر سفر کا کوئی نشان تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا اور دو زانو ہو کر اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اسلام کی (حقیقت) کے بارے میں آگاہ فرمائیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس امر کی کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں اور تو نماز ادا کرے زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے اگر تو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس شخص نے (یہ سن کر) عرض کیا آپ نے سچ فرمایا (راوی کہتے ہیں کہ) ہم

لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے اور (خود ہی) تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا ایمان کی حقیقت بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ (ایمان یہ ہے) کہ خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں نیز اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر یقین رکھے اور تقدیر کی بھلائی و شر کو دل سے مانے۔“

شرح حدیث

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی بخاری رحمہ اللہ **إِلَّا سَلَامٌ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ** کے تحت فرماتے ہیں کہ

اسلام اسم ظاہر اعمال ست و ایمان نام باطن اعتقاد و دین عبارت از مجموع اسلام و ایمان ست و آنکہ در عقائد مذکور ست کہ اسلام و ایمان یکے ست بآن معنی ست کہ ہر مومن مسلم است و ہر مسلم مومن و نفی یکے مومن دو اسم از مسلمان نہ توان کرد۔ وہ حقیقت اسلام ثمرۃ ایمان و فرع ست و علماء را درین مسئلہ کلام بسیار ست و تحقیق ایں است کہ گفتہ شد۔

”اسلام ظاہری اعمال (مثلاً نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، زکوٰۃ دینے وغیرہ) کا نام ہے اور ایمان نام ہے اعتقاد باطن کا (یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے ماننے کا نام ایمان ہے) اور اسلام اور ایمان کے مجموعہ کا نام دین ہے اور جو عقائد (کی کتابوں) میں مذکور ہے کہ اسلام و ایمان دونوں ایک ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مومن مسلمان ہے اور ہر مسلمان مومن ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کی نفی مسلمان سے نہیں کر سکتے اور حقیقت میں اسلام ایمان کا نتیجہ اور اس کی فرع ہے۔ علمائے کرام کے کلام اس مسئلہ میں بہت ہیں لیکن تحقیق یہی ہے جو بیان کیا گیا۔“ (اشۃ المصابی جلد اول صفحہ ۳۸)

پھر حضرت شیخ محقق نے **أَنْ تُوْمِنَ بِاللَّهِ** کے تحت فرمایا ہے کہ حقیقت ایمان ایست کہ بگروی بخدائے تعالیٰ بذات و صفات ثبوتیہ و سلبیہ و تنزیہ و تقدیس و عے تعالیٰ کنی از جمیع نقائص و امارت حدوث۔

”ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ تو خدائے تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات ثبوتیہ و سلبیہ کو دل سے مانے اور تمام عیبوں اور حدوث کی علامتوں سے اس کو پاک و منزہ یقین کرے۔“ (اشعۃ المصابیہ جلد ۱، صفحہ ۴۰)

اور وِ سُلْبِہ کے تحت فرمایا کہ

واجب ست ایمان آوردن بہمہ انبیاء بے فرق در اصل نبوت واجب ست احترام و تزیہہ ساحت عزت ایشان از وصمت نقص و عصمت ایشان از جمیع گناہاں خرد و بزرگ پیش از نبوت و پس از وئے ہمیں ست قول مختار و آنچه در قرآن بآدم (علیہ السلام) نسبت عصیاں کردہ و عتاب نمودہ یعنی بر علوشا تقرب اوست و مالک رایی رسد کہ بر ترک اولیٰ و افضل اگر چہ بحد معصیت نہ رسد بہ بندہ خود ہر چہ خود بگوید و عتاب نماید دیگرے را محال نہ کہ تذاند گفت۔ و اینجا ادبیت کے لازم است رعایت آں و آں نیست کہ اگر از جانب حضرت بعض انبیاء مقربان در گاہ اند عتابے و خطابے رو دیا از جانب ایشان کہ بندگان خاص او بند تو وضع و ذلتے و انکسار صادر گردد کہ موہم نقص بود مارا نباید کہ در اں دخل کنیم و بداں تکل نہائیم۔ و مجمل اعتقاد در حق سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ ہر چہ جز مرتبہ الوہیت و صفات اوست حضرت اور اثابت ست دوے ہمہ فضائل و کمالات بشری را شامل و در ہمہ راسخ و کامل۔“

”انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانا واجب ہے (اس طرح کہ کسی کے درمیان) اصل نبوت میں تفریق نہ کرے اور تعظیم و توقیر کرنا نیز نقص کے عیب سے ان حضرات کی بارگاہ عزت کو پاک سمجھنا اور قبل نبوت و بعد نبوت چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے انہیں معصوم جاننا واجب ہے۔ یہی قول مختار ہے۔ اور جو قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف عصیان کی نسبت کی گئی اور عتاب فرمایا گیا تو وہ ان کی شانِ قرب کی بلندی پر مبنی ہے اور مالک کو حق پہنچتا ہے کہ اولیٰ اور افضل کے ترک پر اگر چہ وہ گناہ کی حد تک نہ پہنچے ہوں ان پر جو اپنے بندہ کو جو چاہے کہے اور عتاب فرمائے دوسرے کی محال نہیں کہ کچھ کہہ سکے اور اس مقام پر ایک معیارِ ادب ہے جس کی

رعایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعض انبیاء علیہم السلام جو کہ بارگاہ الہی کے مقرب ہیں کوئی عتاب یا خطاب نازل ہو یا ان حضرات کی جانب سے جو کہ خدائے تعالیٰ کے مخصوص بندے ہیں کوئی تواضع، عاجزی اور انکساری کا اظہار ہو جس سے نقص کا وہم ہوتا ہو تو ہم کو جائز نہیں ہے کہ اس میں دخل دیں اور ان (کلمات عتاب یا تواضع) کو (ان کے حق میں) بولیں اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اجمال اعتقاد یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور خدا کی صفات کے علاوہ جو کچھ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل و کمالات بشری کے جامع اور راسخ و کامل ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۴۰)

2- عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔ (مسلم شریف)

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام فرما دیتا ہے۔“

واضح ہو کہ توحید و رسالت کی گواہی کے باوجود اگر آدمی سے کوئی ایسا قول یا فعل پایا گیا جو کفر کی نشانی ہو تو بحکم شریعت مطہرہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اشعۃ اللمعات جلد اول کتاب الایمان کے شروع میں ہے۔ ”باوجود تصدیق و اقرار چیزے کنند کہ شارع آں را امارت و علامت کفر ساخت مثل سجدہ صنم و شد زنا و امثال آں پس مرتکب ایں امور نیز بحکم شرح کافر است اگرچہ فرضاً تصدیق و اقرار داشته باشد۔“ یعنی (توحید و رسالت کی تصدیق) تصدیق و اقرار کے باوجود اگر کوئی ایسا کام کرے جس کو شارع علیہ السلام نے کفر کی نشانی ٹھہرائی ہو جیسے بت کو سجدہ کرنا اور زنا (یعنی جینیو) باندھنا وغیرہ تو ایسے کاموں کو کرنے والا بھی بحکم کافر ہے۔ اگرچہ بظاہر (توحید و رسالت کی) تصدیق و اقرار کرتا ہو۔

3- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ

إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے ماں باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

شرح حدیث

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ

”نشانِ ایمان مومن کامل آنست کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم محبوب تر و معظم از ہمہ چیز و ہمہ کس باشد نزد مومن“ پھر چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ ”مراد با محبت ایں جا ترجیح جانب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ادائے حق بالتزام دین و اتباع سنت در رعایت ادب و ایثار رضائے وے صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ و ہر چہ غیر اوست از نفس و ولدہ و والدہ اہل و مال منال چنانکہ راضی شود بہلا کہ نفس خود و فقدان ہر محبوب نہ فوات حق دے صلی اللہ علیہ وسلم۔“

ترجمہ: ”یعنی مومن کامل کے ایمان کی نشانی یہ ہے کہ نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظم ہوں گے۔ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اونچا مانے اس طرح کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تعظیم و ادب کو بجالائے ہر شخص اور ہر چیز یعنی اپنی ذات، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ، اپنے عزیز و اقارب اور اپنے مال و اسباب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشی کو مقدم رکھے جس کے معنی یہ ہے کہ اپنی ہر پیاری چیز یہاں تک کہ اپنی جان کے چلے جانے پر بھی راضی رہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو دیتا ہوا گوارا نہ کرے۔“

(افقہ المصنفات جلد ۱، صفحہ ۴۷)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

لیس المراد الحب الطبیعی لانه لا یدخل تحت الاختیار و لا یکلف

اللہ نفسا الا وسعها بل المراد الحب العقلي الذي يوجب ايثار ما يقتضى العقل رحبانه ويستدعى اختياره وان كان على خلاف الهوى كحب المريض الدواء فانه يميل اليه باختياره ويتناول بمقتضى عقله علمه وظن ان صلاحه فيه وان نفر عنه طبعه مثلا لو امره ﷺ بقتل ابويه و اولاده الكافرين او بان يقاتل الكفار حتى يكون شهيد الاحب ان يختار ذلك لعلمه ان السلامة في امثال امره ﷺ او المراد الحب الايماني الناشى عن الاجلال والتوقير والاحسان والرحمة وهو ايثار جميع اغراض المحبوب على جميع اغراض غيره حتى القريب والسيرة و كمال الفضل و الاحسان ما لم يبلغه غيره استحق ان يكون احب الى المؤمن من نفسه فضلا عن غيره سيما و هو الرسول من عند المحبوب الحقيقى الهادى اليه و الدال عليه و المكرم لديه۔

”يعنى اس حديث میں حضور ﷺ سے جو محبت رکھنے کا حکم ہے اس سے مراد محبت طبعی نہیں اس لئے کہ وہ اختیار سے باہر ہے (اور انسان ایسی چیز کا مکلف نہیں بنایا جاتا جو اس کے اختیار سے باہر ہو) (کما قال اللہ تعالیٰ) لا یكلف اللہ نفسا الا وسعها بلکہ اس سے مراد محبت عقلی ہے جو اس امر کی تقدیم کو ضروری قرار دیتی ہے جس کی ترجیح کا عقل تقاضا کرے اور جس کے اختیار کر لینے کا عقل مطالبہ کرے اگرچہ وہ امر خواہش نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو مثلاً بیمار آدمی کا (کڑوی) دوا سے محبت رکھنا (یہ محبت عقلی ہے) چنانچہ وہ دوا کو پسند کر کے اس کی طرف مائل ہوتا ہے اور اس کو بر بنائے تقاضائے عقل پیتا ہے اس لئے وہ یقین رکھتا ہے یا اندازہ کرتا ہے کہ میری تندرستی اس (دوا کو پینے) میں ہے اگرچہ اس دوا سے اس کی طبیعت متنفر رہتی ہو۔ مثلاً اگر حضور ﷺ کسی کو حکم دیں کہ اپنے کافر والدین اور اولاد کو قتل کر دے۔ یا یہ حکم دیں کہ کفار سے لڑائی کرے اور لڑتے ہوئے شہید ہو جائے تو وہ اس

کے کر گزرنے کا ضرور شیدائی رہے کیونکہ از روئے عقل وہ اتنا بہر حال جانتا ہے کہ آپ کی اطاعت ہی میں عافیت ہے۔“

یا اس حدیث میں محبت سے مراد محبت ایمانی ہے جو آپ کی بزرگی قدر و عظمت اور آپ کے احسان و مہربانی کے سبب (قلب مومن میں) پیدا ہوتی ہے محبت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ محبت اپنے محبوب کی تمام خواہشوں کو دوسرے لوگوں یہاں تک کہ اپنے عزیز اور خود اپنی ذات کے اغراض پر ترجیح دے۔ اور چونکہ حضور ﷺ محبت کئے جانے کے تمام اسباب یعنی خوب صورتی، خوش خلقی، کمال بزرگی اور کمال احسان کے جامع ہیں اور ایسے جامع ہیں کہ آپ کے سوا ہر کوئی دوسرا اس جامعیت کو نہیں پہنچ سکتا لہذا آپ ہر مومن کے نزدیک اس کے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہونے کے مستحق ہیں۔ تو مومن کے تئیں اس کے غیر سے بدرجہ اولیٰ آپ محبوب ہوں گے خاص کر اس صورت میں کہ آپ اس محبوب حقیقی یعنی خدائے تعالیٰ کی طرف سے رسول ہیں اور خدا تک پہنچانے والے اور اس تک رسائی کے لئے اور ان کی بارگاہِ جبروت میں عزت و عظمت والے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۶۴)

انتباہ

- 1- خدائے تعالیٰ زمان و مکان سے پاک ہے اس کیلئے زمان و مکان ثابت کرنا کفر ہے۔
- 2- خدائے تعالیٰ کو اللہ پاک یا اللہ تعالیٰ کہنا چاہئے۔ اللہ میاں کہنا ممنوع و ناجائز ہے۔
- 3- اگر کسی نے خدائے تعالیٰ کے بارے میں بڑھو (بڈھے) کا لفظ استعمال کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

- 4- کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا یا بہت بڑھا ہے مرتا نہیں اس کیلئے یہ نہ کہا جائے کہ اللہ (ﷻ) اسے بھول گئے ہیں۔

- 5- جو بطور تمسخر اور ٹھٹھے کے کفر کرے گا وہ بھی کافر مرتد ہو جائے گا۔ اگرچہ کہتا ہو کہ میں ایسا اعتقاد نہیں رکھتا جیسا کہ درمختار باب المرتد میں ہے۔ من ہزل بلفظ کفر ارتدو ان لم یعتقدہ للامتن خفاف اور شامی جلد سوم صفحہ ۲۹۳ پر بحر الرائق سے ہے والحاصل ان من تکلم بحکمۃ الکفر ہاز لا اولاً عیا کفر عند الکمل ولا اعتبار

باعتقاده کما صرح به فی الخیانیۃ۔

- 6- کسی نبی کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنا یا ان کیلئے کوئی عیب ثابت کرنا کفر ہے۔
 7- قرآن مجید کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ تمسخر کرنا کفر ہے۔
 مثلاً اکثر داڑھی منڈے کہتے ہیں۔ کلا سوف تعلمون جس کا مطلب ہے کہ صاف کرو۔ یہ قرآن مجید کے ساتھ کھلی ہوئی تحریف ہے اور اس کے ساتھ مذاق دل لگی بھی۔
 اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں ب۔ (بہار شریعت جلد نہم)

- 8- کسی سے نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا تم نے نماز پڑھی کیا فائدہ ہوا یا کہا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے غرض اس قسم کی بات کرنا کہ جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔ (بہار شریعت)
 9- کسی سے روزہ رکھنے کو کہا اس نے جواب دیا کہ روزہ وہ رکھے جسے کھانا نہ ملے یا یہ کہا کہ جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں یا اسی قسم کی اور باتیں جن سے روزہ کی ہتک و تحقیر ہو کہنا کفر ہے۔ (بہار شریعت)

- 10- ماہ رمضان میں اعلانیہ دن میں کھانے سے منع کرنے پر یہ لفظ بولنا کہ ”جب اللہ کا ڈر نہیں ہے تو لوگوں کا کیا ڈر؟“ کفر ہے۔

- 11- علم دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ وہ عالم، علم دین ہے کفر ہے۔ (بہار شریعت)

- 12- ہولی اور دیوالی پوجنا کفر ہے کہ یہ عبادات غیر اللہ ہے، کفر کے میلوں، تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور مذہبی جلوس کی شان و شوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم اشمنی اور رام نو می کے میلوں میں شریک ہونا، یونہی ان کے تہواروں کے دن محض اس وجہ سے چیزیں خریدنا کہ کفار کا تہوار ہے یہ بھی کفر ہے جیسے دیوالی میں کھلونے اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں کہ آج خریدنا دیوالی منانے کے سوا کچھ نہیں، یونہی کوئی چیز خرید کر اس روز مشرکین کے پاس ہدیہ کرنا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو کفر ہے۔ (بہار شریعت جلد ۹، بحوالہ بحر الرائق)

- 13- الکفر فی الشرع انکار ما علم بالضرورة مجنی الرسول بہ و انما

عدمه لبس الغيار و شد زنار و نحوهما كفرا الا انهما تدل على التکذيب فان من صدق رسول الله ﷺ لا يجترئ عليها ظاهرا۔
 ”جن باتوں کا پیش کرنا رسول اللہ ﷺ سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوا ان میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنا اصطلاح شرع میں کفر ہے۔ غیار^(۱) اور زنار یعنی جینو وغیرہ کے استعمال کو اس لئے کفر کہا گیا ہے کہ یہ امر (حضور ﷺ) کی تکذیب کا نشان ہے کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کو ماننے کا وہ ایسی چیزوں کے استعمال کی جرأت نہیں کر سکتا۔“ (بیضاوی صفحہ ۲۳)

14- الاشرک هو اثبات الشوبک فی الالوهية بمعنى و جوب الوجود كما للمجوس او بمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام۔
 ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو واجب الوجود ماننا جیسا کہ مجوسیوں کا عقیدہ ہے یا کسی غیر خدا کو لائق عبادت سمجھنا جیسا کہ بت پرستوں کا اعتقاد ہے یہ شرک ہے۔“ (شرح عقائد سنی صفحہ ۶۱)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ
 ”شرک سے قسم ست درود و در خالقیت و در عبادت“۔ (اشع اللمعات جلد ۱، صفحہ ۷۲)
 اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی واجب الوجود ٹھہرائے، دوسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کو خالق جانے تیسرے یہ کہ خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے یا اسے مستحق عبادت سمجھے۔

جنتی و جہنمی فرقہ

1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي كَمَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ خَلَدُوا النَّعْلَ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّةً عَالِيَةً لَكُنَّ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى

1- غیار ایک کپڑے کا ٹکڑا جو ذی کافرا اپنے شانے پر لگاتے تھے۔ ۱۲۱ منہ

ثَنَّتَيْنِ وَ سَبْعِينَ مِائَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِائَةً وَاحِدَةً قَالُوا مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِي۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت پر ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ہو بہو ایک دوسرے کے مطابق، یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بد فعلی کی ہوگی تو میری امت میں ضرور کوئی ہوگا جو ایسا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل بہتر مذہبوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت بہتر مذہبوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک مذہب والوں کے سوا باقی تمام مذاہب والے ناری اور جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ ایک مذہب والے کون ہیں؟ (یعنی ان کی پہچان کیا ہے؟) حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب و ملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔“

2۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ قَالَ هَذِهِ سُبُلٌ عَلَى كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُو إِلَيْهِ وَقَرَأَ وَ أَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ۔ (الایۃ) (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے ہمیں سمجھانے کیلئے ایک (سیدھی) لکیر کھینچی پھر فرمایا یہ اللہ (ﷻ) کا راستہ ہے پھر اسی سیدھے خط کے دائیں بائیں اور چند لکیریں کھینچ کر فرمایا یہ بھی راستے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان بیٹھا ہوا ہے۔ جو اپنی طرف بلاتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ ان هذا صراطی مستقیمًا فاتبعوه و لا مستقیمًا فاتبعوه تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبیلہ۔ (پارہ ۸، رکوع ۶) یعنی یہ میرا سیدھا راستہ ہے تو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ وہ تمہیں اس سیدھی راہ سے جدا کر دیں گی۔

شرح حدیث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ اس حدیث شریف کے تحت علم کلام کی مشہور کتاب مواقف کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں کہ

اگر گویند چگونہ معلوم شود کی فرقہ ناجیہ۔ اہلسنت و جماعت اندوایں فرقہ ناجیہ

اہلسنت و جماعت اندوایں راہ راست ست و راہ خداست و دیگر ہمہ راہ ہائے نا

درست۔ و ہر فرقہ دعویٰ مے کند کہ براہ راست ست و مذہب وے حق۔ جوابش

آنست کہ ایں چیزے نیست کہ بجز دعویٰ تمام شود برہان باید و برہان حقانیت

اہلسنت و جماعت آنست کہ ایں دین اسلام بقل آمدہ است و مجرد عقل بااں دانی

نیست۔ و بہ تواتر اخبار معلوم شدہ و تتبع و تفحص احادیث و آثار متقین گشتہ صالح از

صحابہ و تابعین باحسان و من بعد ہم ہمہ بریں اعتقاد و بریں طریقہ بودہ اندوایں

بدع و ہواد مذہب و اقوال بعد از صدر اول حادث شدہ و از صحابہ و سلف متقدمین

ہیچ کس بر آن نہ بودہ و ایشان مہتری بودہ اند و بعد از حدوث ایں رابطہ صحبت و محبت

کہ باں قوم داشتند قطع کردہ و رد نمودہ۔ و محدثین اصحاب کتب ستہ و غیرہا از کتب

مشہورہ معتمدہ کہ مبنی و مدار احکام اسلام بر آنہا افتادہ وائمہ فقہائے ارباب مذہب

اربعہ و غیرہم از آنہا کہ در طبقہ ایشان بودہ اند ہمہ بریں مذہب و بودہ اند و اشاعرہ و

ماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام اند تا سید مذہب سلف نمودہ و بدلائل عقلیہ انرا اثبات کردہ و

آنحضرت رسول مصلیٰ علیہ السلام و اجماع سلف بر آن رفتہ بودہ موکد ساختہ اند و لہذا نام ایشان

اہلسنت و جماعت افتادہ۔ اگرچہ ایں نام حادث ست اما مذہب و اعتقاد ایشان

قدیم است و طریقہ ایشان..... اتباع احادیث نبوی مصلیٰ علیہ السلام و آثار سلف و مشائخ

صوفیہ از متقدمین و متحققین ایشان کہ استادان طریقت و زہاد و عباد و مرتاض و متورع

و متقی و متوجہ بجناب حق و مبری از حول و قوت نفس بودہ اند۔ ہمہ بریں مذہب بودہ

اند چنانکہ از کتب معتمدہ ایساں معلوم گرد و در تعرف کہ معتمدترین کتابہائے ایں قوم

ست و شیوخ شہاب الدین سہروردی در شان او گفتہ است لولا التعرف ماعرفنا

التصوف عقائد صوفیہ کہ اجماع دارند بر آں آورده کہ ہمہ عقائد اہلسنت و جماعت ست بے زیادت و نقصان۔ و مصداق ایں سخن کہ گفتیم آنست کہ کتابہائے حدیث و تفسیر و کلام و فقہ و تصوف و سیر و تورات و معتبرہ کہ در دیار مشرق و مغرب مشہور و مذکور اند جمع کنند و تفحص نمایند و مخالفان نیز کتابہار اہل سنی و تارند ظاہر شود کہ حقیقت ہال چیست و بالجملہ سواد اعظم در دین اسلام مذہب اہلسنت و جماعت ست۔

”نجات پانے والا فرقہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔ اگر اعتراض کریں کہ کیسے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور یہی سیدھی راہ اور خدائے تعالیٰ تک پہنچانے والی راہ ہے اور دوسرے سارے راستے جہنم کے راستے ہیں اور جب کہ ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہ راست پر ہے۔ اس کا مذہب حق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایسی بات نہیں ہے جو صرف دعویٰ سے ثابت ہو جائے (اس کیلئے) ٹھوس دلیل چاہیے۔ اور اہل سنت و جماعت کی حقانیت کی دلیل یہ ہے کہ یہ دین اسلام (سرکارِ اقدس ﷺ) سے منقول ہو کر (ہم لوگوں تک) پہنچا ہے۔ عقائد اسلام معلوم کرنے کیلئے صرف عقل کا ذریعہ ہی کافی نہیں ہے۔ اخبار متواترہ سے معلوم ہوا کہ آثار صحابہ و احادیثِ کریمہ کی تلاش و تتبع سے یقین حاصل ہوا کہ سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین اور ان کے بعد کے تمام بزرگان دین اسی عقیدہ اور اسی طریقہ پر رہے ہیں اقوال و مذہب میں بدعت و نفسانیت زمانہ اولین کے بعد (پیدا) ہوئی ہے۔ صحابہ کرام اور سلف متقدمین یعنی تابعین، تبع تابعین، مجتہدین میں کوئی اس مذہب پر نہیں تھا وہ لوگ اس نئے مذہب سے بیزار تھے بلکہ اس کے پیدا ہو جانے کے بعد محبت اور اٹھنے بیٹھنے کا جو لگاؤ اس قوم کے ساتھ تھا توڑ دیا اور (زبان و قلم سے) رد فرما دیا۔ صحاح ستہ اور ان کے علاوہ (احادیثِ کریمہ کی) دوسری مشہور و معتمد کتابوں کی جن پر احکام اسلام کا مدار و منہاں ہوا ان کے محدثین اور حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے فقہاء و ائمہ اور ان کے علاوہ دوسرے علماء جو ان کے طبقہ میں تھے سب اسی مذہب اہل سنت و جماعت پر

تھے۔ اور اشاعر و ماترید یہ جو اصول کلام کے ائمہ ہیں انہوں نے سلف کے مذہب اہلسنت و جماعت کی تائید و حمایت فرمائی اور دلائل عقلیہ سے اس کا اثبات فرمایا۔ اور جن باتوں پر سنت رسول کریم ﷺ اور اجماع سلف و صالحین جاری رہا ان کو ٹھوس قرار دیا ہے اسی لئے اشاعرہ اور ماترید ماترید یہ کا نام اہلسنت و جماعت پڑ گیا۔ اگرچہ یہ نام نیا ہے۔ لیکن مذہب و اعتقاد ان کا پرانا ہے۔ ان کا طریقہ احادیث نبوی ﷺ کی اتباع اور سلف صالحین کے اقوال و اعمال کی اقتداء کرنا ہے۔ اور گروہ صوفیہ کے مشائخ متقدمین اور (زمانہ موجود کے) شیوخ محققین جو طریقت کے استاد، عابد و زاہد ریاضت کرنے والے پرہیزگار، خدا ترس، حق تعالیٰ کی جانب متوجہ رہنے والے اور نفس کی حکومت سے الگ رہنے والے سب اسی مذہب اہلسنت و جماعت پر تھے جیسا کہ ان مشائخ کی معتمد کتابوں سے واضح ہے۔ اور صوفیائے کرام کی نہایت ہی قابل اعتماد کتاب ”تعارف“ ہے جس کے بارے میں سیدنا شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر تعارف نہ ہوتی تو ہم لوگ مسائل تصوف سے ناواقف رہ جاتے۔ اس کتاب میں صوفیاء کرام کے جو اجماعی عقائد بیان کئے گئے ہیں وہ سب کے سب بلا کم و کاست اہل سنت ہی کے عقائد ہیں۔ ہمارے اس بیان کی سچائی یہ ہے کہ حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، تصوف، سیر اور تواریخ معتبرہ کی کتابیں جو کہ مشرق و مغرب کے علاقہ میں مشہور و معروف ہیں جمع کی جائیں اور ان کی چھان بین کی جاوے اور مخالفین کی کتابوں کو بھی لائیں تاکہ آشکار ہو جائے کہ حقیقت حال کیا ہے خلاصہ کہ کہ دین اسلام میں سواد اعظم مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ (افقہ الممعات باب الاعتصام ص ۱۴۰ ج ۱)

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَيَأْتَاكُمْ وَيُضِلُّوكُمْ وَلَا يَفْقَهُونَكُمْ۔ (مسلم مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخری

زمانہ میں (ایک گروہ) فریب دینے والوں اور جھوٹ بولنے والوں کا ہوگا وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ایسے لوگوں سے بچو اور انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں کہ یعنی جماعہ باشند کہ خود را بہ مکر و تلبیس در صورت علماء و مشائخ و صالحا از اہل نصیحت و صلاح نمایند تا در دغہائے خود را ترویج دهند مردم را بہ مذہب یا ظلم و آراءے فاسدہ بخوانند۔

”یعنی ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو مکاری و فریب سے علماء مشائخ اور صالحین کو اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیر خواہ اور مصلح ظاہر کرے گی تا کہ اپنی جھوٹی باتیں پھیلانے اور لوگوں کو باطل عقیدوں فاسد خیالوں کی طرف راغب کرے۔“

(احمد الممعات ج ۱ ص ۱۳۲)

انتباہ

مخبر صادق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دجالوں اور کذابوں کے آخری زمانہ میں پیدا ہونے کی خبر دی تھی زمانہ موجودہ میں ان کے مختلف گروہ پائے جاتے ہیں جو مسلمانوں کے سامنے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد نے کبھی نہیں سنا ہے۔

ان میں ایک گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اپنی سمجھتا ہے اور بس۔ کھلم کھلا سب حدیثوں کا انکار کرتا ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا بھی منکر ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے باپ، دادا نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ انہیں تو خدائے تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

4- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ (سورہ نساء: ۵۹)

”اے ایمان والو! حکم ماٹو اللہ کا حکم مانو رسول کا۔“

ان میں ایک گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ یہ گروہ مرزا کو مہدی، مجدد، نبی اور رسول

مانتا ہے، حضور ﷺ کے بعد دوسرے نبی کا نبی پیدا ہونا جائز ٹھہراتا ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے آباء اجداد نے کبھی نہیں سنا تھا بلکہ حضور ﷺ نے انہیں بتایا تھا کہ اَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (مشکوٰۃ ص ۴۶۵) یعنی میں آخر الانبیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں ہوگا۔ اور قرآن کریم نے انہیں بتایا تھا کہ

5- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔

(سورہ الاحزاب آیت ۴۱)

”محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب

نبیوں کے پچھلے“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

یعنی حضور ﷺ کی ذات پر نبیوں کی پیدائش کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ آپ نے باب نبوت پر مہر لگادی اب آپ کے بعد کوئی نبی ہرگز نہیں آئے گا۔

اور ان میں ایک گروہ وہ ہے جسے وہابی دیوبندی کہا جاتا ہے۔ اس گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جیسا علم حضور ﷺ کو حاصل ہے ایسا علم تو بچوں، پانگلوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص ۸ پر حضور ﷺ کیلئے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو ثابت کیا پھر بعض علم غیب کے بارے میں یوں لکھا کہ: اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید، عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ (مَعَاذَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)

اس گروہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضور ﷺ آخر الانبیاء نہیں ہیں۔ آپ کے بعد دوسرا نبی ہو سکتا ہے جیسا کہ مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس ص ۳ پر لکھا ہے کہ ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب سمجھنا کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ نا سمجھ اور گنواروں کا خیال ہے۔ پھر اسی کتاب کے ص ۲۸ پر لکھا ہے۔ کہ ”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر

بھی خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیطان و ملک الموت کے علم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم کم ہے۔ جو شخص شیطان و ملک الموت سے وسیع علم مانے وہ مومن مسلمان ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم وسیع اور زائد ماننے والا مشرک بے ایمان ہے، جیسا کہ اس گروہ کے پیشوا مولوی خلیل احمد انیسوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ ص ۵۱ پر لکھا کہ شیطان و ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (معاذ اللہ رب العالمین)

اس گروہ کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے خدائے تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔

(رسالہ یکروزی ص ۱۳۵ مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی)

ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۷۹)

مذکورہ بالا عقیدوں کے علاوہ اور بھی اس گروہ کے بہت سے کفری عقیدے ہیں اس لئے مکہ معظمہ مدینہ طیبہ، ہند، بنگال، پنجاب، برما، مدارس، گجرات، کاتھیاواڑ، بلوچستان، سرحد، اور دکن و کوکن کے سینکڑوں علمائے کرام و مفتیان عظام نے ان لوگوں کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ تفصیل کیلئے فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں:

2- مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریات دین میں سے ہے اگرچہ کسی خاص شخص کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا معاذ اللہ تعالیٰ کفر پر تا وقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو مگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جس نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک کرنا بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ (بہار شریعت)

3- بعض ناواقف کہتے ہیں کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرنا چاہئے خواہ وہ کیسا ہی بدعقیدہ رکھے اور کچھ بھی کرے۔ یہ خیال غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جب اہل قبلہ میں کفر کی کوئی علامت و نشانی پائی جائے یا اس سے کوئی بات موجب کفر صادر ہو تو اسے کافر کہا جائے۔ حضرت

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان المراد بعدم تكفير احمد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا يكفر ما لم يوجد شيء من امارات الكفر و علاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته۔

”یعنی اہلسنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک کہ اس میں کفر کی کوئی علامت و نشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو۔“ (شرح نقدا کبر ۱۸۹)

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا خلاف في كفر المخالف في ضروريات الاسلام وان كان من اهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما في شرح التحرير۔
”ضروریات اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کرنے والا بالاجماع کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعت میں بسر کرے۔ جیسا کہ شرح تحریر امام ابن ہمام میں ہے۔“ (شامی جلد اول ص ۳۹۳)

اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کتاب الخراج میں فرمایا کہ
ایما رجل سب رسول الله ﷺ او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله تعالى وبانت منه امراته۔

”یعنی جو شخص مسلمان (اہل قبلہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کو دشنام دے یا حضور ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا نبور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور ﷺ کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔“ (شامی جلد سوم ص ۳۰۰)

بد مذہب

۱۔ عَنْ اِبْرَاهِيمَ ابْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ وَقَرَ صَاحِبَ

بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلَى هَدَمِ الْاِسْلَامِ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی بد مذہب کی تعظیم و توقیر کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔“
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ در توقیر و استحفاف و اسہانت سنت ست وایں می کشد بویران کردن بنائے اسلام۔

”بد مذہب کی تعظیم و توقیر میں سنت کی حقارت اور ذلت ہے۔ اور سنت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچا دیتی ہے۔“ (اشعۃ الممعات ج ۱ ص ۱۴۷)

2- عَنْ اَلْسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَأَيْتُمْ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَاكْفِهْرُوا فِي وَجْهِهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبْغِضُ كُلَّ مُبْتَدِعٍ۔ (ابن مساکر)
”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہر کاراقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی بد مذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ ہر بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے۔“

3- عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلُ الْبِدْعِ كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ۔ (دارقطنی)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بد مذہب، دوزخ والوں کے کتے ہیں۔“

4- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلَوةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حِجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ۔ (ابن ماجہ)
”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کسی بد مذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض۔ بد مذہب دین سے ایسے نکل جاتا ہے جیسا کہ گوندھے

ہوئے آئے سے بال نکل جاتا ہے۔

5- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ مَرْضُوا فَلَا تَعُوذُوهُمْ وَ
إِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسْلِمُوا عَلَيْهِمْ وَلَا
تُجَالِسُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَوَاكِلُوهُمْ وَلَا تَنَاجَحُوهُمْ وَلَا تَصَلُّوا
عَلَيْهِمْ وَلَا تَصَلُّوا مَعَهُمْ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بد مذہب اگر بیمار
پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان
سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو،
ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ
پڑھو، اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔“

اس حدیث کو ابو داؤد نے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے اور عقیل
واہن حبان نے حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا۔

سنت اور بدعت

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ
فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری امت
میں (عملی یا اعتقادی) خرابی پیدا ہونے کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اس کو
سوشہیدوں کا ثواب ملے گا۔“

2- عَنْ بَلَالِ بْنِ حَارِثِ الْمَدَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَحْيَى سُنَّةَ
مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُورِ مَنْ عَمِلَ بِهَا
مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةٌ لَا
يَرْضَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ اثْمِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا

يُنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔ (ترمذی مشکوٰۃ)

”حضرت بلال بن حارث مزی بنی النضیر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری کسی ایسی سنت کو (لوگوں میں) رائج کیا جس کا چلن ختم ہو گیا ہو تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر رائج کرنے والے کو ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور جس نے کوئی ایسی نئی بات نکالی جو سینہ نبی سے اللہ و رسول (ﷺ و ﷺ) پسند نہیں فرماتے تو جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر نکالنے والے پر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہوگی۔“

3- عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ (مسلم مشکوٰۃ)

”حضرت جریر بنی النضیر نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جو مذہب اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس رائج کرنے کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔“

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مَحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (مسلم مشکوٰۃ)

”حضرت جابر بنی النضیر نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے (غالباً ایک خطبہ میں) فرمایا:

بعد حمد الہی کے معلوم ہونا چاہئے کہ سب سے بہتر کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین راستہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ ہے جسے نکالا گیا اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

شرح حدیث

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ قال النووی البدعة كل شيء عمل على غير مثال سبق وفي الشرح احداث ما لم يكن في عهد رسول الله ﷺ وقوله كل بدعة ضلالة عام مخصوص قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام في آخر كتاب القواعد البدعة اما واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله وكتدوين اصول الفقه والكلام في الجرج والتعديل واما محرمة كمذهب الجبرية والقدرية والمرجية والمجسمة والرد على هؤلاء من البدع الواجبة لان حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية واما مندوبة كاحداث الربط والمدارس وكل احسان لم يعهد في الصدر الاول كالترابيح اى بالجماعة العامة والكلام في دقائق الصوفية واما مكروهة كزخرفة المساجد وتزيين المصاحف يعنى عند الشافعية واما عند الحنفية فمباح ومباحة كالمصاحفة عقيب الضبح والعصر اى عند الشافعية ايضا والاف عند الحنفية مكروه والتوسع في الذائد الماكل والمشارب او المساكن وتوسيع الاكمام وقد اختلف في كراهة بعض ذلك اى كما قدمنا قال الشافعي رحمة الله ما احدث مما يخالف الكتاب باثر السنة او الاثر والاجماع فهو ضلالة واما احدث من الخير مما لا يخالف شيئا من ذلك فليس بمذموم۔ يعنى امام نووى رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایسا کام جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (اُنت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں۔ اور شرح میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کل بدعة ضلالة عام مخصوص ہے۔ (یعنی بدعت سے مراد بدعت

(سینہ ہے)

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے کتاب القوائد کے آخر میں فرمایا کہ بدعت یا تو واجب ہے جیسے اللہ (ﷻ) اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو سمجھنے کیلئے علم نحو سیکھنا اور جیسے اصول فقہ اور اسماء الرجال کے فن کو مرتب کرنا۔

اور بدعت یا تو حرام ہے، جیسے جبریہ، قدریہ، مرجیہ اور مجسمہ کا مذہب، اور ان مذہبوں کا رد کرنا بدعت واجبہ سے ہے اس لئے کہ ان کے عقائد باطلہ سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے۔

اور بدعت یا تو مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا اور جماعت کے ساتھ تراویح اور صوفیائے کرام کے دقیق اور باریک مسائل میں گفتگو۔

اور بدعت یا مکروہ ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک قرآن مجید کے ترمین اور مساجد کا نقش و نگار اور یہ حنفیہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

اور بدعت یا تو مباح ہے جیسے شافعیہ کے نزدیک صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا ورنہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے (تحقیق یہ ہے کہ بلا کراہت جائز ہے اسی کتاب میں مصافحہ کا بیان دیکھئے) لذیذ کھانے پینے اور رہنے کی جگہوں میں کشادگی اختیار کرنا اور گرتے کی استینوں کو لمبی رکھنا۔ اس میں سے بعض کی کراہت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایسی چیز ایجاد کرنا جو قرآن مجید، حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے ایسی اچھی بات ایجاد کرنا جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بری نہیں ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱، صفحہ ۱۷۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں: بدانکہ ہر چہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر ﷺ بدعت است از نچہ موافق اصول و قواعد سنت اوست و قیاس کردہ شدہ بر آں آں را بدعت حسنہ گویند۔ و آنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالت گویند و کلیت کل بدعت ضلالت محمول بر این سنت۔ و بعض بدعتہا ست کے واجب ست چنانچہ تعلیم و تعلیم صرف

و نحو کہ بداں معرفت آیات و احادیث حاصل گردد و حفظ غرائب کتاب و سنت و دیگر چیز ہائیکہ حفظ دین و ملت بر آں موقوف بود، و بعض مستحسن و مستحب مثل بنائے رباطہا و مدرسہا و بعض مکروہ مانند نقش و نگار کردن مساجد و مصاحف بقول بعض۔ و بعض مباح مثل فراخی در طعامہائے لذیذہ و لباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند و باعث طغیان و تکبر و مفاخرت نہ شود و مباحات دیگر کہ در زمان آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودند چنانکہ پیری و غربال و مانند آں و بعض حرام چنانکہ مذہب اہل بدع و اہوا بر خلاف سنت و جماعت و آنچه خلفائے راشدین کردہ باشند اگر چہ بآں معنی کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبودہ بدعت ست و لیکن قسم بدعت حسنہ خواہد بود بلکہ در حقیقت سنت ست۔

یعنی جاننا چاہئے کہ وہ چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ کے بعد ہوئی بدعت ہے۔ لیکن ان میں سے جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ اصول و قواعد کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کیا گیا ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور ان میں جو چیز سنت کے مخالف ہو اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں اور کل بدعة ضلالتہ (ہر بدعت گمراہی ہے) کی کلیت بدعت کراہی قسم پر محمول ہے یعنی ہر بدعت سے مراد صرف وہی بدعت ہے جو سنت نبوی کے مخالف ہو۔ اور بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ علم صرف و نحو کا سیکھنا کہ اس سے آیات و احادیث کریمہ کا مفہیم و مطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قرآن و حدیث کے غرائب کا محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین و ملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں جیسے کہ بعض قول پر قرآن مجید اور مسجدوں میں نقش و نگار کرنا اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے کہ عمدہ کپڑوں اور اچھے کھانوں کی زیادتی بشرطیکہ حلال ہوں اور غرور و نخوت کا باعث نہ ہوں۔ اور دوسری مباح چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانے میں نہ تھیں جیسے پیری اور چھائی وغیرہ اور بعض بدعتیں حرام ہیں جیسے کہ اہل سنت و جماعت کے خلاف نئے عقیدوں اور نفسانی خواہشات والوں کے مذاہب۔ اور جو بات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی ہے اگر چہ اس معنی میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھی بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ کی اقسام میں سے ہے بلکہ حقیقت میں سنت ہے۔ (امعة المذہبات جلد ۱، صفحہ ۱۲۸)

اور شامی جلد اول صفحہ ۳۹۳ میں ہے:

قد تكون (ای البدعة) واجبة كنصب الا دلة للرد على اهل الفرق الضالة
و تعلم النحو المفهم للكتاب والسنة و مندوبة كاحداث نحو رباط و مدرسة و
كل احسان لم يكن في الصدر الاول و مكروهة كزخرفة المساجد و المباحة
كالتوسع بلذيد الماكل و المشارب و الثياب كما في شرح الجامع الصغير
للمناوي عن تهذيب النووي و مثله في الطريقة المحمدية للبركلي
يعني بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقے والوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور علم نحو
کا سیکھنا جو قرآن و حدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔

اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کو تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک
کام کرنا جو ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا۔

اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے جیسے مسجدوں کو آراستہ و مزین کرنا۔
اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑے میں کشادگی اختیار کرنا
جیسا کہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں تهذيب النووي سے منقول ہے اور اسی کے مثل برکلی
کی کتاب طریقہ محمدیہ ص ۱۱۲ میں ہے۔

علمائے کرام

1- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ
مُسْلِمٍ وَ وَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمُقْلِدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوَاهِرَ وَ
الْلُّلُؤُ وَ الدَّهَبَ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ علم کا حاصل کرنا ہر
مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے خنزیر یعنی
سور کے گلے میں جواہرات، موتی اور سونے کا ہار پہنا دیا ہو۔“

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اللہ البازی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: قال الشراح

المراد بالعلم مالا مندوحة للعبد من تعلمه كمعرفة الصانع و العلم بوحداية و نبوة رسول و كيفية الصلاة و فان تعلمه فرض عين و اما بلوغ رتبة الاجتهاد و الفتيا ففرض كفاية۔ یعنی شارحین حدیث نے فرمایا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا بندہ کیلئے ضروری ہے جیسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی وحدانیت اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے کو جاننا اس لئے کہ ان چیزوں کا علم فرض عین ہے اور فتویٰ واجتہاد کے رتبہ کو پہنچانا فرض کفایہ ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱، صفحہ ۲۳۳)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد بعلم دریں جاہ علم ست کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام درآمد واجب شد بروے معرفت صانع و صفات وے و علم بہ نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جز آں از انچه صحیح نیست و ایمان بے آں۔ و چوں وقت نماز درآمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ و چوں رمضان آمد واجب گردید تعلیم احکام صوم و ہر گاہ مالک نصاب گردید واجب شد تعلیم احکام زکوٰۃ و اگر پیش از آں مرد و تعلم نہ کرد عاصی نہ باشد۔ و چوں زن خواست علم حیض و نفاس و جز آں متعلق باحکام زن و شوے ست واجب گرد و علی ہذا القیاس۔

یعنی علم سے مراد اس حدیث میں وہ علم ہے کہ جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے مثلاً جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدائے تعالیٰ کی ذات و صفات کو پہچاننا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا کہ جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام جاننا واجب ہو گیا اور جب ماہ رمضان آ گیا تو روزہ کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا اور جب مالک نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا واجب ہو گیا اور اگر مالک نصاب ہونے سے قبل مر گیا اور زکوٰۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گنہگار نہ ہوگا۔ اور جب عورت کو (عقد میں) لایا تو حیض و نفاس وغیرہ جتنے مسائل کا زن و شوہر سے تعلق ہے جاننا واجب ہو جاتا ہے۔ و علی ہذا القیاس۔ (امعة المعبات جلد اول صفحہ ۱۶۱)

2- عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ۔

(مسلم، مشکوٰۃ)

”حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ علم (یعنی قرآن وحدیث کو جاننا) دین ہے لہذا تم دیکھ لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔“

3- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَلَا خَيْرَ عَالِمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَاهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةِ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتِ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان میں سے عابد تھا دوسرا عالم۔ تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے اوئی آدمی پر۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والے پر خدائے تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے نیز زمین و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں۔“

4- عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَبَجَانَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ مَدِينَةِ الرَّسُولِ ﷺ لِحَدِيثٍ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا مِنَ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أجنحتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالْحَيَّانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ وَإِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَإِنَّمَا

وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ بِحَبْطٍ وَافٍ۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا تو ایک آدمی نے آکر کہا کہ اے ابوالدرداء بیشک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طیبہ سے یہ سن کر آیا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جسے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور میں کسی دوسرے کام کے لیے نہیں آیا ہوں حضرت ابوالدرداء نے کہا میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص علم (دین) حاصل کرنے کیلئے سفر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کیلئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کیلئے دعائے استغفار کرتی ہیں۔ اور علماء کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور علماء، انبیائے کرام کے وارث و جانشین ہیں۔ انبیائے کرام کا ترکہ دینار و درہم نہیں ہیں۔ انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو جس نے اسے حاصل کیا اس نے پورا حصہ پایا۔“

5۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقِهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور خدا دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔“

6۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارَسُ الْعِلْمَ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ أَحْيَائِهَا۔

(دارمی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔“

7۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَيِّقُهُ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى

الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک فقیہ یعنی ایک عالم دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔“

8- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا حَدَّثَ الْعِلْمَ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فِقْهِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللَّهُ فِقْهِهَا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اس علم کی حد کیا ہے کہ جسے آدمی حاصل کرے تو فقیہ یعنی عالم دین ہو جائے تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری امت تک پہنچانے کیلئے دینی امور کی ۴۰ چالیس حدیثیں یاد کر لے گا تو خدائے تعالیٰ اسے قیامت کے دن عالم دین کی حیثیت سے اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہ رہوں گا۔“

9- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةٍ بَسَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو باتیں میں نے معلوم کی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ہر صدی کے خاتمہ پر اس امت کیلئے اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھیجتا رہے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نکھارتا رہے گا۔“

نوٹ

بالا اتفاق علمائے عرب و عجم چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

10- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَتَغْنَى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ لَا يَتَعَلَّمُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِيحَهَا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایسے علم کو سیکھا جس کے ذریعے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے (مگر) اس نے صرف اس لئے سیکھا کہ اس علم سے متاع دنیا حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو تک میسر نہ ہوگی۔“

11- عَنْ سُفْيَانَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِكُغَبٍ مَنْ أَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ بِمَا يُعَلَّمُونَ قَالَ فَمَا أَخْرَجَ الْعِلْمُ مِنْ قُلُوبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

”حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اہل علم کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اپنے علم کے موافق عمل کریں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ عالموں کے دلوں سے کون سی چیز علم (کے انوار و برکات) کو نکال لیتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ لالچ۔“

12- عَنْ الْأَحْوَصِ ابْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا إِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شَرَارُ الْعُلَمَاءِ وَإِنَّ خَيْرَ الْبَخِيرِ خِيَارُ الْعُلَمَاءِ۔ (دارمی، مشکوٰۃ)

”حضرت احوص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بروں میں سب سے بدترین علمائے سو ہیں۔ اور اچھوں میں سب سے بہتر علمائے حق ہیں۔“

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَفْتَى بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ وَمَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَالَاهُ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جسے بغیر علم کے

کوئی فتویٰ دیا گیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا اور جس نے جان بوجھ کر اپنے بھائی کو غلط مشورہ دیا تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔“

ضروری انتباہ

1- حضور سید عالم ﷺ اکثر رات بھر عبادت فرماتے یہاں تک کہ پاؤں مبارک درم کر جاتے اور صوم و صالی یعنی پے در پے روزے رکھتے رات میں افطار نہ فرماتے اور جو مال ملتا سب راہ خدا میں خرچ کر ڈالتے۔ چٹائیوں پر آرام فرماتے جو کی روٹی تناول فرماتے کبھی ایک دو مہینہ تک صرف کھجور اور پانی پر ہی اکتفا فرماتے، کبھی شکم اقدس پر پتھر باندھتے مگر ان باتوں کو اپنی کمزور ناتواں امت پر کرم فرماتے ہوئے لازم نہیں فرمایا، چاہے وہ جاہل ہو یا عالم مگر آج کل بعض جاہل جنہیں مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ان باتوں کا علماء سے مطالبہ کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو نافرمان سمجھتے ہیں اور شرم نہیں کرتے کہ حضور ﷺ نے لازم نہیں فرمایا تو ان بے عمل جاہلوں کو مطالبہ کرنے کا حق کہاں سے پہنچ گیا۔ خدائے تعالیٰ انہیں سمجھ عطا فرمائے۔

2 چٹائیوں پر سونے اور پیٹ پر پتھر کا مطالبہ کرنے والے اسلام اور مسلمان دونوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسلام کو اس طرح کہ ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں آنا چاہتا ہے۔ جب اس کو معلوم ہوگا کہ اسلام میں چٹائی پر سونا اور پیٹ پر پتھر باندھا لازم ہے اور ایسا نہ کرنے والا گنہگار اور حضور پیغمبر اسلام ﷺ کا نافرمان ٹھہرایا جاتا ہے تو وہ اسلام کی طرف ہرگز نہیں آسکتا۔ اور علماء کو نافرمان و گنہگار ٹھہرانے والا یہ گروہ مسلمانوں کو اس طرح نقصان پہنچانا چاہتا ہے کہ جب مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو جائے گی کہ علماء خود نافرمان ہیں تو وہ عالموں کی نصیحت ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ نماز روزہ وغیرہ فرائض الہیہ کے قریب نہ آئیں گے۔ اور برائیوں میں مبتلا ہو کر مستحق عذاب نارہوں گے۔

تقدیر کا بیان

1- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ

الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ۔

(مسلم مشکوٰۃ)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار قبل مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا (لوح محفوظ میں ثبت فرمادیا)۔“

2- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ قَالَ مَا اُكْتُبُ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدَرَ فَكُتِبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنًا إِلَى الْآبِدِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد) سب سے پہلے جو چیز خدا نے پیدا کی وہ قلم ہے۔ خدائے تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ لکھ۔ قلم نے عرض کیا، کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر۔ تو قلم نے لکھا جو کچھ ہو چکا تھا اور جو اب تک ہونے والا تھا۔“

ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ
الاولیۃ اضافیۃ والاول الحقیقی ہوالنور المحمدی۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۹)

”قلم کی اولیت اضافی ہے اور اول حقیقی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔“

3 عَنْ مَطْرِ بْنِ عَكَّامٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَضَى اللَّهُ لَعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت مطر بن عکام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدائے تعالیٰ کسی شخص کی موت کسی زمین پر مقدر کر دیتا ہے تو اس زمین کی طرف اس کی حاجت پیدا کر دیتا ہے۔“

4 عَنْ أَبِي خُزَّامَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْنَا رُقًى نَسْتَرْفِيهَا وَدَوَاءً نَسْتَدَاوِي بِهِ وَتَقَاةٌ نَتَّقِيهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ شَيْئًا قَالَ هِيَ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو خزامہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا فرماتے ہیں آپ منتر کے بارے میں جسے ہم پڑھتے ہیں اور دوا کے بارے میں جسے ہم استعمال کرتے ہیں اور بچاؤ کے بارے میں جسے ہم (جنگ وغیرہ میں) اختیار کرتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں خدائے تعالیٰ کی قضاء و قدر کو بدل دیتی ہیں؟ فرمایا کہ یہ چیزیں بھی خدائے تعالیٰ کی قضا و قدر سے ہیں۔“

5- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ لَتَنَازَعُ فِي الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَتْمَا فُقِي فِي وَجْنَتَيْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ أَبْهَذَا أُمِرْتُمْ أَمْ بِهَذَا أُرْسِلْتُ إِلَيْكُمْ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِينَ تَنَازَعُوا فِي هَذَا الْأَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَنَازَعُوا فِيهِ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ تقدیر کے مسئلہ میں بحث کر رہے تھے کہ رسول خدا ﷺ تشریف لے آئے تو شدت غضب سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا کہ گویا انار کے دانے آپ کے چہرہ اقدس پر نچوڑ دیئے گئے ہوں۔ پھر فرمایا کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ کیا میں تمہاری طرف اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ تم سے پہلے تو میں ہلاک نہیں ہوئیں مگر جبکہ قضا و قدر کے مسئلہ میں انہوں نے مباحثہ کیا۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں۔ اور مکرر قسم دیتا ہوں آئندہ اس مسئلے میں کبھی بحث نہ کرنا۔“

انتباہ

- 1- تقدیر حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ بد مذہب اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔
- 2- خدائے تعالیٰ نے ہر بھلائی برائی اپنے علم ازیلی کے موافق مقدر فرمادی ہے۔ جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم ازیلی سے جان کر لکھ لیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا کہ ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید

بھلائی کرنے والا ہوتا تو خدائے تعالیٰ بھلائی لکھتا۔ خلاصہ یہ کہ خدائے تعالیٰ کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی شخص کو کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں کر دیا۔ (بہارِ شریعت) اور جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر ص ۴۹ میں فرماتے ہیں کہ

كَتَبَ اللَّهُ فِي حَقِّ كُلِّ شَيْءٍ بِأَنَّهُ سَيَكُونُ كَذَا كَذَا وَلَمْ يَكُتُبْ بِأَنَّهُ لَيَكُنْ كَذَا كَذَا۔

3۔ قضا کی تین قسمیں:

(i) قضاے مبرم حقیقی۔

(ii) قضاے معلق محض۔

(iii) قضاے معلق شبیہ بہ مبرم۔

(i) قضاے مبرم حقیقی

وہ قضا ہے کہ علم الہی میں بھی کسی چیز پر معلق نہیں۔ اس قضا کی تبدیلی ناممکن ہے۔ اولیاء کی اس قضا تک رسائی نہیں بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام بھی اگر اتفاقاً اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہیں تو انہیں اس خیال سے روک دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب روکنے کیلئے بہت کوشش فرمائی یہاں تک کہ رب سے جھگڑنے لگے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا:

يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ۔ (سورہ صود: ۷۵)

”ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

”لیکن چونکہ قوم لوط پر عذاب ہونا قضاے مبرم حقیقی تھا اس لئے حکم ہوا۔“

يَا اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا اِنَّكَ قَدْ جِئْتَ اَمْرًا رَبِّكَ وَالْهُمْ اَتِيَهُمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ۔ (سورہ صود: ۷۶)

”اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ بیشک تیرے رب کا حکم آچکا اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

(ii) قضاے معلق محض

وہ قضا ہے کہ فرشتوں کے صحیفوں میں کسی چیز مثلاً صدقہ یا دوا وغیرہ پر معلق ہونا ظاہر کر دیا گیا ہو۔ اس قضا تک اکثر اولیائے کرام کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا اور توجہ سے یہ قضا مل جاتی ہے۔

(iii) قضاے معلق شبیہ مبرم

وہ قضا ہے کہ علم الہی میں وہ کسی چیز پر معلق ہے لیکن فرشتوں کے صحیفوں میں اس کا معلق ہونا مذکورہ نہیں۔ اس قضا تک خاص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں قضاے مبرم کو رد کر دیتا ہوں اور اسی قضا کے بارے میں حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ

إِنَّ الدُّعَاءَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ بَعْدَ مَا أُبْرِمَ۔

”پیشک دعا قضاے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔“

4- قضا و قدر کے مسائل عام لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں اس میں زیادہ فکر کرنا دین و ایمان کے تباہ ہونے کا سبب ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ بھی اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے تو پھر ہم لوگ کس گنتی میں ہیں۔ اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پتھر اور دیگر جمادات کے مثل بے حس و حرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو ایک قسم کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے نہ کرے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع و نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے کہ جب آدمی کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی وجہ سے اس پر مواخذہ ہے اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔ (بہار شریعت)

قبر کا عذاب حق ہے

1- عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ

فَيَقُولَانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ فَيَقُولُ دِينِي
 الْإِسْلَامُ فَيَقُولَانِ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ فَيَقُولَانِ لَهُ وَمَا يُدْرِيكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَأَمِنْتُ بِهِ
 وَصَدَّقْتُ فَذَلِكَ قَوْلُهُ يَشْبِتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ
 الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (الاية) قَالَ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ
 عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبُسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى
 الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ رُوحِهَا وَطِيبِهَا وَيُفْسَحُ لَهُ فِيهَا مَدَبَصِرِهِ
 وَأَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ وَيُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ
 فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ لَهُ مَا
 دِينُكَ فَيَقُولُ هَادِ هَادِ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ
 فِيكُمْ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ
 مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا قَالَ
 وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ ثُمَّ يَقْبِضُ لَهُ أَعْمَى وَأَصَمٌ
 مَعَهُ مِرْزَبَةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُ بِهَا ضَرْبَةً
 يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيهِ
 الرُّوحُ۔ (احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ
 مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟
 تو مردہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے
 میرا دین اسلام ہے پھر فرشتے پوچھتے ہیں کون ہیں یہ جو تم میں مبعوث فرمائے گئے
 تھے؟ تو مردہ کہتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پھر فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ
 تمہیں کس نے بتایا (کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں) تو مردہ کہتا ہے میں نے خدائے
 تعالیٰ کی کتاب کو پڑھا تو ان پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی (حضور ﷺ نے

فرمایا) تو خدائے تعالیٰ کے اس قول یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدینا و فی الاخرة کا یہی مطلب ہے (یعنی مومن خدائے تعالیٰ کے فضل سے فرشتوں کو جواب دینے میں ثابت رہتا ہے) حضور ﷺ نے فرمایا پھر ایک پکارنے والا پکار کر کہتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے تو اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور اس کو جنت کا کپڑا پہناؤ اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اس کے پاس جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور حدنگاہ تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ (یہ حال تو مومن کا ہے) اور اب رہ گیا کافر، حضور ﷺ نے اس کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس آ جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں، کہ تیرا رب کون ہے تو کافر مردہ کہتا ہے کہ ہاہاہہ میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے دریافت کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہاہہ میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کہ کون ہیں جو تم میں مبعوث کیے گئے تھے تو وہ کہتا ہے ہاہاہہ میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اس کیلئے آگ کا ایک بچھونا بچھاؤ۔ اور آگ کا کپڑا پہناؤ اور اس کے لئے دوزخ کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اس کے پاس جہنم کی گرمی اور لیٹ آتی ہے۔ اور کافر کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جس کے پاس بو ہے کا ایک گرز ہوتا ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ فرشتہ اس گرز سے کافر کو ایسا مارتا ہے کہ اس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سنتی ہے۔ مگر انسان اور جن نہیں سنتے، تو وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس کے اندر روح لوٹائی جاتی ہے۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اشارت بہذا باباں حضرت یاز اجہت شہرت امر و حضور اوست در اذان، اگرچہ غائب است یا با حضار ذات شریف وے

درعیاں و باین طریق کہ در قبر مثالے از حضرت وے صلی اللہ علیہ وسلم حاضری ساختہ باشندت بمشاهدہ جمال جاں افزائے او عقدہ اشکال کہ در کاہ افتادہ کشادہ شود و ظلمت فراق بنور لقائے دل کشائے اور روشن گردد۔

یعنی هذا (یہ) کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ کرنا یا تو اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مشہور ہے اور حضور کا تصور ہمارے دلوں میں موجود ہے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے رونق افروز نہیں اور یا تو اس وجہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کھلم کھلا پیش کی جاتی ہے اس طرح سے کہ قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک لائی جاتی ہے۔ تاکہ ان کے جمال افزا سے ان مشکلات کی گریز ہو، کہ جواب دینے میں پیش آئیں، کھل جائیں اور فراق کی تاریکی ان کی دل کش ملاقات کے نور سے روشن ہو جائے۔ (اشعہ المعات ج ۱ ص ۱۵۵)

2 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَقْبَرَ الْمَيِّتُ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَرْزَقَانِ يُقَالُ لَا حَدِيَهُمَا الْمُنْكَرُ وَاللَّا خَيْرَ النَّكِيرُ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا نَمُ يَفْتَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ نَمُ يَنْوِرُ لَهُ فِيهِ ثُمَّ يَقَالُ لَهُ نَمُ فَيَقُولُ أَرْجِعْ إِلَى أَهْلِي فَأَخْبِرْهُمْ فَيَقُولَانِ نَمُ كُنُومَةُ الْعُرُوسِ الَّتِي لَا يُوَقِّظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهَا إِلَيْهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ يَقُولُ ذَلِكَ فَيَقَالُ لِلْأَرْضِ التَّيْمِي عَلَيْهِ فَتَلْتَمِ عَلَيْهِ فَتُخْتَلِفُ أَضْلًا أَضْلَاعُهُ فَلَا يَزَالُ فِيهَا مُعَذِّبًا حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ کو رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے فرشتے نیلی آنکھوں والے آتے ہیں جن میں سے ایک کا نام منکر (منکر کاف زبر کے ساتھ پڑھا جائے گا) اور دوسرے کا

نکیر۔ دونوں فرشتے اس مردہ سے پوچھتے ہیں کہ تو اس ذات گرامی کے بارے میں کیا کہتا تھا تو مردہ کہتا ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (یہ سن) کروہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ ہم پہلے سے جانتے تھے کہ یہی کہے گا۔ پھر اس کی قبر ۷۰ گز لمبی اور ۷۰ گز چوڑی کر دی جاتی ہے اس کے بعد قبر میں روشنی کی جاتی ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے (سو جا) تو مردہ کہتا ہے کہ میں اہل وعیال میں جا کر اس حال سے ان کو آگاہ کر دوں۔ تو فرشتے کہتے ہیں۔ (سو جیسے دولہا سوتا ہے) جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے جو اس کے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہو (تو وہ سو جاتا ہے) یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اسے (قیامت کے دن) اس کی قبر سے اٹھائے گا۔ (یہ حال تو مومن کا ہے) اور اگر مردہ منافق ہوتا ہے تو فرشتوں کو جواب میں کہتا ہے میں نے لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنا تھا اسی کی مثل میں بھی کہتا تھا کہ خود میں جانتا نہیں تھا تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم لوگ جانتے تھے کہ تو ایسا ہی کہے گا۔ پھر زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو دبا دو تو وہ دبائے گی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر ہو جائیں گی تو اسی طرح وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ اس کو اس جگہ سے اٹھائے۔“

3- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَسْلُطْ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ نِسْعَةٌ وَتَسْعُونَ تَنِينًا تَنْهَسُهُ وَتَلْدَغُهُ حَتَّى يَقُومَ السَّاعَةُ لَوْ أَنَّ تَنِينًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَثْبَتَتْ خَضِرًا۔ (داری، مشکوٰۃ)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے ۱۹۹ اڑدھے مقرر کیے جاتے ہیں جو اس کو قیامت تک کاٹتے اور ڈستے رہیں گے ان اڑدھوں میں سے کوئی ایک اگر زمین پر پھنکار دے تو زمین سبزہ پیدا کرنے سے محروم ہو جائے گی۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ملائکہ و مارکثر دم گزیدن

ایشان کہ در احادیث واقع شدہ است ہمہ بحکم واقع موجود اند نہ محض مثال و خیال و آنکہ مانہ جنیم و نہ در پائیم در وجود آں زیاں نہ دارد زیرا کہ عالم ملکوت را چشم سر نہ توان دید آنرا چشم دیگر ست۔

یعنی فرشتوں اور سانپوں اور بچھوؤں کا مردوں کا تکلیف پہنچانا جیسا کہ احادیث کریمہ میں بیان کیا گیا ہے سب حقیقت میں واقع اور موجود ہیں محض مثال و خیال نہیں۔ اور ہمارا دیکھنا اور معلوم نہ کر پانا ان کے موجود کو مضرت نہیں اس لئے کہ عالم ملکوت کو سر کی آنکھوں نہیں دیکھ سکتے اس کیلئے ایک دوسری آنکھ چاہئے۔ (امداد الممعات جلد اول ص ۱۱۴)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ: ان قبل نحن نشاہد المیت علی حالہ فکیف یسائل ویقعد ویضرب ولا یظہر اثر فالجواب انہ ممکن ولہ نظیر فی الشاہد وهو النائم فانہ یجد لذۃ والمباحسہ ولا نحسہ و کذا یجد الیقظان لذۃ والمایسمعہ ویفکر فیہ ولا یشاہد ذلک

کان جبزیل یاتی النبی ﷺ فیوحی بالقرآن المجید فلا یراہ باصحابہ..... یعنی اگر اعتراض کیا جائے کہ ہم لوگ مردہ کو اس کے حال پر دیکھتے ہیں پھر کیونکر ہٹھا کر اس سے پوچھا جاتا ہے اور مارا جاتا ہے حالانکہ کوئی بات نظر نہیں آتی۔ تو جواب یہ ہے کہ ایسا ممکن ہے (کہ مردہ کے ساتھ سب کاروائیاں ہوں اور ہمیں نظر نہ آئیں) اور اس کی نظیر مشاہدہ کی دنیا میں موجود ہے چنانچہ سونے والا آدمی نیند میں راحت و رنج (کی چیزوں کو) دیکھ کر احساس کرتا ہے اور ہم (اس کے پاس رہ کر) نہیں معلوم کر پاتے (کہ سونے والے پر کیا واقعہ گزر رہا ہے) اور اسی طرح بیدار آدمی اچھی یا بری خبر سن کر سوچ کر لذت یا تکلیف محسوس کرتا ہے اور پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اور اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام قرآن مجید کی وحی لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ (خود حضور ﷺ تو حضرت جبریل کو دیکھتے تھے) مگر صحابہ ان کو نہیں دیکھ پاتے تھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۶۳)

انتباہ

۱۔ مرنے کے بعد مسلمانوں کی روہیں حسب مراتب مختلف مقاموں میں رہتی ہیں۔ بعض

کی قبر پر بعض کی چاہ زمزم میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی اوپر اور بعض کی روحیں زیر عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں اور کافروں کی خبیث روحیں بعض کی ان کے مرگھٹ یا قبر پر، بعض کی چاہ برہوت میں کہ ”ہوت“ کہ یمن میں ایک نالا ہے بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس کے بھی نیچے جہنم میں مگر کہیں بھی ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق باقی رہتا ہے۔ (بہار شریعت)

2- قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔ اس کا انکار کرنے والا گمراہ بد مذہب ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر مع شرح للملا علی قاری ص ۱۲۱ میں فرماتے ہیں: **سُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَکِیْرٍ فِی الْقُبْرِ حَقٌّ**۔ یعنی قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔

3- مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں کہیں ہوگا وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا یہاں تک کہ اگر کسی جانور نے کھالیا تو اس کے پیٹ میں سوال ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب پائے گا۔ حضرت ملا علی قاری علیہ الباری فرماتے ہیں: **اَلْکُؤَالُ یَشْمَلُ اَلْاَمْوَاتَ جَمِیْعَهَا حَتّٰی اِنْ مَاتَ وَاکْلَتْهُ السِّبَاعُ**۔ یعنی سوال مردوں سے کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ مرنے کے بعد درندے یا جانور کھالیں تو بھی سوال کیا جائے گا۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۱۶۸)

4- عذاب قبر اور تعیم قبر حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح فقہ اکبر ص ۱۲۲ میں فرماتے ہیں: **عَذَابُهُ (اٰی الْقَبْرِ) حَقٌّ کَاِیْنٍ لِلْکُفَّارِ کُلِّہُمْ اَجْمَعِیْنِ وَبَعْضِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَذَا تَنْعِیْمٌ بَعْضِ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقٌّ**۔ یعنی قبر کا عذاب حق ہے کہ جو سب کافروں اور بعض (گنہگار) مسلمانوں پر ہوگا اور ایسے ہی تعیم قبر بعض مومنین کیلئے حق ہے۔

5- جسم اگر چہ گل جائے، جل جائے یا خاک ہو جائے مگر اس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے اور وہی مورد عذاب و ثواب ہوں گے۔ وہ اجزاء ریڑھ کی ہڈی میں ہوتے ہیں اور اس قدر باریک ہوتے ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آتے ہیں، نہ

آگ انہیں جلاتی ہے اور نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے۔ یہی جسم کے تخم ہیں خدائے تعالیٰ قیامت کے دن مردہ کے منتشر اجزاء کو پہلی ہیئت پر لا کر انہیں اجزائے اصلیہ پر کہ محفوظ ہیں ترکیب دے گا اور ہر روح کو اس جسم سابق میں بھیجے گا۔ (بہارِ شریعت)

6- انبیائے عظام علیہم السلام اولیائے کرام، علمائے اعلام شہدائے اسلام، حفاظ قرآن جو قرآن پر عمل کرتے ہیں اور جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ کی ہو اور وہ لوگ جو اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ جو شخص انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ خبیث کلمے کہے کہ (مر کے مٹی میں مل گئے) تو وہ گمراہ بد دین خبیث اور مرتکب توہین ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۲۹)

قیامت کی نشانیاں

1- عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَرْفَعَ الْعِلْمُ يَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرُ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقِيمُ الْوَاحِدُ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ علم اٹھالیا جائے گا، جہالت زیادہ ہوگی، زنا کاری اور شراب خوری کی کثرت ہوگی، مردوں کی تعداد کم ہوگی۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اتَّخَذَ الْفَنَى دُولًا وَالْأَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا وَتَعَلَّمَ لَغِيْرَ الدِّينِ وَأَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهَوَّى أُمَّهُ وَأَذْنَى صَدِيقَهُ وَأَقْصَى أَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْأَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِيلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ أَرْدَلَهُمْ وَاکْرَمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهِ وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَارِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ وَلَعَنَ الْخَرُّ هَذِهِ الْأُمَّةَ

أُولَٰهَا فَارْتَقِبُوا عِنْدَ ذَلِكَ رِيحًا حَمْرَاءَ وَزُلْزَلَةً وَخَسَفًا وَمَسْخًا وَقَذْفًا
وَأَيَّاتٍ تُتَابِعُ كِنِظَامَ قُطْعِ سِلْكُهُ فَتَتَابِعُ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب غنیمت (صرف امراء کی) دولت ٹھہرائی جائے، امانت کو مال غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے جبکہ علم کو دین کے لئے نہ حاصل کیا جائے، مرد اپنی عورت کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے گا جبکہ اپنے دوست سے قریب ہوگا اور اپنے باپ کو دور کرے گا۔ جب مسجدوں میں شور مچایا جائے گا، قوم کا سردار ان کا فاسق ہوگا، اور جب قوم کا لیڈر ان میں سے کمینہ آدمی ہوگا اور آدمی کی عزت اس کی برائیوں سے بچنے کیلئے کی جائے گی۔ جب گانے والی عورتیں اور (قسم قسم) کے باجے ظاہر ہوں گے (اعلانیہ) شراب پی جائے گی، جب امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں گے تو اس وقت تم ان چیزوں کا انتظار کرنا۔ سرخ آندھی، زلزلہ، زمین کا دھنسا، صورتیں مسخ ہونا پتھروں کا برسنہ اور قیامت کی بڑی بڑی (نشانیوں کا پے در پے ظاہر ہونا کہ گویا وہ موتیوں کی ٹوٹی ہوئی لڑی ہے جس سے لگاتار موتی گر رہے ہیں۔“

3- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَتَقَارَبَ الزَّمَانُ فَتَكُونَ السَّنَةُ كَالشَّهْرِ وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ وَتَكُونَ الْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ وَيَكُونَ الْيَوْمُ كَالسَّاعَةِ وَتَكُونَ السَّاعَةُ كَالضَّرْمَةِ بِالنَّارِ۔

(ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب نہ ہوگا (یعنی وقت حصے جلد جلد گزرنے لگے گے) سال مہینہ کے برابر ہو جائے گا مہینہ ہفتہ کے برابر، ہفتہ ایک دن کے برابر اور اس وقت ایک دن ایک ساعت کے برابر ہوگا اور اس وقت آگ کا ایک شعلہ (اٹھ کر ختم ہو جانے) کے برابر ہوگی۔“

4- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ إِطْلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ

نَتَذَكَّرُ فَقَالَ مَا تَذَكَّرُونَ قَالُوا نَذَكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالْجِبَالَ وَالْدَّابَّةَ الَّتِي تَلُوعُ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَا جُوجَ وَمَاجُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٍ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٍ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٍ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٍ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَجْشَرِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

”حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگوں کی گفتگو پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہوئے تو فرمایا تم لوگ کیا بات کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی۔ جب کہ تم ان دس نشانیوں کو نہ دیکھ لو گے، پھر ان نشانیوں کا ذکر کیا اور فرمایا: (i) دھواں (ii) دجال (iii) دابۃ الارض (iv) پچھتم سے سورج کا ٹکنا (v) عیسیٰ ابن مریم کا نازل ہونا (vi) یاجوج و ماجوج، تین مقامات پر زمین کا دھنسا (vii) ایک مشرق میں دوسرے مغرب اور تیسرے جزیرہ عرب میں اور (x) وہ آگ ہے جو یمن سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر یعنی ملک شام کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آگ عدن کے علاقہ سے نکلے گی اور لوگوں کو گھیر کر محشر کی طرف لے جائے گی اور ایک روایت میں دسویں نشانی ایک ”ہوا“ بیان کی گئی ہے جو لوگوں کو دریا میں پھینک دے گی۔“

5۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى جُفَاءً الشَّعْرَ مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال بائیں آنکھ کا کانا ہوگا بہت کثرت سے بال ہوں گے اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس

کی جہنم (حقیقت میں) جنت ہوگی اور جنت (حقیقت میں) جہنم ہوگی۔

6- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مِلْتُمْ ظُلْمًا وَجَوْرًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے روشن و کشادہ پیشانی بلند ناک، وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے ظلم و ستم سے بھری تھی۔ اور وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا۔“

7- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہ جائے گا۔“

انتباہ

1- قیامت کی چند نشانیاں جو احادیث مذکورہ میں بیان کی گئیں ہیں ان میں سے کچھ ظاہر ہو چکیں اور جو باقی ہیں وہ بھی یقیناً ظاہر ہوں گی۔ دجال کا فتنہ بہت سخت ہوگا، وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا جو اس پر ایمان لائے گا اسے اپنی جنت میں (جو حقیقت میں دوزخ ہوگی) ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اسے دوزخ میں (جو حقیقت جنت ہوگی) ڈالے گا، مردے چلائے گا زمین سے سبزہ اگائے گا اور آسمان سے پانی برسائے گا اسی قسم کے بہت سے شعبہ دے دکھائے گا جو حقیقت میں جادو کے کرشمے ہوں گے۔ اس کی پیشانی پر ک، ا، ف، ر، لکھا ہوگا (یعنی کافر) جس کو ہر مسلمان پڑھے گا مگر کافر کو نظر نہ آئے گا۔ (بہار شریعت)

2- حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے کا مختصر واقعہ یہ ہے رمضان کا مہینہ ہوگا، ابدال کعبہ کے طواف میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے،

اولیائے کرام انہیں پہچانیں گے ان سے بیعت کی درخواست کریں گے وہ انکار فرمائیں گے تو غیب سے آواز آئے گی **هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ فَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا**۔ یعنی یہ اللہ ﷻ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ سب لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، پھر وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر آپ ملک شام چلے جائیں گے۔ (بہار شریعت)

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر آسمان سے اتریں گے، فجر کی نماز کا وقت ہوگا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام وہاں موجود ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں امامت کا حکم دیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس وقت دجال لعین ملک شام میں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا وہ بھاگے گا آپ اس کا پیچھا کریں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ مار کر جہنم میں پہنچا دیں گے پھر حکم الہی تمام مسلمانوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جائیں گے۔ (بہار شریعت)

4- جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے ساتھ پہاڑ پر محصور ہوں گے تو یا جوج و ماجوج کا خروج ہوگا۔ یہ دنیا بھر میں فساد اور قتل و غارت کریں گے پھر آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت سے ان کے تیر اوپر سے خون آلود کریں گے وہ خوش ہوں گے۔ وہ لوگ اپنی انہیں حرکتوں میں مشغول ہوں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی ہلاکت کے لیے دعا کریں گے۔ خدائے تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کر دے گا ایک دم میں وہ سب کے سب مرجائیں گے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کے ہمراہ پہاڑ سے اتریں گے۔ دنیا بھر میں اس وقت صرف ایک دین دین اسلام اور ایک مذہب مذہب اہل سنت و جماعت ہوگا۔ چالیس 40 برس تک آپ اقامت فرمائیں گے۔ نکاح کریں گے اولاد ہوگی اور بعد وفات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور میں دفن ہوں گے۔ (بہار شریعت)

5- دابة الارض ایک جانور ہوگا جس کے ہاتھ میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگلی ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمانوں کی پیشانی پر نورانی نشان بنائے گا اور

انگوٹھی سے ہر کافر کی پیشانی پر ایک سیاہ داغ لگائے گا جو کبھی نہ مٹے گا، جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے زندگی بھر اپنے ایمان پر قائم رہے گا۔ (بہار شریعت)

6- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ایک زمانہ بعد جب قیامت کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے تو ایک خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمانوں کی روح قبض ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کہنے والا کوئی نہیں بچے گا۔ کافر ہی کافر دنیا میں رہ جائیں گے۔ چالیس 40 برس تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہو گی۔ یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا اب انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ حضرت اسرائیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ سب مرجائیں گے۔ آسمان، پہاڑ، زمین یہاں تک کہ صور اسرائیل اور تمام فرشتے فنا ہو جائیں گے سوائے اس واحد حقیقی کے کچھ نہ ہوگا۔ وہ فرمائے گا لَمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ یعنی آج کس کی بادشاہت ہے؟ مگر کون ہے! جو جواب دے پھر خود ہی فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ یعنی صرف اللہ تعالیٰ واحد قہار کی سلطنت ہے۔ پھر جب اللہ عزوجل چاہے گا۔ اسرائیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین ملائکہ اور انس و جن وغیرہ سب موجود ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر انور سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ ان کے داہنے دست مبارک میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اور بائیں دست مبارک میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا۔ پھر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

حوض کوثر اور شفاعت

1- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بَنَهْرٍ حَافَتَاهُ تَبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِئِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا ظِلُّهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (معراج کی رات) جب میں جنت کی سیر کر رہا تھا تو میرا گزرا ایک نہر پر سے ہوا جس کے دونوں طرف مجوف

یعنی خولد ار موتی کے گنبد تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیل یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ وہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے میں نے دیکھا کہ اسکی مٹی نہایت خوشبودار خالص مشک کی ہے۔“

2- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ وَ زَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَ مَاءُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَ رِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَ كِيزَانُهُ كَنْجُومِ السَّمَاءِ مَنْ يَشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میرے حوض (کوثر) کی مسافت کا ایک مہینہ (کا راستہ) ہے وہ مربع ہے یعنی اس کے چاروں کونے برابر ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کے کوزے چمک اور زیادتی میں آسمان کے ستاروں کی مثل ہیں جو شخص اس میں سے پئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔“

3- عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ أَطْلَبُكَ قَالَ أَطْلُبُنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفُكْ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبُنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ فَإِنْ لَمْ أَفُكْ عِنْدَ الْمِيزَانِ قَالَ فَاطْلُبُنِي عِنْدَ الْحَوْضِ فَإِنِّي لَا أُخْطِي هَذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے درخواست کی کہ حضور ﷺ قیامت کے دن میری سفارش فرمائی جائے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا میں کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حضور کو کہاں تلاش کروں گا؟ سرکار ﷺ نے فرمایا: پہلے مجھ کو پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا اگر حضور ﷺ پل صراط پر نہ ملیں۔ فرمایا: میزان پر۔ میں نے عرض کیا اگر حضور ﷺ میزان پر بھی نہ ملیں۔ فرمایا تو حوض کوثر پر۔ میں ان تین جگہوں کو نہیں چھوڑوں گا۔ (یعنی ان مقامات میں سے کسی ایک جگہ ضرور ملوں گا)۔“

4- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِي لَأَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت ثابت ہے میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کیلئے۔“

5- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَتَى مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَأَخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ آیا تو اس نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو میری آدمی امت جنت میں داخل ہو یا میں شفاعت کو اختیار کروں تو میں نے شفاعت کو منظور کیا۔ میری شفاعت ہر اس شخص کیلئے ہوگی کہ جو اس حال میں مرے اُس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو۔“

6- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِصِينٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي يُسَمُّونَ الْجَهَنَّمِيْنَ۔

(بخاری، مشکوٰۃ)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت میری شفاعت کی بدولت ناریں دوزخ سے نکالی جائیگی جس کا نام جہنمی پڑا ہوا تھا۔“

7- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

”حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ پہلے انبیائے کرام علیہم السلام پھر علمائے دین۔ پھر شہدائے اسلام۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ تخصیص شفاعت بہ ایں سہ گروہ بجہت زیادت فضل کرامت ایشان ست والا ہمہ اہل خیر از مسلمانان را ثابت ست۔ یعنی ان تین گروہ کے ساتھ شفاعت کی تخصیص ان کے فضل و بزرگی کی زیادتی کے سبب ہے ورنہ ہر اہل خیر مسلمان (سچا حاجی، باعمل حافظ) کیلئے (بھی شفاعت کا حق) ثابت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)

8- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَشْفَعُ لِلْفَنَاءِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ (۱) وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتَّى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔

”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے بعض لوگ کسی جماعت کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ ایک قبیلہ کی۔ اور بعض لوگ دس سے چالیس کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگ صرف ایک آدمی کی۔ یہاں تک کہ میری کل امت جنت میں داخل ہو جائے گی۔“

9- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ فَأُولَئِكَ كَلَّمَ الْجَبْرِ ثُمَّ كَالرِّيْحِ ثُمَّ كَالْحُضْرِ الْقُرْسِ ثُمَّ كَالرَّأْيِ كَبِ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدَ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشِيهِ۔ (ترمذی، دارمی، ابوداؤد)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگ جہنم کی آگ کو (پل صراط سے گزر کر) عبور کریں گے۔ پھر اپنے اعمال صالح کے مطابق جہنم (کی لپیٹ وغیرہ) سے نجات پائیں گے تو ان میں سے جو سب سے بہتر ہوں گے وہ بجلی چمکنے کی مانند (پل صراط سے) گزر جائیں گے۔ پھر ہوا کے مثل۔ پھر دوڑنے والے گھوڑے کی طرح پھر اونٹ سوار کے مانند پھر دوڑنے والے آدمی کی طرح پھر پیدل چلنے والے کی طرح۔“

انتباہ

- 1- قیامت کا قائم ہونا حق ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (بہار شریعت)
- 2- قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن بغیر ختنہ شدہ اٹھیں گے، کوئی پیادہ ہوگا کوئی سوار اور کافر منہ کے بل چلتے ہوئے میدانِ حشر کو جائیں گے کسی کو فرشتے گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ میدانِ حشر ملکِ شام کی سر زمین پر قائم ہوگا۔ اس دن زمین تابنے کی ہوگی۔ سورج صرف ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ ابھی چار ہزار برس کے فاصلہ پر ہے اور اس کی پیٹھ دنیا کی طرف ہے قیامت کے دن اس کا منہ اس طرف ہوگا۔ گرمی کی تپش سے بھیجے کھولتے ہوں گے۔ پسینہ اس کثرت سے نکلے گا کہ اوپر چڑھے گا کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک، کسی کی کمر، کسی کے سینہ کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثل لگام کے جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا اور گرمی کی حالت میں پیاس کی جو کیفیت ہوگی وہ محتاج بیان نہیں، زبانیں سوکھ کر کاٹا ہو جائیں گی اور بعضوں کی زبانیں منہ سے باہر نکل آئیں گی۔ ان مصیبتوں کے باوجود کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا۔ بھائی بھائی سے بھاگے گا ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ ہر ایک اپنی اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا کوئی کسی کا مددگار نہ ہوگا قیامت کا دن جو کہ پچاس ہزار برس کا ہوگا اس پریشانی کی حالت میں قریب آدھے کے گزر جائے گا اب اہل حشر مشورہ کریں گے کہ کوئی سفارشی ڈھونڈنا چاہیے جو ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی دلائے، لوگ گرتے پڑتے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے حضرت آدم آپ ابوالشرف ہیں خدائے تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے بنایا فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا۔ ہم لوگ سخت پریشانی میں مبتلا ہیں آپ ہماری شفاعت کیجئے کہ خدائے تعالیٰ ہمیں اس سے نجات بخشنے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور ان کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس لائق

نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ مختصر یہ کہ لوگ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ وغیرہ جلیل القدر انبیائے کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لیے گریہ وزاری کریں گے مگر ہر جگہ سے یہی جواب ملے گا کہ یہ میرا مرتبہ نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ یہاں تک کہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں تم کسی اور کے پاس جاؤ وہ لوگ عرض کریں گے آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے تم ان کے حضور حاضر ہو جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی جو آج بے خوف ہیں اور وہ تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو وہ خاتم النبیین ہیں۔ وہی آج تمہاری شفاعت فرمائیں گے اب لوگ پھرتے پھرتے ٹھو کریں کھاتے روتے چلاتے دہائی دیتے شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے لیے عرض کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ انا لکھا یعنی شفاعت کے لیے میں ہوں۔ یہ فرما کر بارگاہِ الہی میں سجدہ کریں گے ارشاد ہو گا یا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تَسْمَعُ وَاسْأَلْ تُعْطَىٰ وَاشْفَعْ تُشَفَّعُ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور جو مانگو گے ملے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہے اب شفاعت کا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہاں تک کہ جس کے دل میں زائی کے دانہ سے بھی کم ایمان ہو گا سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بھی شفاعت فرمائیں گے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا وَوَالِدَيْنَا وَاَسَاۡدِنَا وَمَشَاۡيِخَنَا وَتَلَامِذَنَا وَاَحْبَابَنَا وَجَمِیْعَ اَهْلِ السُّنَّةِ شَفَاعَةَ حَبِیْبِكَ الْمُصْطَفٰی وَنَبِیِّكَ الْمُجْتَبٰی عَلَیْهِ التَّحِیَّۃُ وَالتَّنَادُ۔

”اے اللہ مجھے اور میرے والدین اور اساتذہ و مشائخ اور شاگردوں اور میرے

احباب اور تمام اہل سنت کو اپنے چنے ہوئے حبیب اور نبی کی شفاعت عطا فرما۔“

3- شفاعت حق ہے اور اس کا انکار کرنا بد مذہبی و گمراہی ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق

محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”انکارِ شفاعت بدعت و ضلالت ست چنانکہ

خوارج و بعض معتزلہ بداں رفقہ اند (افقہ المصنفات جلد ۱، صفحہ ۴۰۸) اور حضرت ملا علی قاری

عليه رحمة الله الا برى فرماتے ہیں کہ فی شرح مسلم للنووی قال القاضي عياض رحمة الله تعالى 'مذهب اهل السنة جواز الشفاعة عقلا و وجوبها سمعا لصريح قوله تعالى يومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن و رضى له قولا و قد جاءت الآثار التي بلغت بمجموعها التواتر لصحة الشفاعة في الآخرة و اجمع السلف الصالحون و من بعدهم من اهل السنة عليها۔

یعنی امام نووی کتاب شرح مسلم میں ہے کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ عقلاً شفاعت جائز ہے اور اس کا وجوب سماعی ہے اس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے کھلم کھلا ارشاد فرمایا کہ

يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَ رَضِيَ لَهُ قَوْلًا۔

(سورۃ طہ آیت ۱۰۹)

”اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

اور (اس آیت کریمہ کے علاوہ بہت سی) حدیثیں وارد ہیں جن کا مجموعہ آخرت میں شفاعت کی صحت پر حد تو اتر کو پہنچ چکا ہے۔ شفاعت کے حق ہونے پر سلف صالحین اور ان کے بعد اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

الشفاعة خمسة امام

اولها مختصة بنبينا ﷺ و هي الاراحة من حول الموقف و تعجيل الحساب

الثانية في ادخال قوم الجنة بغير حساب و هذا ايضا وردت في نبينا ﷺ
الثالثة الشفاعة لقوم استوجبوا النار فيشفع فيهم نبينا ﷺ و من شاء الله

الرابعة فيمن دخل النار من المذنبين فقد جاءت الاحاديث باخراجهم من النار بشفاعة نبينا و الملائكة و اخوانهم من المؤمنين

ثم يخرج الله تعالى كل من قال لا اله الا الله

الخامسة الشفاعة في زيادت الدرجات في الجنة لا هلهما و هذه لا تنكرها ايضاً۔ (مرقاۃ جلد ۵، صفحہ ۲۷۸)

4۔ شفاعت کی چند قسمیں ہیں جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ نے

فرمایا کہ ”نوع اول شفاعت عظمیٰ ست کہ عام ست مرتماہ خلألق را و مخصوص ست بہ پیغمبر ماسیٰ علیہ السلام کہ ہیج کس را از انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم مجال جرأت و اقدام براں بنا شد و آں برائے اراحت و تخلص از طول وقوف در عرصات و تعجیل حساب و حکم کردگار تعالیٰ و تقدس و بر آوردن ازاں شدت و محنت۔ دوم از برائے در آوردن قوے در

بہشت بغیر حساب و ثبوت آں نیز وارد شدہ برائے پیغمبر با و نزد بعضے مخصوص بحضرت اوست۔ سوم در اقوالے کہ حسنت و سیئات ایشان برابر باشد و باید ادب بہ بہشت در آیند۔

چہار قوے کہ مستحق و مستوجب دوزخ شدہ باشند پس شفاعت کند و ایشان را بہ بہشت در آرد۔ پنجم برائے رفع درجات و زیادت کرامات۔ ششم در گناہ گاراں کہ بدوزخ در آمدہ باشند

بہ شفاعت بر آیند و ایں شفاعت مشترک ست میاں سائر انبیاء و ملائکہ و علما و شہداء۔ ہفتم در استفتاح جنت۔ ہشتم در تخفیف عذاب از انہا کہ مستحق عذاب مخلدہ شدہ باشند۔ نہم

برائے اہل مدینہ خاصہ دہم برائے زیارت کنندگان قبر شریف بروجہ امتیاز و اختصاص۔

ترجمہ: یعنی شفاعت کی پہلی قسم شفاعت عظمیٰ ہے جو کہ تمام مخلوقات کیلئے عام ہے اور

ہمارے پیغمبر ماسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے یعنی انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی اور نبی کو اس پر

جرأت اور پیش قدمی کی مجال نہ ہوگی۔ اور یہ شفاعت لوگوں کو آرام پہنچانے، میدان حشر میں

دیر تک ٹھہرنے سے چھٹکارا دلانے اللہ تبارک و تعالیٰ کے فیصلہ اور حساب کے جلدی کرنے

اور قیامت کے دن سختی و پریشانی سے نکالنے کیلئے ہوگی۔

دوسری قسم کی شفاعت ایک قوم کو بے حساب جنت میں داخل کرنے کیلئے ہوگی اور یہ

شفاعت بھی ہمارے پیغمبر ماسیٰ علیہ السلام کیلئے ثابت ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک یہ شفاعت

حضور ماسیٰ علیہ السلام ہی کے ساتھ خاص ہے۔ تیسری قسم کی شفاعت ان لوگوں کے بارے میں ہوگی

جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی اور شفاعت کی امداد سے جنت میں داخل ہوں گے۔ چوتھی قسم کی شفاعت ان لوگوں کیلئے ہوگی جو کہ دوزخ کے مستحق اور حقدار ہو چکے ہوں گے تو حضور ﷺ شفاعت فرما کر ان کو جنت میں لائیں گے۔ پانچویں قسم کی شفاعت مرتبے کی بلندی اور بزرگی کی زیادتی کیلئے ہوگی۔ چھٹی قسم کی شفاعت ان گنہ گاروں کے بارے میں ہوگی جو کہ جہنم میں پہنچ چکے ہوں گے اور شفاعت کی وجہ سے نکل آئیں گے اور اس شفاعت میں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام فرشتے، علماء اور شہداء بھی شریک ہوں گے۔

ساتویں قسم کی شفاعت جنت کھولنے کے بارے میں ہوگی۔

آٹھویں قسم کی شفاعت ان لوگوں کے عذاب کی تخفیف کے بارے میں ہوگی جو کہ دائمی عذاب کے مستحق ہوں گے۔ نویں قسم کی شفاعت خاص کر مدینہ منورہ والوں اور سرکار اقدس ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کرنے والوں کیلئے اختصاص و امتیاز کے طریقہ پر ہوگی۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۳۷۲)

- 5- حوض کوثر جو کہ حضور ﷺ کو مرحمت ہوا حق ہے۔ (بہار شریعت)
- 6- قیامت کے دن ہر شخص کو اس کی نیکیوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور برائیوں کا بائیں ہاتھ میں۔ اور کافر کا نامہ اعمال سینہ توڑ کر اس کا بایاں ہاتھ اس کی پشت سے نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔ (بہار شریعت)
- 7- حساب حق ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (بہار شریعت)
- 8- میزان حق ہے اس پر لوگوں کے نیک و بد اعمال تولے جائیں گے نیکی یا بدی کا پلہ بھاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اوپر اٹھنے یعنی دنیا جیسا معاملہ نہیں ہوگا کہ جو بھاری ہوتا ہے نیچے جھکتا ہے۔ (بہار شریعت)
- 9- حضور اقدس ﷺ کو خدائے تعالیٰ مقام محمود و عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔
- 10- سرکار اقدس ﷺ کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کا نام لواء الحمد ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے سب مومنین اسی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

جنت کا بیان

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَعَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی چیزیں تیار کر رکھی ہے کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ ان کی خوبیوں کو کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کی ماہیت کا خیال گزرا۔“

2- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَ مِائَةٌ صَفٍ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَ أَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جنتیہ (۱۲۰) صفیں ہوں گی اور ان میں سے اسی (۸۰) صفیں اس امت کی ہوں گی اور چالیس (۴۰) صفیں دوسری امتوں کی ہوں گی۔

3- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَطْلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَا ضَاءَ تَ مَا بَيْنَهُمَا وَ لَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَ لَنَصِيفُهَا عَلَى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر جنتیوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانکے تو آسمان سے زمین تک منور ہو جائے اور ساری فضا زمین سے آسمان تک خوشبو سے معطر ہو جائے اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔“

4- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لَوْ أَنَّ مَا يُقَلُّ ظُفْرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ لَتَزَخَّرَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَطْلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهُ لَطَمَسَ ضَوْؤُهُ الشَّمْسَ

كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن برابر کوئی چیز ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے اطراف و جوانب اس سے آراستہ ہو جائیں اور اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص (دنیا کی طرف) جھانکے اور اس کے کنگن ظاہر ہو جائیں تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو مٹا دے جیسے کہ ستاروں کی روشنی کو سورج مٹا دیتا ہے۔

5- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَنَادِي مُنَادٍ أَنْ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا وَأَنْ لَكُمْ أَنْ تَحْيُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَأَنْ لَكُمْ أَنْ تَشْبُوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَأَنْ لَكُمْ أَنْ تَنَعَّمُوا فَلَا تَبَاسُوا أَبَدًا۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

”حضرت ابوسعید و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ (اے جنت والو!) تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے۔ تم زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، تم جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے، تم آرام سے رہو گے کبھی محنت و مشقت نہ اٹھاؤ گے۔“

6- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ وَلَا يَنْفَلُونَ وَلَا يَمُوتُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَحِطُونَ قَالُوا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشِحِ الْمِسْكِ وَيُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفْسَ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جنتی، جنت میں کھائیں گے اور پیئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب و پاخانہ کریں گے۔ اور نہ رینٹھ سینکیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کھانے کا فضلہ کیا ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (فرحت بخش) ڈکار آئے گی اور ایسا پسینہ آئے گا جو مشک کی خوشبو کے مثل ہوگا اور سبحان اللہ و الحمد للہ کہنا جنتیوں کے دل میں ڈال دیا جائے گا۔ (جوان کی زبان پر بے تکلف جاری

ہوگا) جیسے تم سانس لیتے ہو۔

7- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لِمَنْ يَنْظُرُ إِلَى جَنَانِهِ وَآزْوَاجِهِ وَنَعِيمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَ أَكْرَمَهُمْ عَلَى اللَّهِ مَنْ يَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَ عَشِيَّةً ثُمَّ قَرَاءَ وَجُوهَ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةً إِلَى رَبِّهَا نَاطِرَةً۔ (احمد ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مرتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ جنتی وہ شخص ہوگا جو اپنے باغوں اپنی بیویوں، اپنی نعمتوں، اپنے خدمتگاروں اور اپنی آرام گاہوں کو ایک ہزار برس کی مسافت کے اندر پھیلے ہوئے دیکھے گا اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے مرتبہ کا جنتی وہ ہوگا جو صبح و شام دیدار الہی سے مشرف ہوگا اس کے بعد حضور ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ۔ (پارہ ۲۹، سورۃ القیامۃ) یعنی اس روز بہت سے چہرے اپنے پروردگار کے دیدار سے تروتازہ اور خوش و خرم ہوں گے۔“

انتباہ

1- جنتیوں کو جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے اور کھانے ملیں گے، جو چاہیں گے فوراً ان کے سامنے موجود ہوگا اگر کسی پرندے کا گوشت کھانے کو جی چاہے گا تو اسی وقت بھنا ہوا ان کے سامنے آجائے گا۔ اگر کسی چیز کے پینے کی خواہش ہوگی تو اسی چیز سے بھرا ہوا کوزہ فوراً ہاتھ میں آجائے گا۔

2- ادنیٰ جنتی کیلئے اسی (80) ہزار خادم اور بہتر 72 بیویاں ہوں گی اور ان کو ایسے تاج ملیں گے کہ اس میں ایک ادنیٰ موتی ساری دنیا کو روشن کر دے۔

3- جنتی آپس میں ملاقات کرنا چاہیں گے تو ایک کا تحت دوسرے کے پاس خود بخود چلا جائے گا۔

دوزخ کا بیان

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْقَدَ عَلَى النَّارِ

أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فِيهِ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٍ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ کو ایک ہزار برس جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہو گئی۔ پھر اس کو ایک ہزار برس تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہو گئی پھر اسے ایک ہزار برس اور جلایا گیا یہاں تک کہ وہ کالی سیاہ ہو گئی اب وہ سیاہ و تاریک ہے۔“

2- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَيْنِ يُغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ۔ (بخاری، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا اس کو آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔“

3- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبِيهِ وَإِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْرَتِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوَّتِهِ۔ (مسلم، مشکوٰۃ)

”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے زانوؤں تک آگ کے شعلے پہنچیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن کی کمر تک ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے گلے تک آگ کے شعلے ہوں گے۔“

4- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ أَنَّ دُلُومًا مِنْ غَسَاقٍ يَهْرَقُ فِي الدُّنْيَا لَا تَنَزَّ أَهْلُ الدُّنْيَا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس زرد پانی کا ایک ڈول ”جو دوزخیوں کے زخموں سے جاری ہوگا“ دنیا میں ڈال دیا جائے تو دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔“

5- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي النَّارِ حَيَاتٍ كَأَمْثَالِ الْبُخْتِ تُلْسَعُ أَحَدُهُنَّ أَلْسَعَةً فَيَجِدُ حَمُوتَهَا أَرْبَعِينَ خَرِيفًا وَإِنَّ فِي النَّارِ عَقَارِبَ كَأَمْثَالِ الْبَغَالِ الْمُوَكَّفَةِ تُلْسَعُ أَحَدُهُنَّ أَلْسَعَةً فَيَجِدُ حَمُوتَهَا أَرْبَعِينَ خَرِيفًا۔

(احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت عبداللہ بن حارث بن جزئ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں بجتی اونٹ کے برابر سانپ ہیں یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا۔ اور دوزخ میں پالان بندھے ہوئے فخروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد چالیس سال تک رہے گا۔“

6- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا شَقِيٌّ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنِ الشَّقِيُّ قَالَ مَنْ لَمْ يَعْمَلْ لِلَّهِ بِطَاعَتِهِ وَلَمْ يَتْرُكْ لَهُ بِمَعْصِيَةٍ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں صرف بد نصیب داخل ہوگا۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ بد نصیب کون ہے؟ فرمایا: بد نصیب وہ شخص ہے کہ جس نے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس کی اطاعت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے گناہ کو نہیں چھوڑا۔“

انتباہ

- 1- جنت و دوزخ حق ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (بہار شریعت)
- 2- دنیا کی آگ دوزخ کی آگ سے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے۔ (بہار شریعت)
- 3- حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے قسم کھا کر عرض کیا کہ اگر جہنم کو سوئی کی ٹوک کے برابر کھول دیا جائے تو اس کی گرمی سے سب زمین والے مرجائیں اور قسم کھا کر کہا کہ اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو زمین کے رہنے والے سب کے سب ان کی ہیبت سے مرجائیں اور قسم کے ساتھ بیان کیا کہ اگر جہنمیوں کی زنجیر کی ایک کڑی

دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو کانپنے لگیں اور انہیں قزار نہ ہوگا یہاں تک کہ نیچے کی زمین تک دھنس جائیں۔ (بہار شریعت)

4- دوزخ کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ اگر پتھر کی چٹان جہنم کے کنارے سے اس میں پھینکی جائے تو ستر 70 برس میں بھی یہ تک نہ پہنچے گی۔ (بہار شریعت)

5- جہنمیوں کو تیل کی جلی ہوئی تلچھٹ کی مثل سخت کھولتا ہوا پانی پینے کو دیا جائے گا کہ منہ کے قریب ہوتے ہی اس کی تیزی سے چہرے کی کھال گر جائے گی۔ سر پر گرم پانی بہایا جائیگا جہنمیوں کے بدن سے جو پیپ بہے گی وہ پلائی جائے گی۔ خاردار تھوہڑ کھانے کو دیا جائے گا وہ گلے میں جا کر پھندہ ڈالے گا اس کے اتارنے کیلئے پانی مانگیں تو ان کو ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا کہ منہ کے قریب آتے ہی منہ کی ساری کھال اس میں گر پڑے گی اور پیٹ میں جاتے ہی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا تو وہ شور بے کی طرح بہہ کر قدموں کی طرف نکلیں گی۔ (بہار شریعت)

6- جہنم والے گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے پہلے آنسو نکلیں گے جب آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون روئیں گے، روتے روتے گالوں میں خندقوں کی مثل گڑھے پڑ جائیں گے، رونے کا خون اور پیپ اس قدر ہوگا کہ اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ العیاذ باللہ۔



کتاب الطہارۃ

وضو

1- عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الطَّهْرُ شَطْرُ الْإِيمَانِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پاکیزگی نصف ایمان ہے۔“

2- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِهِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے تو اس کے گناہ اس کے جسم میں سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔“

3- عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا وَضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ۔

”حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وضو کے شروع میں بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضو (کامل) نہیں۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا لَبَسْتُمْ وَإِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَاذْكُرُوا بِأَيِّكُمْ۔ (احمد، ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کپڑا پہنویا وضو کرو اپنے دامن سے شروع کرو۔“

5- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ هَذَا وَضُوئِي وَوَضُوءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے تین تین مرتبہ وضو فرمایا اور فرمایا کہ یہ میرا اور مجھ سے پہلے جو انبیاء کرام علیہم السلام تھے ان کا وضو ہے۔“

6- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّوَاكُ مَطَهْرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّيْبِ۔ (احمد، دارمی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور پروردگار کو راضی کرنے والی چیز ہے۔“

7- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْلَا أَنِ اشْبَقَ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ وَبِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت کیلئے دشوار نہ سمجھتا تو انہیں حکم دیتا کہ وہ عشاء کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کیلئے مسواک کریں۔“

وضو کرنے کا مسنون طریقہ

پہلے نیت کرے اور پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے بعد کم سے کم تین تین مرتبہ اوپر نیچے کے دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے نہ کہ لمبائی میں اور اس طرح کہ پہلے داہنی جانب کے اوپر کے دانت مانجے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت پھر داہنی جانب کے نیچے کے دانت پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت مانجے۔ اس کے بعد ہاتھوں پر گٹھن سمیت پانی ملے اور انگلیوں سے شروع کر کے گٹھن تک تین بار پانی بہائے (یہ اس صورت میں ہے جب کسی برتن یا لوٹے وغیرہ سے وضو کر رہے ہوں) پھر لوٹے کو داہنے ہاتھ میں لے کر بائیں ہاتھ پر تین بار اسی طرح پانی بہائے اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں اور اگر حوض سے وضو کرتا ہو تو گٹھن تک ہاتھوں کو ملنے کے بعد حوض میں پہلے داہنا ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے اور پھر بائیں ہاتھ ڈال کر تین بار ہلائے پھر

تین بار کلی اس طرح کرے کہ منہ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو ہر کلی غرغره کے ساتھ کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں ناک میں ڈال کر اسے صاف کرے اور سانس کی مدد سے تین بار اس طرح دھوئے کہ ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک اور پیشانی کے اوپر کچھ سر کے حصہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہر ہر حصے پر پانی بہہ جائے اور داڑھی کے بال و کھال کو دھوئے ہاں اگر داڑھی کے بال گھنے ہوں تو کھال کا دھونا فرض نہیں صرف مستحب ہے۔ اور داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کو بھی دھوئے اور داڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے۔ پھر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پانی مل کر داہنے ہاتھ اور پھر بائیں ہاتھ اور پھر بائیں ہاتھ پر سرناخن سے شروع کر کے کہنیوں کے اوپر تک بال اور ہر حصہ کھال پر تین بار پانی بہائے۔ پھر سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیاں چھوڑ کر باقی تین تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اگنے کی جگہ پر رکھے اور سر کے اوپر کے حصہ پر گدی تک انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا لے جائے اور ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر وہاں سے ہتھیلیوں سے سر کی دونوں کروٹوں کو مسح کرتے ہوئے پیشانی تک واپس لائے۔ یا تین انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھے اور ہتھیلیاں سر کی کروٹوں پر جمائے ہوئے گدی تک کھینچتا لے جائے اور بس۔ پھر اس کے بعد کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصہ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کی پیٹ سے کان کے باہری حصہ کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹ سے گردن کا مسح کرے پھر پاؤں پر ٹخنوں سمیت پانی ملے اور پہلے داہنے پاؤں پھر بائیں پاؤں پر انگلیوں کی طرف سے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال اور ہر حصہ کھال پر تین تین بار پانی بہائے اور انگلیوں میں خلال بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں سے اس طرح کرے کہ داہنے پاؤں کی چھنگلیاں سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیاں پر ختم کرے اور ہر عضو دھوتے وقت درود شرف پڑھتا رہے کہ افضل ہے۔

ضروری انتباہ

1- کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ

جائے۔ (بہار شریعت جلد ۲ صفحہ ۹۳) اور در مختار مع رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۶۷ میں ہے۔ اِسَالَةُ

الْمَاءِ مَعَ التَّفَاطُرِ وَلَوْ قَطْرَةً وَفِي الْفَيْضِ اِقْلَةُ قَطْرَتَانِ فِي الْاَصْحَحِ۔ اس

عبارت کا حاصل معنی یہ ہے کہ تقاطر کے ساتھ پانی بہایا جائے اس طرح کہ عضو کے ہر

حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۴ میں۔ لَا

يَجُوزُ الْوُضُوءُ مَا لَمْ يَتَقَاطِرِ الْمَاءُ لِعَنِيْ جَبْ تِكْ كِه اعضاء وضو کے ہر حصہ پر

پانی کی بوند یکے بعد دیگرے نہ گزر جائے وضو نہ ہوگا اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ الْبَلَلُ

بِالْمَاءِ فِي الْمَغْسُولَاتِ يَقْسُطُ الْفَرَضَ لِعَنِيْ جَبْ تِكْ كِه اعضاء کا دھونا فرض ہے انہیں

صرف پانی سے بھگو لینے پر فرض ادا نہ ہوگا لہذا جو لوگ وضو کرتے وقت اعضا پر تیل کی

طرح پانی صرف چڑھ لیتے ہیں یا بعض حصے پر تو پانی بہاتے ہیں اور بعض حصے کو صرف بھگو

کر چھوڑ دیتے ہیں مثلاً پیشانی کے بالائی حصے کان کے کنارے، ہاتھ کی کہنیوں اور پاؤں

کے ٹخنوں پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور پانی نہیں بہاتے ہیں ان کا وضو نہیں ہوتا اس لئے کہ

قرآن کریم نے اعضاء کے دھونے کا حکم دیا ہے لہذا صرف بھگونے سے وضو نہ ہوگا۔

افسوس صد افسوس آج عوام اکثر خواص بھی اس مسئلہ سے لا پرواہی برتتے ہیں اور آیت

كَرِيْمٌ غَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا خَامِيَةً كِه مصداق بنتے ہیں (یعنی کام کریں، مشقت

جھیلین جائیں بھڑکتی آگ میں) البغیاذ باللہ تعالیٰ۔

2- جب چھوٹے برتن مثلاً لوٹے یا بدنہ سے وضو کر رہا ہو تو گٹوں تک ہاتھ دھونے کا

مستثنیٰ طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں گٹوں تک خوب بھگو لے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ

میں برتن اٹھا کر داہنے ہاتھ پر ناخن سے گٹے کے اوپر تک تین بار پانی بہائے پھر اسی

طرح داہنے ہاتھ میں برتن اٹھا کر بائیں ہاتھ پر گٹے تک تین بار پانی بہائے جیسا کہ

شرح وقایہ جلد اول مجیدی کان پور صفحہ ۵۹، طحاوی مصری صفحہ ۳۹ فتاویٰ عالمگیری جلد ۱

مصری صفحہ ۶ اور عنایہ و کفایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ وَاللَّفْظُ لِلْفَتَاوٰی الْهِنْدِيَّةِ كَيْفِيَّتُهُ

إِنْ كَانَ الْإِنَاءُ صَغِيرًا أَنْ يَأْخُذَهُ بِشِمَالِهِ وَيُصَبُّ الْمَاءَ عَلَى يَمِينِهِ ثَلَاثًا ثُمَّ يَأْخُذُهُ بِيَمِينِهِ وَيُصَبُّ عَلَى يَسَارِهِ كَذَلِكَ۔ اور مراقی الفلاح مع طحاوی مصری صفحہ ۴۴ میں ہے۔ وَیَسْنُ الْبَدَاءَةَ بِالْغُسْلِ مِنْ رُؤْسِ الْأَصَابِعِ۔

3۔ بہت سے لوگ یوں کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھنوں پر چلو ڈال کر سارے منہ پر پھیر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ منہ دھل گیا حالانکہ پانی کا اوپر چڑھنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس طرح منہ دھونے سے منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔ (بہار شریعت)

4۔ وضو کرنے میں مندرجہ ذیل باتوں کی احتیاط ضروری ہے۔ پیشانی کے اوپر بال جمنے کی جگہ سے پانی کا بہنا فرض ہے۔ دائرہ موچھ اور بھنوں کے بال اگر اتنے چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال جھلکتی ہو تو کھال پر پانی بہانا ضروری ہے۔ صرف بالوں کا دھونا کافی نہیں۔ آنکھ اندر گھسی ہو تو آنکھ اور بھنوں کے درمیانی حصہ پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے۔ منہ دھوتے وقت آنکھیں اور ہونٹ سمیٹ کر زور سے بند نہ کرے ورنہ کچھ حصہ رہ جانے کی صورت میں وضو نہ ہوگا۔ بعض اوقات آنکھ میں کچھ وغیرہ سخت ہو کر جم جاتا ہے اسے چھڑا کر پانی بہانا ضروری ہے۔ رخسار اور کان کے درمیانی حصہ یعنی کنپٹی پر کان کے کنارے تک پانی بہانا فرض ہے اس سے اکثر لوگ غفلت برتتے ہیں۔ ناک کے سوراخ میں کیل وغیرہ ہو یا نہ ہو بہر حال اس پر پانی ڈالنا ضروری ہے۔ جتنی دائرہ چہرے کی حد میں ہو اس کا دھونا فرض ہے اور لنگی ہوئی دائرہ کا مسح کرنا سنت اور دھونا مستحب ہے۔ پانی بہانے میں انگلیوں کی گھائیوں اور کردٹوں کا لحاظ ضروری ہے خصوصاً پاؤں میں اس کی انگلیاں قدرتی طور پر ملی رہتی ہیں۔ بڑھے ہوئے ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہو اس کا دھلنا ضروری ہے۔ ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو اور ایک ایک بال کی جڑ سے نوک تک دھل چانا ضروری ہے چلو میں پانی لے کر کلائی پر الٹ دینا ہرگز کافی نہ ہوگا۔ کہنیوں پر پانی بہانے کا خاص خیال رکھے کہ اکثر بے احتیاطی میں دھلتی نہیں صرف تر ہو کورہ جاتی ہے بلکہ بعض لوگوں کی کہنیاں تر بھی نہیں ہوتیں۔ انگوٹھی، چوڑی، بکلائی کے زیورات اور پاؤں کے ہر وہ زیور جو نخنے پر یا نخنے سے

نیچے ہوں انہیں ہٹا کر ان کے نیچے پانی بہانا ضروری ہے پورے سر کا مسح سنت ہے اور چوتھائی سر کا مسح فرض ہے۔ بعض لوگ صرف انگلیوں کے سرے سر پر گزار دیتے ہیں اور بس۔ جو فرض کی مقدار کو بھی کافی نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کا مسح یہ ہے کہ ٹوپی اٹھا کر پھر سر پر رکھ دیتے ہیں اور بس۔ ایسے لوگوں کا وضو نہیں ہوتا اور نمازیں بے کار ہوتی ہیں۔ پاؤں دھونے میں ٹخنوں، تلوں، ایڑیوں اور کونچوں کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ اکثر بے احتیاطی میں یہ حصے دھلنے سے رہ جاتے ہیں اور وضو نہیں ہوتا۔

5- عضو کے ہر حصے پر تین بار پانی بہانا سنت ہے خواہ تین بار پانی بہانے کیلئے کئی چلو پانی لینا پڑے اس لئے کہ تین چلو پانی لینا سنت نہیں بلکہ پورے عضو پر تین بار پانی بہانا سنت ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۸۳ میں ہے۔ تَثْلِیثُ الْغُسْلِ الْمُسْتَوْعِبِ وَلَا عِبْرَةَ لِلْعُرْفَاتِ لِهَذَا تین چلو پانی لینے کو سنت سمجھنا غلطی ہے۔

۴)

6- وضو کے پانی کے لیے شرعاً کوئی مقدار معین نہیں جیسا کہ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۳۲۶ میں ہے۔ لَا جُمَاعُ عَلَیْہِ اِنَّہٗ لَا یَشْتَرَطُ قَدْرٌ مُّعَیَّنٌ فِی مَاءِ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ لِهَذَا اِتِّنَازِ یَادِہِ پانی خرچ نہ کرے کہ اسراف ہو اور نہ اس قدر کم خرچ کرے کہ سنت ادا نہ ہو بعض لوگ صرف ایک چھوٹے سے پانی کے لوٹے سے وضو بنانے کی کوشش کرتے ہیں خدائے تعالیٰ انہیں دھونے اور بھگونے کا فرق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

7- اگر اتنا پانی نہ ہو کہ وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھویا جاسکے تو دوبار دھوئے اور اگر دو دوبار دھونے کے لیے کافی نہ ہو تو ایک ایک بار دھوئے اور اگر اتنا بھی نہ ہو کہ منہ اور دونوں کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت ایک بار دھو سکے تو اب تیمم کر کے نماز ادا کرے۔

8- غیر کے نابالغ لڑکے سے بلا معاوضہ پانی بھروا کر وضو کرنا یا کسی دوسرے کام میں لانا جائز نہیں (بہار شریعت) درمختار مع شامی جلد ۲ صفحہ ۵۳۱ میں ہے۔ لَا تَصِحُّ هِبَةُ صَغِيرٍ۔

9- بعض مسجدوں میں چھوٹے حوض یا کسی بڑے برتن میں پانی ہوتا ہے اکثر لوگ جو بے وضو

ہوتے ہیں ہاتھ دھوئے بغیر چھوئے برتن سے پانی نکالتے ہوئے انگلی کا پورا ناخن پانی میں داخل کر دیتے ہیں اس طرح وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔ اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔

10- ڈول، بالٹی، گھڑایا لوٹا یا پاٹ کے پانی میں بے وضو آدمی کے بے دھلے ہاتھ کا ناخن یا انگلی کا پورا چلا گیا تو وہ پانی مستعمل ہو گیا اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔ اور اگر پہلے ہاتھ دھولیا تو جو حصہ دھلا ہوا ہے پانی میں ڈال سکتے ہیں پانی مستعمل نہ ہوگا لیکن اگر ہاتھ دھو لینے کے بعد کوئی سبب وضو ٹوٹنے کا پایا گیا مثلاً ریاخ خارج ہوئی یا پیشاب کیا تو اب ہاتھ ڈالنے سے پانی مستعمل ہو جائے گا۔

11- مستعمل پانی کو وضو کے قابل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ جو پانی مستعمل نہ ہوا ہو۔ اسے مستعمل میں اس قدر ملا دیا جائے کہ مستعمل کم اور غیر مستعمل زیادہ ہو جائے۔ یا مستعمل کے برتن میں غیر مستعمل پانی اتنا ڈالا جائے کہ وہ برتن بھر کر بہنے لگے تو سب پانی قابل وضو ہو جائے گا۔ (در مختار مع رد المحتار)

12- ناخن پالش استعمال کیا جس سے ناخنوں پر ہلکی سی جم گئی تو اگر ناخنوں سے پالش صاف کئے بغیر وضو کیا تو وضو نہ ہوا۔

13- استنجا کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے اسے پھینک دینا سخت ناجائز و گناہ ہے۔

14- وضو کے بچے ہوئے پانی کو پھینک دینا حرام ہے اور کھڑے ہو کر پینا ثواب ہے۔

15- جو وضو نماز جنازہ کے لیے کیا گیا اس سے ہر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

وضو توڑنے والی چیزیں

1- عَنْ عَلِيٍّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَسَا أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

”حضرت علی بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو تو وہ وضو کرے۔“

2- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ مِنَ الْمَدِينَةِ

الْوُضُوءُ۔ (ترمذی)

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے ندی کے متعلق دریافت کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ندی نکلنے سے وضو واجب ہو جاتا ہے۔ (یعنی وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔“

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْوُضُوءَ عَلَى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرَخَتْ مَفَاصِلُهُ۔

(ترمذی، ابوداؤد)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لیٹ کر (نیند سے) سو جائے اس پر وضو واجب ہے اس لیے کہ جب آدمی لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔“

اغتیاہ

1- انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سونا ناقض وضو نہیں اس لئے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ وَاللَّفْظُ لِلْبَحْرِ الرَّائِقِ إِنَّ النَّوْمَ مُضْطَجِعًا نَاقِضٌ إِلَّا فِي حَقِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرَحَ فِي الْقَنِيَةِ اور سعایہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ میں ہے إِنَّ نَوْمَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِنَاقِضٍ لِقَوْلِهِ تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ جَمْعُ مِمَّنْ صَفُّوا عَلَيْهِ فِي الْخَصَائِصِ اہ اور بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۰۴ میں ہے۔ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ (الحديث)۔ یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے قلوب بیدار رہتے ہیں۔

2- عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے، اینا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے یہ صحیح نہیں۔ (بہار شریعت جلد ۲)

3- مندرجہ ذیل چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پاخانہ، پیشاب، ودی، ندی، مٹی، کیرا، پتھری کا مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلنا، مرد یا عورت کے پیچھے سے ہوا خارج

ہونا، خون یا پیپ یا زرد پانی کا کہیں سے نکل کر ایسی جگہ بہتا جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔ کھانا یا پانی یا صفر کی منہ بھرتے آنا اس طرح سو جانا کہ جسم کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں۔ بیہوش ہونا، جنون ہونا، غشی ہونا کسی چیز کا اتنا نشہ ہونا کہ کہ چلتے میں پاؤں لڑکھڑائیں، بالغ آدمی کو رکوع و سجود والی نماز میں اتنی زور سے ہنسا کہ آس پاس والے سنیں، دکھتی آنکھ سے آنسو بہنا (اور یہ آنسو ناپاک) مباشرت فاحشہ یعنی مرد اپنے آلہ کو تنہی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے۔ یا عورت عورت باہم ملائیں بشرطیکہ کوئی شے حائل نہ ہو نا قضا وضو ہے۔ (بہار شریعت)

اِسْتِجَاءُ

۱۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب استنجاء خانہ میں جاتے تو اپنی انگلی اتار دیتے۔ (اس لئے کہ اس پر محمد رسول اللہ نقش تھا)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ ”ازیں جا معلوم شد کہ داخل متوضار باید کہ چیزے را کہ دروے نام خدا و رسول خدا و قرآن ست با خود نبرد و در بعض شروح گفته کہ ایں شامل ست اسمائے تمام انبیاء و اصلوات اللہ و تسلیما علیہم اجمعین۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے والے کو چاہیے کہ ایسی چیز جو جس میں خدا اور رسول کا نام قرآن کا کوئی کلمہ ہو تو اسے اپنے ہمراہ نہ لے جائے اور بعض شروح میں کہا گیا ہے کہ یہ حکم انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء کو بھی شامل ہے۔

۲۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ۔

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب استنجاء خانے میں داخل ہوتے تو اللہم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث فرماتے۔

3- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا۔ (مسلم، بخاری)

”حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم پاخانہ (یا پیشاب) کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور نہ اس کی جانب پیٹھ کرو۔“
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اسی باب الاستنجاء میں فرماتے ہیں کہ مذہب امام اعظم ابو حنیفہ آن ست کہ استقبال قبلہ واستدبار آں در بول وعائط حرام ست چہ در صحرا وچہ در خانہا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۹۸)

یعنی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ پیشاب یا پاخانہ کرنے میں قبلہ جانب منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے خواہ جنگل میں ہو یا گھروں میں۔

4- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ارَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتَّى يَذْنُوبَ مِنَ الْأَرْضِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو جب تک بیٹھتے ہوئے زمین کے قریب نہ پہنچ جاتے کپڑا نہ اٹھاتے۔“

5- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ۔ (ابوداؤد، نسائی)

”حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص سوراخ کے اندر ہرگز پیشاب نہ کرے۔“

6- عَنْ عُمَرَ قَالَ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا قَمَا بُلْتَ قَائِمًا بَعْدُ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میں کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر بھی پیشاب نہ کیا۔“

انتباہ

1- طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں اسے پھینک دینا اسراف ہے۔

(بہار شریعت)

2- تہبند اور لنگی پہننے والے پیشاب کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے ران کھول کر بیٹھ جاتے ہیں ناجائز و حرام ہے اس لئے کہ لوگوں کے سامنے ستر بالا جماع فرض ہے۔

(بہار شریعت)

اور جیسا کہ ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۲۸۲ میں ہے۔ اِذَا كَانَ خَارِجَ الصَّلَاةِ يَجِبُ السُّتْرُ بِحَضْرَةِ النَّاسِ اَجْمَاعًا عَاوِرًا وَمُخْتَارًا فِيهِ هِيَ لِلرَّجَالِ مَا تَحْتَ سُرَّتِهِ اِلَى مَا تَحْتَ رَكْبَتِهِ۔ اور عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۴ میں ہے رَكْبَتُهُ عَوْرَةٌ عِنْدَ عُلَمَائِنَا جَمِيعًا هَكَذَا فِي الْمُحِيط۔ اور بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۴۵۰ میں ہے کہ بعض بے باک ایسے ہیں کہ لوگوں کے سامنے گھٹنے بلکہ ران تک کھولے رہتے ہیں یہ بھی حرام ہے اور اسکی عادت ہے تو فاسق ہے۔

غسل

1- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ قَدْ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ تَرَى ذَلِكَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ۔

(ترمذی و ابوداؤد)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ سے اس مرد کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جو تری پائے اور احتلام یاد نہ ہو۔ فرمایا غسل کرے اور اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جسے خواب کا یقین ہے اور تری نہیں پاتا فرمایا اس پر غسل نہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا عورت اس کو دیکھے تو اس پر غسل ہے؟ فرمایا ہاں، عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَحَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ - (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی عورت کی چاروں شاخوں یعنی ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش یعنی ہم بستری کرے تو غسل واجب ہو گیا اگرچہ منی نہ نکلے۔“

3- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ - (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنبی ہوتے پھر کچھ کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے جس طرح کہ نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَأَغْسِلُوا الشَّعْرَ وَانْقُوا الْبَشْرَةَ - (ابوداؤد، ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہے اس لئے ہر بال دھوؤ اور بدن کو صاف ستھرا کرو۔“

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ فَلَوْ بَقِيَتْ شَعْرَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهَا الْمَاءُ بَقِيَتْ جَنَابَتُهُ (مرقاۃ جلد ۱ صفحہ ۳۲۷) یعنی اگر ایک بال بھی پانی پہنچنے سے رہ گیا تو اس کی جنابت باقی رہے گی۔

5- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَدْخُلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ أُصُولَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يَقْبِضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ وَفِي رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهُمَا الْإِنَاءُ ثُمَّ يَقْرِعُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ قَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ - (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو ابتدا یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کے جیسا وضو کرتے پھر انگلیاں پانی

میں ڈال کر ان سے سر کے بالوں کی جڑیں تر فرماتے پھر سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہاتے اور امام مسلم کی روایت ہے کہ حضور ﷺ (جب غسل) شروع فرماتے تو ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھو لیتے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے بعد اپنی شرمگاہ دھوتے پھر وضو فرماتے۔

انتباہ

- 1- غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجا کی جگہ دھوئے اس کے بعد بدن پر اگر کہیں نجاست یعنی پیشاب یا پاخانہ یا منی وغیرہ ہو تو اسے دور کرے پھر نماز جیسا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے، ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ اونچی چیز پر نہاتا ہو تو پاؤں بھی دھولے۔ اس کے بعد بدن پر تیل کی طرح پانی چڑھے۔ پھر تین بار پانی بہائے۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے۔ پھر غسل کرنے کی جگہ سے الگ ہٹ جائے۔ اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھویا تو اب دھولے اور فوراً کپڑا پہن لے۔
- 2- پردے کی جگہ میں ننگے بدن غسل کرنا جائز ہے ہاں عورتوں کو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ (بہار شریعت)

- 3- لوگوں کے سامنے ران اور گھٹنا کھول کر نہانا یا اتنا بار یک کپڑا پہن کر نہانا کہ بدن جھلکے سخت ناجائز و حرام ہے۔ (علامہ کتب)

- 4- منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا، احتلام ہونا، حشفہ کا داخل ہونا، حیض سے فارغ ہونا، نفاس کا ختم ہونا ان تمام صورتوں میں غسل کرنا فرض ہے۔ اور جمعہ، عید، بقر عید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت نہانا سنت ہے۔ (بہار شریعت)



کتاب الصلوة

اذان و اقامت

1- عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (مسلم)

”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے دراز ہوں گی۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کنایت سے اذان بزرگی و گردن فرازی ایشاں دراز روز۔ یعنی اس حدیث میں قیامت کے دن مؤذنوں کی بزرگی اور اعلیٰ منصبی سے کنایہ کیا گیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۳۱۲)

2- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَدَّنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صرف ثواب کی غرض سے سات برس اذان کہے اس کے لیے دوزخ سے نجات لکھی جاتی ہے۔“

3- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِبَلَالٍ إِذَا أَدْنْتَ فَتَرَسَّلْ وَإِذَا أَقَمْتَ فَأَحْدَرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِمَامَتِكَ قَدْرَ مَا تَقْرُغُ الْأَكْلُ مِنْ أَكْلِهِ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهِ وَالْمُعْتَصِرُ إِذَا دَخَلَ لِقَضَاءِ حَاجَتِهِ وَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي۔ (ترمذی)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب اذان کہو تو ٹھہر ٹھہر کر کہو اور جب تکبیر کہو تو جلدی جلدی کہو اور

اذان و تکبیر کے درمیان فاصلہ رکھو کہ فارغ ہو جائے کھانے والا اپنے کھانے سے اور پینے والا اپنے پینے سے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی حاجت کو دفع کرنے سے اور تا وقتیکہ مجھے دیکھ نہ لو نماز کے لیے کھڑے نہ ہو۔

4- عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَاصٍ قَالَ إِنِّي لِعِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذَا أَدَنَ مُؤَذِّنُهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهُ حَتَّى إِذَا قَالَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَلَمَّا قَالَ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَقَالَ بَعْدَ ذَلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَلِكَ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے مؤذن نے اذان پڑھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی وہی الفاظ کہے جو مؤذن نے کہے۔ یہاں تک کہ جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو حضرت معاویہ نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور جب مؤذن نے حی علی الفلاح کہا تو حضرت معاویہ نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہا اور اس کے بعد حضرت معاویہ نے وہی کہا جو مؤذن نے کہا پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ اسی طرح فرماتے تھے

انتباہ

- 1- اذان منڈیر پر یا خارج مسجد پڑھی جائے۔ داخل مسجد اذان پڑھنا مکروہ و منع ہے خواہ اذان پنج وقتی نماز کیلئے ہو یا خطبہ جمعہ کے لیے۔ دونوں کا حکم ایک ہے۔
(عالمگیری، فتح القدیر، بحر الرائق طحاوی وغیرہ)
- 2- نا سمجھ بچے جنسی اور فاسق اگر چہ عالم ہی ہوں ان کی اذان مکروہ ہے لہذا ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔ (در مختار، بہار شریعت)
- 3- اذان میں حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ طحاوی علی مرقی الفلاح مصری صفحہ ۲۲ اور رد المحتار جلد اول مصری

صفحہ ۲۷۹ میں ہے۔ یَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرْتُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظَفَرِي الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ قَائِدًا إِلَى الْجَنَّةِ كَذَا فِي كَنْزِ الْعِبَادَةِ قَهْستانى ونحوہ فى الفتاوى الصوفية۔ یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ سنے تو صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے اور جب دوسری بار سنے تو قُرْتُ عَيْنِي بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پھر کہے کہ اللَّهُمَّ مَتَّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اور رب اقدس اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علاقہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔

4۔ اذان و اقامت کے درمیان صلاۃ پڑھنا یعنی بلند آواز سے الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کہنا جائز و مستحب ہے۔ اس صلاۃ کا نام اصطلاح شرح میں تحویب ہے اور تحویب کو فقہائے اسلام نے نماز مغرب کے علاوہ باقی تمام نمازوں کے لیے مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔ والتثویب حسن عند المتأخرین فی کل صلاۃ الا فی المغرب هكذا فی شرح النقایۃ للشیخ ابی المکارم وهو رجوع المؤذن الی الاعلام بالصلاۃ بین الاذان والاقامة وتثویب کل بللۃ ما تعارفوه اما بالتلحیح وبالصلاة الصلاۃ او قامت قامت لاته للمبالغته فی الاعلام وانما يحصل ذلك بما تعارفوه كذا فی الكافی مرقی الفلاح شرح نور الايضاح میں ہے۔ ویشوب بعد الاذان فی جمیع الاوقات لظهور التوائی فی الامور الدینیۃ فی الاصح و تثویب کل بلد بهنسب ما تعارفه اهلها۔ اور مرقاة شرح مشکوٰۃ للعلما علی قاری علیہ رحمۃ الباری جلد اول صفحہ ۴۱۸ میں ہے۔ واستحسن لامتاخرون التثویب فی الصلوات کلها اور در المختار مع رد المختار جلد ۱ صفحہ ۲۷۳ میں اذان کے بعد خاص صلاۃ و

سلام پڑھنے کے متعلق تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ التسليم بعد الاذان حدث في ربيع الاخر سنة سبع مائة و احدى وثمانين وهو بدعة حسنة ملخصا یعنی اذان کے بعد اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ پڑھنا ماہِ ربيع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور یہ بہترین ایجاد ہے۔

5- اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے اور مکبر جب حی علی الصلاة حی علی الفلاح پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔ اذا دخل الرجل عند الاقامة يكره له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم اذا بلغ المؤذن قوله حي على الفلاح كذا في المصنوعات اور رد المحتار جلد اول صفحہ ۳۸۰ میں ہے۔ ويكره له الانتظار قائما ولكن يقعد ثم يقوم اذا بلغ المؤذن حي على الفلاح۔

6- جو لوگ تکبیر کے وقت مسجد میں موجود ہیں بیٹھے رہیں جب مکبر حی علی الصلوة حی علی الفلاح پر پہنچے تو انھیں اور یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔ يقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حي على الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهو الصحيح۔ یعنی علمائے ثلاثہ حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب کہ مکبر حی علی الفلاح کہے اور یہی صحیح ہے اور شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۶ میں ہے يقوم الامام والقوم عند حي على الصلوة یعنی امام اور مقتدی حی علی الصلوة کہنے کے وقت کھڑے ہوں اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۱۹ میں ہے۔ قال ائمتنا يقوم الامام والقوم عند حي على الصلوة اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعة اللمعات جلد ۱ صفحہ ۳۲۱ میں فرماتے ہیں کہ فقہا گفتہ اند مذہب آنتست کہ نزد حی علی الصلوة باید برخاست۔ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مذہب یہ ہے حی علی الصلوة کے وقت اٹھنا چاہئے۔

نماز

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِيَابِ أَحَدِكُمْ يَغْسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقَى مِنْ بَدَنِهِ شَيْءٌ قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ بَدَنِهِ شَيْءٌ قَالَ كَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَاةِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم لوگوں میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا ان کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسی حالت میں اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بس یہی کیفیت ہے پانچوں نمازوں کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے بدلے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“

2- عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَآخَذَ بُغَصْنِينَ مِنْ شَجَرَةٍ فَجَعَلَ ذَلِكَ الْوَرَقَ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لِيُصَلِّيَ الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَتَهَافَتُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هَذَا الْوَرَقُ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ۔ (احمد)

”حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز سردی کے موسم میں جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے (یعنی پت جھڑکا موسم تھا) حضور ﷺ باہر تشریف لے گئے تو آپ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں (اور انہیں ہلایا) تو ان شاخوں سے پتے گرنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے ابو ذر! حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ (ﷺ)۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب مسلمان بندہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے کہ پتے درخت سے جھڑ رہے ہیں۔“

3- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ غَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ غَدَاً بِرَأْيَةِ الْإِيمَانِ وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوقِ غَدَاً بِرَأْيَةِ إِبْلِيسَ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص فجر کی نماز کو گیا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر گیا۔ اور جو صبح سویرے بازار کی طرف گیا تو وہ شیطان کا جھنڈا لے کر گیا۔“

4- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافِظٌ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةٌ فَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأَبِي بَنْ خَلْفٍ (احمد، دارمی، بیہقی)

”حضرت عبد اللہ بن عمرو و العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز نماز کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے گا تو نماز اس کیلئے نور کا سبب ہوگی، کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ اور جو نماز کی پابندی نہیں کرے گا اس کیلئے نہ تو نور کا سبب ہوگی نہ کمال ایمان کی دلیل ہوگی اور نہ بخشش کا ذریعہ۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ہمراہ ہوگا۔“

5- عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرُهَا الصَّلَاةُ إِذَا آتَتْ وَ الْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَ الْيَتِيمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْوًا۔ (ترمذی)

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے۔ دوسرے جنازہ میں جب کہ وہ تیار ہو جائے۔ تیسرے یتیم کے نکاح میں جب کہ اس کو کفول جائے۔“

6- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا صَفَرَتْ وَ كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيْ الشَّيْطَانِ قَامَ فَتَقَرَّ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا۔ (مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ

بیٹھے ہوئے سورج کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ سورج پیلا پڑ جاتا ہے اور شیطان کی دونوں سینگوں کے بیچ میں آ جاتا ہے تو کھڑا ہو کر چار چونچ مار لیتا ہے۔ نہیں ذکر کرتا اس (تک وقت) میں اللہ تعالیٰ کا مگر بہت تھوڑا۔

7- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرُّوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد)

”حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے سونے کی جگہ علیحدہ کرو۔“

ضروری انتباہ

1- آہستہ قرآن پڑھنے میں اتنا ضروری ہے کہ خود سنے اگر حروف کی تصحیح کی مگر اس قدر آہستہ پڑھا کہ خود نہ سنا تو نماز نہ ہوگی (بہار شریعت جلد ۳، صفحہ ۲۷۷) اور فتاویٰ عالمگیری جلد ۱، مصری صفحہ ۶۵ میں ہے۔ اِنْ صَحَّ الْحُرُوفَ بِلسَانِهِ وَلَمْ يَسْمَعْ نَفْسُهُ لَا يَجُوزُ بِهِ اخْتِذَ عَامَّةُ الْمَشَايِخِ هَكَذَا فِي الْمَحِيطِ وَهُوَ الْمَخْتَارُ هَكَذَا فِي السَّرَاجِيهِ وَهُوَ الصَّحِيحُ هَكَذَا فِي النِّقَايَةِ۔

2- سجدہ میں پاؤں کی انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا لگنا واجب ہے تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۲۷۹ فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۵۵۶) اور اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۹۳ میں ہے کہ اگر ہر دو پائے برابر نماز قاسدست و اگر یک پائے برابر مکرراست۔ اور در مختار مع المختار جلد اول صفحہ ۳۱۳ میں ہے وَوَضَعَ اصْبِعَ وَاحِدَةً مِنْهُمَا شَرْطًا اور اسی کتاب میں صفحہ ۳۵۱ پر ہے فِيهِ يَفْتَرَضُ وَضْعُ اصْبَعِ الْقَدَمِ وَ لَوْ وَاحِدَةً نَحْوَ الْقَبْلَةِ اَلَمْ تَجْزِ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُونَ۔ اور کنز الدقائق میں ہے۔ و۔

وجہ الاصابہ رجلہ نحو القبلة اسی کے تحت بحر الرائق جلد اول صفحہ ۳۲۱ میں ہے نص صاحب الہدایۃ فی التجنیس علی انہ ان لم یوجہ الاصابہ نحوہا فانہ مکروہ۔ 3۔ اکثر عورتیں اپنی نادانی سے فرض واجب سب نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھتی ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔ اگر کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری ہو گئی ہیں لیکن خادمہ یا لالہ یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑی ہو سکتی ہیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر پڑھیں یہاں تک کہ اگر کچھ ہی دیر کیلئے کھڑی ہو سکتی ہیں اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑی ہو کر اللہ اکبر کہہ لیں تو فرض ہے کہ کھڑی ہو کر اتنا کہہ لیں پھر بیٹھ جائیں۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۷۷۷ ۷۷۸ بحوالہ غنیۃ) اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۲ میں تنویر الابصار و در مختار سے ہے۔ اِنْ قَدَدَ عَلٰی بَعْضِ الْقِيَامِ وَلَوْ مُتَكِنًا عَلٰی عَصَاٍ اَوْ حَائِطٍ قَامَ لَزَوْمًا بِقَدْرِ مَا يَقْدِرُ وَلَوْ قَدَرَايَةً اَوْ تَكْبِيرَةً عَلٰی الْمَذْهَب۔

آج کل عموماً مرد بھی ذرا سی تکلیف پر بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ دیر تک کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ قیام کے بارے میں عورت مرد کا حکم ایک ہے۔

4- عورت نے اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھی کہ جس سے بالوں کی سیاہی چمکتی ہے تو نماز نہ ہوگی جب تک کہ اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بالوں کا رنگ چھپ جائے۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۲۵۱) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۴ میں ہے۔
الثَّوْبُ الرَّقِيقُ الَّذِي يَصِفُ مَا تَحْتَهُ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهِ كَذَا فِي التَّبْيِينِ۔

تراویح

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَامَ وَمَضَىٰ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صدقِ دل

اور اعتقاد صحیح کے ساتھ رمضان میں قیام کرے یعنی تراویح پڑھے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“

2- عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِينَ رُكْعَةً وَ الْوُتْبِ (رواہ البیہقی والوتر)

”حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم صحابہ کرام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔“

اس حدیث کے بارے میں مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۷۵۷ میں ہے۔ قال النووی فی الخلاصة أسناداً صحيحاً یعنی امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس روایت کے اسناد صحیح ہیں۔

3- عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رُكْعَةً (امام مالک)

”حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ تیس رکعت پڑھتے تھے۔ (یعنی بیس رکعت تراویح اور تین وتر)

بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہے

فلک العلماء حضرت علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود کا سانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ رُوِيَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ جَمَعَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ عَلَى أَبِي بَنْ كَعْبٍ فَصَلَّى بِهِمْ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ عِشْرِينَ رُكْعَةً وَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ أَحَدٌ فَيَكُونُ أَجْمَاعاً مِنْهُمْ عَلَى ذَلِكَ۔ یعنی مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رمضان کے مہینہ میں صحابہ کرام کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع فرمایا تو وہ روزانہ صحابہ کرام کو بیس رکعت پڑھاتے تھے اور ان میں سے کسی نے مخالفت نہیں کی تو بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہو گیا۔ (بدائع الصنائع جلد ۱ صفحہ ۲۸۸) اور عمدة القاری شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۳۵۵ میں ہے۔ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَهُوَ قَوْلُ جَمْهُورِ الْعُلَمَاءِ وَبِهِ قَالَ الْكُوفِيُّونَ وَ الشَّافِعِيُّ وَ أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيحُ عَنْ أَبِي بَنْ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِنْ

الصَّحَابَةُ یعنی علامہ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ (بیس رکعت تراویح) جمہور علماء کا قول ہے، علمائے کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہاء یہی فرماتے ہیں کہ اور یہی صحیح ہے۔ ابی ابن کعب سے منقول ہے اس میں صحابہ کا اختلاف نہیں۔ اور علامہ ابن حجر نے فرمایا اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ عَلَى أَنَّ التَّارَاوِيحَ عِشْرُونَ رَكْعَةً یعنی صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے اور مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے: وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً بِاجْتِمَاعِ الصَّحَابَةِ۔ یعنی تراویح بیس رکعت ہے اس لیے کہ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدة الرعاية حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۷۵ میں لکھتے ہیں۔ ثَبَتَ اِهْتِمَامُ الصَّحَابَةِ عَلَى عِشْرِينَ فِي عَهْدِ عُمَرَ وَ عُمَانَ وَ عَلِيٍّ فَمِنْ بَعْدِهِمْ اَخْرَجَهُ مَالِكٌ وَ ابْنُ سَعْدٍ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَ غَيْرُهُمْ۔ یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی صحابہ کرام کا بیس رکعت تراویح پر اہتمام ثابت ہے۔ اس مضمون کی حدیث کو امام مالک، ابن سعد اور امام بیہقی وغیرہم نے تخریج کی ہے اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں اِجْمَاعُ الصَّحَابَةِ عَلَى أَنَّ التَّارَاوِيحَ عِشْرُونَ رَكْعَةً۔ یعنی صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔

(مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۱۷۵)

بیس رکعت جمہور کا قول ہے اور اسی پر عمل ہے

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَ عُمَرَ وَ غَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَ ابْنِ الْمُبَارَكِ وَ الشَّافِعِيِّ وَقَالَ الشَّافِعِيُّ هَكَذَا اَدَّكْتُ بِيَلَدِنَا مَكَّةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔ یعنی کثیر علماء کا اسی پر عمل ہے کہ حضرت مولیٰ علی، حضرت فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیس رکعت تراویح منقول ہے۔ اور سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمہم بھی یہی فرماتے ہیں (کہ تراویح بیس رکعت ہے) اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر مکہ شریف میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے ہوئے پایا۔ (ترمذی باب قیام شہر رمضان صفحہ ۹۹) اور ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح نقایہ میں تحریر فرماتے

ہیں فَصَارَ اجْمَاعًا لِمَا رَوَى الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ كَانُوا يُقِيمُونَ عَلَى عَهْدِ
عُمَرَ بَعِشْرَيْنَ رَكْعَةً وَعُثْمَانَ وَعَلِيٌّ۔ یعنی بیس رکعت تراویح پر مسلمانوں کا اتفاق ہے
اس لیے کہ امام بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت
عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہم کے مقدس زمانوں میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بیس
رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور طحاوی علی مرقی الفلاح صفحہ ۲۲۲ میں ہے۔ ثَبَتَ الْعِشْرُونَ
بِمَوَاطِنَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مَا عَدَا الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ۔ یعنی
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ کی مداومت
سے بیس رکعت تراویح ثابت ہے اور علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:
وَهِيَ عِشْرُونَ رَكْعَةً هُوَ قَوْلُ الْجَمْهُورِ وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَغَرْبًا۔ یعنی
تراویح بیس رکعت ہے یہی جمہور علماء کا قول ہے اور مشرق و مغرب ساری دنیا کے مسلمانوں
کا اسی پر عمل ہے (شامی جلد اول مضری صفحہ ۱۹۵) اور شیخ زین الدین ابن نجیم رحمہ اللہ تحریر
فرماتے ہیں: هُوَ قَوْلُ الْجَمْهُورِ لِمَا فِي الْمَوْطَأِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُوْمَانَ قَالَ كَانَ
النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَعَلَيْهِ عَمَلُ
النَّاسِ شَرْقًا وَغَرْبًا۔ یعنی بیس رکعت تراویح کا جمہور علماء کا قول ہے اس لئے کہ موطا امام
مالک میں حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صحابہ کرام تیس رکعت پڑھتے تھے (یعنی بیس رکعت تراویح
اور تین رکعت وتر) اور اسی پر ساری دنیا کے مسلمانوں کا عمل ہے۔ (بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۶۶)

اور عنایہ شرح ہدایہ میں ہے: كَانَ النَّاسُ يَصْلُونَهَا فَرَادَى إِلَى مِنْ عُمَرَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ عُمَرَانِي أَرَى أَنْ أَجْمَعَ النَّاسَ عَلَى إِمَامٍ وَاحِدٍ فَجَمَعَهُمْ عَلَى
أَبِي كَعْبٍ فَصَلَّى بِهِمْ خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ میں ایک امام پر صحابہ کرام کو جمع کرنا بہتر سمجھتا ہوں پھر انہوں نے حضرت ابی بن
کعب رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام کو جمع فرمایا۔ حضرت ابی نے لوگوں کو پانچ ترویج میں بیس رکعت
پڑھائی۔ اور کفایہ میں ہے۔ کَانَتْ جَمْلَتُهَا عِشْرِينَ رَكْعَةً وَهَذَا عِنْدَنَا وَعِنْدَ

الشافعی یعنی تراویح میں رکعت ہے۔ اور یہ ہمارا مسلک ہے اور یہی مسلک امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی ہے اور بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۲۸۸ میں ہے۔ امام قدر ہافعی عسرون رکعة فی عشر تسلیمات فی خمس ترویحات کل تسلیمتین ترویحة وهذا قول عامة العلماء۔ یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔ پانچ ترویجہ دس سلام کے ساتھ، ہر دو سلام کے بعد ایک ترویجہ ہے اور یہی عام علماء کا قول ہے اور امام غزالی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: وہی عسرون رکعة یعنی تراویح میں رکعت ہے۔ (احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۲۰۱) اور شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۷۵ میں ہے: سن التراویح عسرون رکعة۔ یعنی تراویح میں رکعت مسنون ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۸۰۸ میں ہے۔ وہی خمس ترویحات کل ترویحة اربع رکعات بتسلیمتین کذا فی السراجیہ۔ یعنی تراویح پانچ ترویجہ ہے، ہر ترویجہ چار رکعت کا دو سلام کے ساتھ، ایسا ہی سراجیہ میں ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ عَدَّةُ عَشْرُونَ رَكْعَةً یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعت ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۱۸)

بیس رکعت تراویح کی حکمت

بیس رکعت تراویح کی حکمت یہ ہے کہ رات اور دن میں کل بیس رکعت فرض و واجب ہیں سترہ رکعت فرض اور تین رکعت وتر اور رمضان میں بیس رکعت تراویح مقرر کی گئیں تاکہ فرض و واجب کے مدارج اور بڑھ جائیں اور ان کی خوب تکمیل ہو جائے جیسا کہ بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۶۷ پر ہے۔ ذکر العلامة الحلبي ان الحكمة فی كونها عشرين ان السنن شرعت مكملات للواجبات وهي عسرون بالوتر فكان التراویح كذلك لتقع المساوات بين المكمل والمكمل۔ یعنی علامہ حلبی رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا کہ تراویح کے بیس رکعات ہونے میں حکمت یہ ہے کہ واجب اور فرض جو دن رات میں کل بیس رکعات ہیں انہیں کی تکمیل کے لیے سنتیں مشروع ہوئیں ہیں تو تراویح بھی بیس رکعت ہوئی تاکہ مکمل کرنے والی تراویح اور جن کی تکمیل ہوگی یعنی فرض و واجب دونوں برابر ہو جائیں۔ اور منزاتی الفلاح کے قول وہی عسرون رکعة کے تحت علامہ طبطبائی رحمہ اللہ

تحریر فرماتے ہیں۔ الحکمة فی تقديرها بهذا العدد مساواة المكمل وهي السنن للمكمل وهي الفرائض الا اعتقاديہ والعملیة یعنی بین رکعت تراویح مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مکمل کرنے والی سنتوں کی رکعات اور جن کی تکمیل ہوتی ہے یعنی فرض واجب کی رکعات کی تعداد برابر ہو جائیں اور ذر مختار مع شامی جلد اول صفحہ ۴۹۵ میں ہے۔ وہی عشرون رکعة حکمة مساواة المكمل والمكمل۔ یعنی تراویح میں رکعت ہے اور بیس رکعت تراویح میں حکمت یہ ہے کہ مکمل مکمل کے برابر ہو۔ ذر مختار کی اسی عبارت کے تحت شامی میں نہر سے منقول ہے۔ لا يخفى ان الرواتب وان كملت ايضا. الا ان هذا الشهر لمزيد كما له زيد فيه هذا المكمل فتكمل۔ یعنی واضح ہو کہ فرائض اگرچہ پہلے سے بھی مکمل ہیں لیکن ماہ رمضان میں اس کے کمال کی زیادتی کے سبب یہ مکمل یعنی بیس رکعت تراویح بڑھادی گئی تو وہ خوب کامل ہو گئے۔

قراءة خلف الامام

1- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۱۵)

”حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قرأت کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں قرأت جائز نہیں خواہ سری ہو یا جہری۔“

2- عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صَفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَوْمَكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا۔ (مسلم)

”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی کرو پھر تم میں کوئی امامت کرے تو جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔“

3- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى خَلْفَ
الْإِمَامِ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَنِيعٍ وَابْنُ الْهَمَامِ
هَذَا الْإِسْنَادُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ۔

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص امام
کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی تلاوت مقتدی ہی کی تلاوت ہے (موطا امام محمد صفحہ ۹۹)
حضرت محمد بن منیع اور امام ابن الہمام نے فرمایا کہ یہ اسناد مسلم اور بخاری کی شرط پر
صحیح ہے۔“

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ كَفَّتَهُ قِرَاءَتُهُ۔ (موطا امام محمد صفحہ ۹۷)
”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی
تلاوت اس کے لیے کافی ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ
فَإِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا۔ (طحاوی صفحہ ۱۰۶)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام صرف اس لئے
مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔“

مسلم شریف جلد اول صفحہ ۷۵ میں ہے۔ فقال له ابو بكر فحديث ابى هريره
فقال هو صحيح يعنى واذا قرأ فأنصتوا۔ یعنی ابو بکر نے سلیمان سے پوچھا کہ ابو ہریرہ کی
حدیث کیسی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ صحیح ہے یعنی یہ حدیث کہ جب امام تلاوت کرے تو تم
خاموش ہو جاؤ۔

انتباہ

صاحب ہدایہ نے امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ ہدایہ
جلد اول صفحہ ۸۲ میں ہے۔ لا یقرأ الموقم خلف الامام وعلیه اجماع الصحابة۔
یعنی مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہ کرے اور اسی پر صحابہ کا اجماع ہے اور عنایت میں اسی
کے تحت ہے۔ المراد به اجماع اکثر الصحابة فانه روى عن ثمانين نفرا من

الكبار الصحابة منع المقتدى عن القراءة خلف الامام وَقَالَ الشعبي ادرکت سبعین بدریا کلهم یمنعون المقتدی عن القراءة خلف الامام وقيل المراد به اجماع مجتهدی الصحابة و كبارهم وقد روى عن عبد الله بن زيد بن اسلم عن ابيه قال كان عشرة من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ینہون عن القراءة خلف الامام اشد النهی ابوبکر الصديق وعمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعلى بن ابی طالب و عبدالرحمن بن عوف وسعد بن وقاص وعبد الله بن مسعود و زيد بن ثابت و عبد الله بن عمرو عبد الله بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

یعنی ہدایہ کے قول اجماع الصحابہ کا مطلب یہ ہے کہ اکثر صحابہ کا اجماع ہے اس لئے کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مقتدی کا منع کیا جانا بڑے بڑے اسی (۸۰) صحابہ کرام سے مروی ہے۔ اور امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے جنگ بدر میں شریک ہونے والے ستر (۷۰) صحابہ کرام سے ملاقات کی وہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأت کرنے سے مقتدی کو منع فرماتے تھے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اجماع صحابہ کا مطلب مجتہدین صحابہ و کبار کا اجماع ہے اور بیشک حضرت عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے دس حضرات یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابوطالب، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم یہ سب کے سب امام کے پیچھے قرأت کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے۔ اور کفایہ میں ہے۔ منع المقتدی عن القراءة عن ثمانین نفرا من كبار الصحابة منهم المرتضى والعباد الراضی اللہ عنہم۔ یعنی بڑے بڑے اسی (۸۰) صحابہ کے بارے میں روایت آئی ہے کہ وہ مقتدی کو قرأت سے روکتے تھے۔ ان میں حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود بھی ہیں اور در مختار میں ہے۔ المؤتم لا

یقرأ مطلقاً فان قرأ کره تحریماً۔ یعنی مقتدی سورہ فاتحہ یا کسی دوسری سورت کی قرأت نہیں کرے گا۔ اگر اس نے قرأت کی تو مکروہ تحریمی کا مرتکب ہوگا۔

آمین بالسِّرِّ

1۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَامِينَهُ تَامِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ هَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۷۹)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، اس لئے کہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس لئے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے مطابق ہوگا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے، یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں بھی اسی کے مثل ہے۔“

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس لئے کہ اگر مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو حضور ﷺ فرماتے کہ جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو۔ معلوم ہو کہ مقتدی صرف آمین کہے گا۔ ولا الضالین کہنا امام کا کام ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آمین آہستہ کہنا چاہئے کہ فرشتے بھی آہستہ آمین کہتے ہیں اسی لئے ہم لوگ ان کے آمین کہنے کی آواز نہیں سنتے ہیں لہذا بلند آواز سے آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کی مخالفت کرنا ہے۔

کنز الدقائق اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۳۱۳ میں ہے۔ اَمَّنَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ سِرًّا۔ یعنی امام اور مقتدی دونوں آہستہ آہستہ کہیں اور درمختار میں ہے۔ اَمَّنَ الْإِمَامُ سِرًّا كَمَا مَوْمٌ وَمُنْفَرِدٌ۔ یعنی امام آہستہ آہستہ کہے جیسے کہ مقتدی اور منفرد۔

رفع یدین

- 1- عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ أَبُو عِيْسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵)

”حضرت علقمہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے سامنے حضور ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟ پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں ہاتھوں کو اٹھایا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علمائے صحابہ اور علمائے تابعین یہی فرماتے ہیں کہ شروع نماز کے علاوہ رفع یدین نہ کیا جائے۔

- 2- عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِفَتْحِ الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ ابْنَاهَا مَاهُ قَرِيبًا مِّنْ شَحْمَتِي أَذْنِيهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ۔ (طحاوی صفحہ ۱۱۰)
- ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرمانے کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے دست مبارک کو اٹھاتے یہاں تک کہ حضور ﷺ کے انگوٹھے کانوں کی لو کے قریب ہو جاتے پھر حضور ﷺ آخر نماز تک رفع یدین نہ فرماتے۔“

- 3- عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ۔ (طحاوی صفحہ ۱۱۱)

”حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا

کہ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔

4- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ۔ (طحاوی صفحہ ۱۱۰)

”حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز پڑھی تو وہ صرف تکبیر اولیٰ میں رفع یدین کرتے تھے۔“

ان احادیث کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاروق اعظم، حضرت عبداللہ بن عمر اور صحابہ و تابعین کے علاوہ دیگر جلیل القدر علماء رضوان اللہ علیہم اجمعین صرف تکبیر تحریمہ کے لیے رفع یدین کرتے تھے پھر آخر نماز تک ایسا نہیں کرتے تھے۔ اور بعض روایتوں سے جو رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع یدین ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا بعد میں منسوخ ہو گیا جیسا کہ عینی شارح بخاری نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہ رای رجلا یرفع یدیه فی الصلوۃ عند الركوع وعند رفع راسه من الركوع فقال له لا تفعل فانه شئ فعله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ثم تركه۔ یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ ایسا نہ کرو اس لیے کہ یہ ایسی چیز ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیا تھا۔

درود شریف

1- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔ (نسائی)

صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ﷺ صَلَوةً وَسَلَاماً عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار

درود بھیجے گا خدائے تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گنا ہوں کو معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

2- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ۔ (ترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔“

3- عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبْعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتُ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتُ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَالثَّلَاثِينَ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتُ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ أَجْعَلْ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ إِذَا يَكْفِي هَمَّكَ وَيَغْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ۔ (ترمذی)

صلی اللہ علی النبی الامی و آلہ ﷺ صَلَاةٌ وَسَلَامًا عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰہ۔

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود پڑھنا چاہتا ہوں۔ اب اس کے لیے اوراد و وظائف کے اوقات میں سے کتنا وقت مقرر کروں؟ فرمایا جتنا تم چاہو؟ عرض کیا چوتھائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر زیادہ کر لو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی نصف؟ فرمایا جتنا تم چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کر لو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا تم چاہو اگر زیادہ کر لو تو تمہارے لیے اور بہتر ہے میں نے عرض کیا تو پھر سارا وقت درود ہی کے لیے مقرر کر لوں؟ فرمایا ایسا ہو تو وہ تمہارے سارے امور کے لیے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ معاف کر دیا جائے گا۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ (ترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَاَصْحَابِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“

5- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَخِيلُ الَّذِي مَنَ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ (ترمذی)

صَلِّ اللّٰهُ عَلٰی النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اصل بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔“

6- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰی تُصَلِّيَ عَلٰی نَبِيِّكَ۔ (ترمذی)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِينَ۔

”حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس میں سے کچھ اوپر نہیں چڑھتا جب تک تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔“

انتباہ

1- اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے صلعم، عم، ص، ”م“ لکھ دیتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے اور اگر معاذ اللہ استخفاف شان کا قصد ہو تو قطعاً کفر ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ رضی اللہ عنہ کی جگہ ”و“ لکھنا مکروہ و باعث محرومی ہے۔ (نوادری فریقہ، بہار شریعت)

2- جن کے نام محمد، احمد، علی، حسن، حسین..... وغیرہ ہوتے ہیں بعض لوگ ان ناموں

پر ”“ بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے اس لئے کہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود کا اشارہ کیا معنی؟

درودِ گنجِ عاشقان

صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَاةً وَسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔
جو شخص حضور اقدس ﷺ سے سچی محبت رکھے، تمام جہان سے زیادہ حضور کی عظمت دل میں جمائے، حضور کی شان گھٹانے والے سے بیزار اور ان سے دور رہے۔ وہ اگر اس درود شریف کو بعد نماز جمعہ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھے تو اس کیلئے بے شمار فائدے ہیں جن میں سے بعض یہاں درج کئے جاتے ہیں:

- 1- اس درود شریف کے پڑھنے والے پر خدائے تعالیٰ تین ہزار رحمتیں نازل فرمائے گا۔
- 2- اس پر دو ہزار اپنا سلام بھیجے گا۔
- 3- پانچ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا۔
- 4- اس کے مال میں ترقی دے گا۔
- 5- اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا۔
- 6- دشمنوں پر غلبہ دے گا۔
- 7- کسی دن خواب میں سرکار اقدس ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔
- 8- ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
- 9- قیامت میں حضور ﷺ کی شفاعت واجب ہوگی۔
- 10- اللہ تعالیٰ اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔

جماعت

- 1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةِ الْفَقْدِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔ (بخاری، مسلم)
- ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز باجماعت کا

ثواب تنہا پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس درجہ زیادہ ہے۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهَا لَاتَوَّاهُمَا وَلَوْ جَمَعُوا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشا کی نمازوں سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ اگر لوگ جانتے کہ ان دونوں نمازوں میں کیا اجر و ثواب ہے تو گھسٹتے ہوئے چل کر ان میں شریک ہوتے۔“

3- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ۔ (مسلم)

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک عبادت میں کھڑا رہا اور جس نے فجر کی نماز بھی جماعت سے ادا کی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ بِحَطْبٍ فَيَحْطَبُ ثُمَّ أُمَرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنُ لَهَا ثُمَّ أُمَرَ رَجُلًا فَيُلَوِّمُ النَّاسَ ثُمَّ أَخَالَفُ إِلَى رَجُلٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ وَأُحْرِقُ عَلَيْهِمْ بَيُوتَهُمْ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم کہ اس کی اذان دی جائے پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھانے پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے یہاں تک کہ ان کے گھروں کو جلا دوں۔“

5- عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذَّرِيَّةِ

أَقَمْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَأَمَرْتُ فِتْيَانِي يُحَرِّقُونَ مَا فِي الْبُيُوتِ بِالنَّارِ۔ (احمد)
 ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز قائم کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ جو کچھ (بے نمازیوں کے) گھروں میں ہے آگ سے جلا دیں۔“

6- عَنْ أَبِي النَّدِّمَاءِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ۔ (احمد، ابوداؤد)
 ”حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آبادی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز جماعت سے نہ قائم کی جائے تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے۔ لہذا جماعت کو لازم جانو۔“

انتباہ

عاقلاً، بالغ قادر پر جماعت واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادۃ ہے اس کو سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا یعنی کئی بار جماعت میں شریک ہونے کی تاکید نہ کی اور خاموش رہے وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ (بہار شریعت جلد ۳، صفحہ ۳۳۷) اور تنویر الابصار و در مختار میں ہے قیل و اجبتہ و علیہ العامة ای عامة مشائخنا و بہ جذم فی التحفة و غیرہا قال فی البحر هو التراجع عند اهل المذهب اور طحاوی صفحہ ۱۷۱ میں ہے فی البدائع عامة المشایخ علی وجوب و بہ جذم فی التحفته و غیرہا و فی جامع الفقہ اعدل الاقوال و اقواها الوجوب۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۷۷ میں ہے فی الغایۃ قال عامة مشایخنا انہا واجبة و فی المفید..... و تسميتها سنة لو جوبها بالسنة اور اشعة الممعات جلد اول صفحہ ۲۵۸ میں ہے۔ شیخ ابن ہمام نقل کر رہے کہ اکثر مشائخ ما بریں ہاند کہ جماعت واجب ست و تسمیہ او بسنت بجہت آن ست کہ ثبوت وجوب آن بہ سنت ست یعنی شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے نقل فرمایا کہ ہمارے مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اور اس کا نام سنت اس وجہ سے ہے کہ اس کا وجود سنت سے ثابت ہے۔

مسجد

1- عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔ (بخاری، مسلم)۔

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ (کی خوشنودی) کیلئے مسجد بنائے گا تو خدائے تعالیٰ اس کے صلے میں جنت میں گھر بنائے گا۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَ أَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا۔ (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین جگہیں اس کی مسجدیں ہیں اور بدترین مقامات بازار ہیں۔“

3- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ قَالَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ فَقَالَ إِنْ تَرَهَّبَ أُمَّتِي الْجُلُوسَ فِي الْمَسَاجِدِ انْتَظَارَ الصَّلَاةِ۔

(شرح السنن، مشکوٰۃ)

”حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تارک الدنیا ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کیلئے ترک دنیا یہی ہے کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرے۔“

4- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْْنِي الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَقَالَ مَنْ أَكْلَهُمَا فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ أَكْلِيَهُمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبْخًا۔ (ابوداؤد)

”حضرت معاویہ بن قرۃ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ان دو سبزیوں کے کھانے سے منع فرمایا، یعنی پیاز اور لہسن سے اور فرمایا

کہ انہیں کھا کر کوئی شخص ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے اور فرمایا کہ اگر کھانا ہی چاہتا ہو تو پکا کر ان کی بدبودور کر لیا کرو۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ہرچہ بوئے ناخوش دارد از ماکولات وغیر ماکولات دریں حکم داخل ست۔ (مجموع الفتاویٰ جلد ۱، صفحہ ۲۳۸) یعنی ہر وہ چیز کہ جس کی بو نا پسند ہو اس حکم میں داخل ہے خواہ کھانے والی چیز میں سے ہو یا نہ ہو۔

5- عَنْ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُونُ حَدِيثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي أَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوهُمْ فَلَيْسَ لِلَّهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ۔ (بیہقی)

”حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے بطریق مرسل روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ مسجدوں کے اندر دنیا کی باتیں کریں گے تو اس وقت تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا۔ خدائے تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہیں۔“

حضرت شیخ محقق عینی رحمہ اللہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کنایت است از بیزاری حق از ایشان (مجموع الفتاویٰ جلد ۱، صفحہ ۳۳۹) یعنی مطلب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ان لوگوں سے بیزار ہے۔

انتباہ

1- مسجدوں میں کپاہن اور پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں۔ جب تک کہ بوباقی ہو اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بو ہو جیسے بیڑی، سگریٹ پی کر یا مولیٰ کھا کر جانا، نیز جس کو گندہ و نی کی بیماری ہو یا کوئی بدبودار دوا لگائی ہو تو جب تک بو منقطع نہ ہو ان سب کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح مسجد میں ایسی مایچس اور دیا سلائی جلانا کہ جس کے رگڑنے سے بو اڑتی ہو منع ہے۔ (در مختار، رد المحتار، بہار شریعت)

2- مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام ہے مگر جب کہ اس کی بوبالکل دور کر دی جائے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۹۸)

3- مسجد سے متصل کوئی مکان مسجد سے بلند ہو تو حرج نہیں اس لئے کہ مسجد ان ظاہری دیواروں کا نام نہیں بلکہ اس جگہ کے محاذ میں ساتوں آسمان تک سب مسجد ہے۔ در مختار،

میں ہے انہ مسجد الی عنان السماء رد اختیار میں ہے۔ و کذا الی تحت الثری کما فی البیری عن الاسبیحابی۔

- 4- مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم اندر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ یعنی اے اللہ ﷻ تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے۔
- 5- مسجد سے نکلنے وقت پہلے بائیں قدم باہر رکھے اور یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ یعنی اے اللہ عزوجل میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

جمعہ

- 1- عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا مَنْ يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَذْهَبُ مِنْ دُهْنٍ أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْآخِرَى۔ (بخاری)
- ”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس قدر ممکن ہو سکے طہارت اور نظافت کرے اور تیل لگائے یا خوشبو ملے جو گھر میں میسر آئے۔ پھر گھر سے نماز کیلئے نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان (اپنے بیٹھنے یا آگے گزرنے کیلئے) شکاف نہ ڈالے۔ پھر نماز پڑھے جو مقرر کر دی گئی ہے۔ پھر جب امام خطبہ پڑھے تو خاموش بیٹھا رہے تو اس کے وہ تمام گناہ جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس نے کئے ہیں معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

- 2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَعَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ وَمِثْلُ الْمُهَاجِرِ كَمِثْلِ يَهْدَى بَدْنَةً ثُمَّ كَالَّذِي يَهْدَى بِقَرَّةٍ ثُمَّ كَبِشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَّأَ صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر مسجد میں آنے والوں کی حاضری لکھتے ہیں جو لوگ پہلے آتے ہیں ان کو پہلے اور جو بعد میں آتے ہیں ان کو بعد میں اور جو شخص جمعہ کی نماز کو پہلے آگیا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کعبہ شریف میں قربانی کیلئے اونٹ بھیجا، پھر جو دوسرے نمبر پر آیا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گائے بھیجی پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے دنبہ بھیجا پھر جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے مرغی بھیجی اور جو اس کے بعد آئے وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اٹڈا، پھر جب امام خطبہ کیلئے اٹھتا ہے تو فرشتے اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔“

3- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عَذْرٍ فَلَيْتَ صَدَقَ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَيَنْصِفِ دِينَارٍ۔ (احمد، ابوداؤد)

”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بغیر کسی عذر شرعی کے جمعہ کی نماز چھوڑ دی تو اسے چاہئے کہ ایک دینار (اشرفی) صدقہ کرے اگر اتنا ممکن نہ ہو تو آدھا دینار۔“

4- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْضَرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتْبَاعِدُ حَتَّى يُوْخَرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا۔ (ابوداؤد)

”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حاضر ہو خطبہ کے وقت اور امام سے قریب رہو اس لئے کہ آدمی جس قدر دُور رہے گا اسی قدر جنت میں پیچھے رہے گا اگرچہ وہ جنت میں داخل ضرور ہوگا۔“

5- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذَلِكَ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو جمعہ کے دن اونگھ آئے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی جگہ تبدیل کر دے۔“

6- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا شَتَدَ الْبَرْدُ بَكَرَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا شَتَدَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ (بخاری شریف)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ سخت سردی کے موسم میں جمعہ کی نماز سویرے پڑھتے اور سخت گرمی کے دنوں میں دیر سے پڑھتے۔“

انتباہ:

1- خطیب کے سامنے جو اذان ہوتی ہے مقتدیوں کو اس کا جواب ہرگز نہ دینا چاہئے۔ یہی احوط ہے۔ (فتاویٰ رضویہ) اور درمختار جلد اول صفحہ ۳۸۰ میں ہے۔ ینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب اور درالمختار جلد اول صفحہ ۵۷۵ میں ہے۔ اجابة الاذن حینئذ مکروہہ۔

2- خطبہ میں حضور اقدس ﷺ کا نام پاک سن کر انگوٹھا نہ چومے یہ حکم صرف خطبہ کیلئے ہے ورنہ عام حالات میں نام نامی سن کر انگوٹھا چومنا مستحب ہے۔ اور درود شریف دل سے پڑھے..... زبان کو جنبش نہ دے اس لئے کہ زبان سے سکوت فرض (فتاویٰ رضویہ) اور درمختار مع ردالمختار جلد اول صفحہ ۵۷۵ میں ہے الصواب انہ یصلی علی النبی ﷺ عند سماع اسمہ فی نفسه۔

3- غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان کو بھی شامل کر لینا مکروہ اور سنت متواترہ کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت)

4- دیہات میں جمعہ جائز نہیں۔ (عامہ کتب) لیکن عوام اگر پڑھتے ہوں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔

5- چونکہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں کی اس لئے دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے سے اس دن کی نماز ظہر ساقط نہیں ہوتی لہذا دیہات میں جمعہ پڑھنے کے بعد چار رکعت ظہر فرض پڑھنا ضروری ہے۔ (کتب عامہ)

خطبہ کی اذان کہاں دی جائے

1- عَنْ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ يُؤَذِّنُ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ

عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ -

(ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۶۲)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان مسجد کے دروازہ پر پڑھنا سنت ہے۔ حضور سید عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ مبارکہ میں اذان مسجد کے دروازے پر ہوا کرتی تھی۔ اس لئے فقہائے کرام مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرماتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مصری صفحہ ۸ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۵ اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔ لَا يُؤَذَّنُ فِي الْمَسْجِدِ یعنی مسجد کے اندر اذان دینا منع ہے۔ اور فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۱۵ میں ہے۔ قَالُوا لَا يُؤَذَّنُ فِي الْمَسْجِدِ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے اور طحاوی علی مرقی الفلاح صفحہ ۷۱ میں ہے۔ يَكْرَهُ أَنْ يُؤَذَّنَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا فِي الْقَهْطَانِيِّ عَنِ النَّظْمِ یعنی مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے اسی طرح قہستانی میں کظم ہے..... لہذا یہ جو رواج ہو گیا کہ اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے غلط ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس غلط رواج کو ترک کر کے حدیث و فقہ پر عمل کریں۔

عید اور بقر عید

1- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا فَقَالَ مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ قَالَ كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَبْدَلَكُمْ اللَّهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمُ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ - (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہاں کے لوگ سال میں دو دن کھیل کود کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ دو دن کیسے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ان دنوں میں ہم لوگ زمانہ جاہلیت کے اندر خوشیاں مناتے اور کھیل کود کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دنوں کو ان سے بہتر دنوں میں تبدیل کر دیا ہے ان میں سے ایک

دن عید الفطر اور دوسرا دن عید الاضحیٰ ہے۔“

2- عَنْ أَبِي الْخَوَرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَهُوَ

بَنُجْرَانَ عَجَّلَ الْأَضْحَىٰ وَآخِرَ الْفِطْرِ وَذَكَرَ النَّاسَ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت ابو الخویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عمرو بن حزم کو

جبکہ وہ نجران میں تھے لکھا کہ وہ بقر عید کی نماز جلد پڑھو اور عید الفطر کی نماز دیر سے

پڑھو، اور لوگوں کو وعظ سناؤ۔“

3- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْعِيدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا

مَرَّتَيْنِ بَغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ۔ (مسلم)

”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ عیدین کی

نماز بغیر اذان و اقامت کے پڑھی ہے۔ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔“

4- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّىٰ يَأْكُلَ

تَمْرَاتٍ وَيَأْكُلَهُنَّ وَتُرَأَىٰ۔ (بخاری)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب حضور ﷺ چند کھجوریں نہ

کھا لیتے عید گاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور آپ طاق کھجوریں تناول فرماتے۔“

5- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّىٰ يَطْعَمَ وَلَا

يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحَىٰ حَتَّىٰ يُصَلِّيَ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور ﷺ کچھ کھا

نہ لیتے عید گاہ تشریف نہ لے جاتے اور عید الاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ

کھاتے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔“

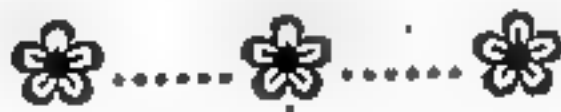
6- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدِ خَالَفَ الطَّرِيقَ۔ (بخاری)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ عید کے دن دو مختلف راستوں سے

آتے جاتے تھے۔“

انتباہ

- 1- عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے اس لئے کہ اس میں اظہار مسرت ہے۔ (بہار شریعت)
- 2- عورتوں کو عیدین کی نماز جائز نہیں۔ اس لئے کہ عید گاہ میں مردوں کے ساتھ اختلاط ہوگا اور اسی لئے اب عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہو یا بڑھیا جیسا کہ تنویر الابصار و در مختار میں ہے۔ یکرہ حضور ہن الجماعتہ و لو لجمعة و عید و وعظ مطلقاً و لو عجوز الیلا علی المذہب البفتی بہ لفساد الزمان اور اگر صرف عورتیں جماعت کریں تو یہ بھی ناجائز ہے۔ اس لئے کہ صرف عورتوں کی جماعت ناجائز و مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۸۰ میں ہے۔ یکرہ امامۃ النساء فی الصلوات کلھا من الفرائض و النوافل الا فی الصلوة الجنائزہ ہکذا فی النہایۃ اور جیسا کہ در مختار میں ہے۔ و یکرہ تحریمہا جماعۃ النساء و لو فی التراویح فی غیر صلاۃ جنازۃ اور اگر فردا فردا پڑھیں تو بھی نماز جائز نہ ہوگی اس لئے کہ عیدین کی نماز کیلئے جماعت شرط ہے۔ و اذا فات الشرط فات المشروط۔ ہاں عورتیں اس دن اپنے اپنے گھروں میں فردا فردا نفل نمازیں پڑھیں تو باعث ثواب و برکت اور سبب ازیا و نعمت ہے۔



کتاب الجنائز

بیماری

1- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَةِ يُشَاكُّهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو کوئی رنج، کوئی دکھ، کوئی فکر، کوئی تکلیف، کوئی اذیت اور کوئی غم نہیں پہنچتا یہاں تک کہ وہ کاٹا جو اسے چھبے مگر اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“

2- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقُهَا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا کہ نہیں پہنچتی مسلمان کو اذیت مرض سے، یا اس کے سوا کچھ اور، لیکن اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے (صغیرہ) گناہوں کو ساقط کر دیتا ہے۔ جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ ذُكِرَتْ الْحُمَى عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَبَّهَا رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَسُبُّهَا فَإِنَّهَا تَنْقِي الذُّنُوبَ كَمَا تَنْقِي النَّارُ حَبْثَ الْحَدِيدِ۔

(ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے حضور میں بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو برا کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ برا نہ کہو اس لئے کہ وہ (مومن کو) گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کی میل کو صاف کر دیتا ہے۔“

4- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَنْزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتِلَاءُ اللَّهِ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ ثُمَّ صَبْرُهُ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَهُ الْمَنْزِلَةُ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ۔ (احمد، ابوداؤد)

”حضرت محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کیلئے علم الہی میں جب کوئی مرتبہ کمال مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اس مرتبے کو نہیں پہنچتا تو خدائے تعالیٰ اس کے جسم یا مال یا اولاد پر مصیبت ڈالتا ہے پھر اس پر صبر عطا فرماتا ہے یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔ جو اس کیلئے علم الہی میں مقدر ہو چکا ہے۔“

5- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَثُرَتْ ذُنُوبُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يَكْفِرُهَا مِنَ الْعَمَلِ ابْتِلَاءٌ بِالْحُزْنِ لِيَكْفِرَهَا عَنْهُ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے عمل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو گناہوں کا کفارہ بن سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو غم اور پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔“

6- عَنْ سَعْدِ قَالَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ أَى النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاءُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ هَوِّنَ عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذَلِكَ حَتَّى يَمْشِيَ عَلَى أَرْضٍ مَالَهُ ذَنْبٌ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

”حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ سخت بلاؤں میں مبتلا ہوتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا (سب سے پہلے) انبیاء کرام پھر ان کے بعد جو افضل ہیں پھر ان کے بعد جو افضل ہیں یعنی حسب مراتب آدمی کا دین کے ساتھ جیسا تعلق ہوتا ہے اسی اعتبار سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے اگر

دین میں سخت ہے تو بلا بھی اس پر سخت ہوگی اور اگر دین میں کمزور ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے۔ یہی سلسلہ ہمیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ زمین پر وہ یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔“

7- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ الْمَرَأَةُ تَمُوتُ بِجَمْعٍ شَهِيدٌ (مالک، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کے علاوہ سات (7) شہادتیں اور ہیں جو طاعون میں مرے شہید ہے جو ڈوب کر مرے شہید ہے جو ذات الجنب (نمونہ) میں مرے شہید ہے۔ جو پیٹ کی بیماری میں مرے شہید ہے جو عمارت کے نیچے دب کر مر جائے شہید ہے اور جو عورت بچہ کی پیدائش کے وقت مر جائے شہید ہے۔“

الحاصل

بیماری سے بظاہر تکلیف پہنچتی ہے لیکن حقیقت میں وہ بہت بڑی نعمت ہے جس سے مومن کو ابدی راحت و آرام کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے اس لئے کہ یہ ظاہری بیماری حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے بشرطیکہ آدمی مومن اور سخت سے سخت بیماری میں صبر و شکر سے کام لے اگر صبر نہ کرے بلکہ جزع فزع کرے تو بیماری سے کوئی معنوی فائدہ نہ پہنچے گا یعنی ثواب سے محروم رہے گا۔ بعض نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمات بول اٹھتے ہیں اور بعض خدائے تعالیٰ کی جانب ظلم کی نسبت کر کے کفر تک پہنچ جاتے ہیں یہ ان کی انتہائی شقاوت اور دنیا آخرت کی ہلاکت کا سبب ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بیماری مزاج پرسی

1- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا

مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوذُ غُدُوَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ
وَأَنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ
لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور جو شام کے وقت عیادت کرتا ہے اس کیلئے ستر ہزار فرشتے صبح تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہے۔“

2- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ وَاعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ سِتِّينَ خَرِيفًا۔ (احمد)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اچھا وضو کیا اور محض ثواب حاصل کرنے کی غرض سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو اس کو ساٹھ برس کی مسافت کے فاصلے پر دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ طِبْتُ وَطَابَ مَمَشَاكَ وَتَبَوَّءْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ (ابن ماجہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بیمار کی عیادت کو جاتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تو نے (اپنا) ٹھکانا بنا لیا۔“

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ يَخْوُضُ الرَّحْمَةَ حَقًّا يَجْلِسُ فَإِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِيهَا۔ (احمد، مالک)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ رحمت کے دریا میں غوطہ زن رہتا ہے جب تک کہ بیٹھ نہیں جاتا اور

جب بیٹھ جاتا ہے تو غریق دریاے رحمت ہو جاتا ہے۔“

5- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ

فَنَقِّسُوا لَهُ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَيَطِيبُ بِنَفْسِهِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بیمار کی

مزاج پر سی کو جاؤ تو موت کے بارے میں اس کا رنج و غم دور کرو اگرچہ اس سے اس

کی موت کا وقت نہیں مل سکتا لیکن اس کا دل خوش ہو جائے گا۔“

6- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ

الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

”حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مرسل منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

بہترین عیادت یہ ہے کہ مزاج پر سی کے بعد فوراً اٹھ جائے۔“

7- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا

فَيَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ

إِلَّا شَفَىٰ إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ حَضَرَ أَجَلُهُ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی کی عیادت

کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے (یعنی اللہ بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرش

عظیم کا مالک ہے کہ تجھے شفا بخشے) اَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ

يَشْفِيكَ اگر موت کا وقت نہیں آگیا ہے تو اسے ضرور شفا ہوگی۔“

دواء

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى دَاءً إِلَّا

أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً۔ (بخاری شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے

کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کے لیے شفا یعنی دوا نہ اتاری ہو۔“

2- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ جب بیماری کو (اس کی صحیح) دوا پہنچا دی جاتی ہے تو خدائے تعالیٰ کے حکم سے بیمار اچھا ہو جاتا ہے۔“

3- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالِدَوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوُوا وَلَا تَدَوُّوا بِحَرَامٍ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے بیماری پیدا کی ہے دوا بھی اور ہر بیماری کی دوا مقرر فرمائی ہے۔ لہذا دوا کرو لیکن حرام چیز سے دوا نہ کرو۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے نجس دوا (کے استعمال) سے منع فرمایا ہے۔“

انتباہ

انگریزی دوائیں بکثرت ایسی موجود ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۲۷)

دعا تعویذ

1- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم نظر بد کیلئے دعا تعویذ کرائیں۔“

2- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِهَا

جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ يَعْنِي صُفْرَةً فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنْ بِهَا
النَّظَرَةُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر میں ایک
لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ زرد تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے دعا تعویذ کراؤ، اسے نظر
بد لگئی ہے۔“

3- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا
رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ فَقَالَ أَعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ
بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شُرْكٌ۔ (مسلم شریف)

”حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں جھاڑ
پھونک کرتے تھے (اسلام لانے کے بعد) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان
منتروں کی بابت آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے منتر مجھے
سناؤ۔ ان منتروں میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ان میں شرک نہ ہو۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں یعنی اسمائے
جن وشیاطین نباشد واز معانی آن کفر لازم نیاید ولہذا گفته اند کہ آنچہ معنی او معلوم نہ باشد رقیہ
بآں نتوان کرد مگر آنکہ بہ نقل صحیح از شارع آمدہ باشد۔ (امداد المذات جلد ۳ صفحہ ۶۰۴)

یعنی منتر میں جن وشیاطین کے نام نہ ہوں اور اس منتر کے معانی سے کفر لازم نہ آتا
ہو (تو اس کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں) اور اس لئے علمائے سلف نے فرمایا ہے کہ جس
منتر کا معنی معلوم نہ ہوا اسے نہیں پڑھ سکتے لیکن جو شارع اسلام سے صحیح طور پر منقول
ہو (اسے پڑھ سکتے ہیں اگرچہ اس کا معنی معلوم نہ ہو)

موت

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اكْثِرُوا ذِكْرَهَا ذِمَّ الذَّاتِ
الْمَوْتِ۔ (ترمذی، نسائی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز (موت) کو اکثر و بیشتر یاد کرو۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ باب تمنی الموت و ذکرہ میں فرماتے ہیں کہ ذکر موت کنایت ست از خوف و خشیت حق و عمل بمقتضائے آں و توبہ و استغفار و تقدیم و ترجیح نفع در آخرت والا ذکر موت و یادداشتن آں بے عمل چیزے نیست بلکہ تواند کہ سبب قساوت قلب گرد چنانکہ ذکر حق سبحانہ و تعالیٰ بہ غفلت۔ (اجلہ المصالحات جلد ۱ صفحہ ۶۵۳)

یعنی موت کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں خدائے تعالیٰ کا خوف و خشیت ہو اور اسی کے حکم کے مطابق عمل ہو نیز توبہ و استغفار کرے اور آخرت کے نفع کو (دنیا کے نفع پر) مقدم رکھے اور ترجیح دے۔ ورنہ بغیر عمل کے موت کا چرچا کرنا اور اس کو یاد رکھنا کوئی چیز نہیں ہے بلکہ (ایسا کرنا) دل کی قساوت اور سختی کا سبب ہو سکتا ہے جیسے کہ غفلت اور بے عملی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کو (صرف زبانی طور پر) یاد کرنا (قساوت قلبی کا سبب ہے)

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتَبَ۔ (بخاری شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی موت کی آرزو نہ کرے (اس لئے کہ) وہ یا تو نیکوکار ہوگا تو ممکن ہے اس کے لیے نیک عمل میں زیادتی ہو جائے اور یا بدکار ہوگا تو ہو سکتا ہے آئندہ توبہ کر کے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ از روئے مرگ بجہت ضرر دنیا مانند مرض یا فقر یا مانند آں مکروہ است زیرا کہ آں علامت بے صبری و بستوہ آمدن از تقدیر الہی و ناراض بودن از آن است۔ اما از جہت محبت و شوق ببقائے الہی تعالیٰ و خلاص از تنگنائے ایں سرائے و محنت آں وصول بملک آخرت و نعیم آں نشاں ایمان و کمال اوست و بچنیں مکروہ نیست از جہت خوف ضرر دینی یعنی دنیوی نقصان جیسے بیماری یا غریبی وغیرہ کی وجہ سے موت کی تمنا کرنا نیز اس دنیا کی تنگی اور پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے موت کی تمنا کرنا

مکروہ ہے۔ اور ملک آخرت اور جنت میں پہنچنے کے لیے موت کی آرزو کرنا ایمان اور اس کے کمال کی نشانی ہے۔ اسی طرح دینی ضرر کے خوف سے موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۶۵۳)

3- عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَابٍ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ أَرْجُو اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبٍ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْجِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرَوْنَ أَمْنَهُ مِمَّا يَخَافُ۔ (ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے جو قریب المرگ تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں خدائے تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ دونوں (یعنی خوف ورجا) اس موقع پر جس بندہ کے دل میں ہوں گے خدائے تعالیٰ اسے وہ چیز دے گا جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اس چیز سے محفوظ رکھے گا جس سے وہ ڈرتا ہے۔“

4- عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا سُورَةَ يَسٍ عَلَى مَوْتَاكُمْ۔ (احمد، ترمذی)

”حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کے قریب سورۃ یسین شریف پڑھو۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ظاہر آنست کہ مراد مختصر باشد عمل نیز ہم بریں ست و احتمال دارد کہ مراد بعد از موت در خانہ یا بر سر قبر۔

یعنی مراد یہ کہ موت کے وقت سورۃ یسین پڑھی جائے اور اسی پر عمل بھی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو کہ موت کے بعد گھر میں پڑھی جائے یا قبر کے سرہانے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۲۶۲)

5- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِقِنُوا مَوْتَاكُمْ لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرو۔“

تلقین کی صورت یہ ہے کہ موت کے وقت حاضرین بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھیں لیکن مرنے والے کو اس کے پڑھنے کا حکم نہ دیں

غسل و کفن

1- عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا وَتَوَاتَلْنَا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَابْدَأَنَّ بِمِائِمْنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا۔ (بخاری)

”حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم حضور ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) کو غسل دے رہے تھے تو حضور نے فرمایا کہ اسے غسل دو طاق یعنی تین یا پانچ یا سات بار، غسل کا سلسلہ داہنی جانب سے اور وضو کے اعضاء سے شروع کریں۔“

میت کو غسل دینے میں کلی نہ کرائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے۔ (بہار شریعت)

2- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو چاہئے کہ اچھا کفن دے۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد بہ تحسین کفن آنست کہ تمام باشد و نظیف و سفید و بے اسراف و تبذیر، و نو و شستہ در اں برابر ست اما آنچہ مسفرقان کند بر یا و تکبر حرام و مکروہ است اشد حرمت و کراہت۔

یعنی اچھے کفن کا مطلب یہ ہے کہ کفن پورا ہو اور صاف ستھرا اور سفید ہو اور اس میں

اسراف و بے جا خرچ نہ ہو۔ نیا کفن اور پرانا جو دھویا ہو دونوں کا حکم ایک ہے لیکن اسراف و فضول خرچی کرنے والے جو ریا اور تکبر سے کرتے ہیں وہ سخت مکروہ اور شدید حرام ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۶۷۲)

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِبْسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبِيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَكُمْ۔ (ابوراد، ترمذی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفید کپڑے پہنا کر واس لئے کہ وہ عمدہ قسم کے کپڑے ہیں اور سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔“

ضروری انتباہ

1- عوام میں جو مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کا ندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے۔ صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ (بہار شریعت جلد ۲ صفحہ ۵۱۹)

2- میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۰۰ میں ہے۔ يَوْضَعُ يَدُهُ فِي جَانِبَيْهِ لَا عَلَى صَدْرِهِ لِأَنَّهُ مِنْ عَمَلِ الْكُفَّارِ۔

3- بعض جگہ میت کے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں کہ ”جیسے نماز کے قیام میں“ یہ بھی منع ہے۔

4- تہبند چوٹی سے قدم تک ہونا چاہئے یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو بندش کے لیے زیادہ تھا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۰ ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ اور ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۰۳ میں ہے اَلَا ذَارُ مِنَ الْقَرْنِ اِلَى الْقَدَمِ یعنی تہبند کی مقدار چوٹی سے قدم تک ہے۔ اسی طرح بہار شریعت میں ہے، لہذا بعض لوگ جو ناف سے پنڈلی تک رکھتے ہیں یہ صحیح نہیں۔

5- عورت کی اوڑھنی نصف پشت سے سینہ تک ہونی چاہئے جس کا اندازہ تین ہاتھ یعنی

ڈیڑھ گز ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہونا چاہئے اور جو لوگ زندگی کی طرح اوڑھنی رکھتے ہیں یہ بے جا اور خلاف سنت ہے۔ (بہار شریعت)

6- عورت کے لیے سینہ بند پستان سے ناف تک ہو اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ وَالْأُولَىٰ أَنْ تَكُونَ الْخُرْقَةُ مِنَ الثَّيِّبِ إِلَى الْفُخْدِ كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ۔

7- سینہ بند لفافہ کے اوپر چاہئے، فتاویٰ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۵۱ میں ہے ثم الخرقه بعد ذلك تربط فوق الا كفان فوق الثديين كذا في المحيط اور فتح القدير میں ہے۔ فی شرح الكنز فوق الا كفان یعنی شرح كنز الدقائق میں سینہ بند کی جگہ سب کپڑوں کے اوپر مذکور ہے کہ لہذا سینہ بند کو سب کپڑوں سے پہلے لپیٹنے کا جو رواج ہے وہ غلط ہے۔

جنازہ

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكَ صَالِحَةٌ فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا إِلَيَّ وَإِنْ تَكَ سَوِيٌّ ذَلِكَ فَجَسْرٌ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کے لیے جانے میں جلدی کرو اس لئے کہ اگر وہ نیک آدمی ہے تو اسے خیر کی (منزل) کی طرف جلد پہنچانا چاہئے اور اگر بدکار کا جنازہ ہے تو برے کو اپنی گردنوں سے جلد اتار دینا چاہئے۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اتَّبِعْ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيَقْرُعَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلُ أَنْ تَدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کا تقاضا سمجھ کر اور حصول ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو تو وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس لوٹتا ہے جس میں ہر قیراط احد (پہاڑ) کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر واپس آجائے اور دفن میں شریک نہ ہو تو وہ ایک قیراط کا ثواب لے کر واپس ہوتا ہے۔“

3- عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَاتَّبَعُوا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُُّوا بِأُخْرَى فَاتَّبَعُوا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هَذَا أَتَيْتُمْ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَهَذَا أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ - (بخاری، مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چند صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کے قریب سے گزرے تو خیر کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ واجب ہوگئی پھر لوگوں کا دوسرے جنازہ پر گزر رہا تو برائی کے ساتھ اس کا ذکر کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا واجب ہوگئی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز واجب ہوگئی۔ فرمایا جس میت کا تم لوگوں نے بھلائی کے ساتھ ذکر کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم لوگوں نے برائی کی اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی تم لوگ زمین پر خدائے تعالیٰ کے گواہ ہو۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ مراد ثنائے اہل خیر و صلاح و صدق تقویٰ بے مدخلیت غرض نفسانی ست کہ آن علامت بودن مردست از اہل جنت والا اگر بعضے از فساق و فجار بغرضے از اغراض یکے از اہل فسق بستايند یا یکے صالھے را نکوہش کنند قطع بداں نتواں کرد۔ یعنی خیر و صلاح اور صدق و تقویٰ والوں کی ایسی تعریف مراد ہے جس میں نفسانی غرض شامل نہ ہو اس لیے ہی تعریف آدمی کے جنتی ہونے کی نشانی ہوتی ہے ورنہ اگر بعض فاسق و فاجر کسی غرض سے کسی فاسق کی تعریف کریں یا

کسی نیک صالح آدمی کی برائی کریں تو اس کی وجہ سے (جنتی یا جہنمی ہونے کا) یقین نہیں کر سکتے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۶۸۲)

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَآتِ۔ (بخاری شریف)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کو گالی نہ دو۔“

5- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَانَا كُمْ

وَكَفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مردوں کی نیکیوں کا چرچا کرو اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرو۔“

حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ اس مخصوص ست بمسلماناں و صالحان و آنکہ آشکارا فسق نکند و ظلم نہ کنند (اشعۃ اللمعات جلد ۱) یعنی یہ حکم نیک مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے جو علانیہ فسق و ظلم نہیں کرتے۔

6- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ جَنَازَةَ بَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَقَامَ الْحَسَنُ وَلَمْ يَقُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ الْحَسَنُ أَيْسَ قَدْ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيَجَنَازَهُ يَهُودِيٌّ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ جَلَسَ۔

”حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنازہ حضرت امام حسن بن علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قریب سے گزرا تو حضرت امام حسن کھڑے ہو گئے اور حضرت ابن عباس نہیں کھڑے ہوئے۔ حضرت امام حسن نے حضرت ابن عباس سے فرمایا کیا حضور ﷺ ایک یہودی کا جنازہ دیکھ کر کھڑے نہیں ہوئے تھے؟ حضرت ابن عباس نے کہا ہاں لیکن پھر اس کے بعد بیٹھے رہتے تھے (اور کھڑے نہ ہوتے تھے)۔“

اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت ہے کہ پس حکم سابق منسوخ شد و این نسخ در جنازہ یہود باشد یا مطلق و اللہ اعلم و ظاہر ثانی ست۔

یعنی یا تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور یہ منسوخ ہونا صرف یہودی جنازہ کے بارے میں ہے

یا ہر ایک کے لیے، خدائے تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ سب کے لیے ہے۔ عالمگیر جلد اول صفحہ ۱۵۲ میں ہے۔ لَا يَقُومُ لِلْجَنَازَةِ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ يَشْهَدُهَا یعنی جنازے کے لیے نہ کھڑا ہو لیکن اس میں شرکت کا ارادہ ہو تو کھڑا ہو سکتا ہے اور طحاوی صفحہ ۳۶۷ میں ہے۔ فَهُوَ مَكْرُوهٌ كَمَا فِي الْقَهْطَانِي یعنی جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی میں ہے۔

دفن میت

1- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَخَذَهُمَا يُلْحِدُ وَالْآخَرُ لَا يُلْحِدُ فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوْ لَا عَمِلَ عَمَلَهُ فَجَاءَ الَّذِي يُلْحِدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ (شرح النسخة، مكنة)

”حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ شریف میں دو آدمی قبر کھودا کرتے تھے۔ ایک ان میں سے (حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے جو) لحد یعنی بغلی کھودتے تھے اور دوسرے (حضرت ابو عبید بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے) جو بغلی نہیں کھودتے تھے (بلکہ شق یعنی صندوقی قبر بناتے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ نے آپس میں طے کیا کہ جو جوان دونوں میں سے پہلے آئے گا وہ اپنا کام کرے گا۔ تو پہلے وہ صحابی آئے جو لحد کھودا کرتے تھے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بغلی قبر تیار کی۔“

2- عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ شَهِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَنَازَةَ رَجُلٍ فَقَالَ يَا عَلِيُّ اسْتَقْبِلْ بِهِ اسْتِقْبَالًا وَقُولُوا جَمِيعًا بِاسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَضَعُوهُ لِيَجْنِبَهُ وَلَا تَكْبُوهُ لَوَجْهِهِ وَلَا تَلْقُوهُ لظَهْرِهِ (بدائع الصنائع)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے جنازہ میں شرکت کی تو فرمایا اے علی مردہ کو قبلہ کی جانب متوجہ کرو اور سب لوگ باسمہ اللہ و علی ملة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا ورس کو کزوٹ پر رکھو۔ منہ کے بل اوندھانہ کرو اور نہ پیٹھ کے بل چیت لٹاؤ۔“

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ میت کو داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ بہار شریعت جلد چہارم صفحہ ۵۴۵ میں ہے، میت کو داہنی کروٹ پر لٹائیں اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۵ میں ہے۔ وَيُوضَعُ فِي الْقَبْرِ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ كَذَلِكَ فِي الْخُلَاصَةِ اور در مختار جلد اول صفحہ ۶۲۶ میں ہے۔ وَيَنْبَغِي كَوْنُهُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ اور بحر الرائق جلد ثانی صفحہ ۱۹۴ میں ہے۔ تَكُونُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ اور بدائع جلد اول صفحہ ۳۱۹ میں ہے۔ يُوَضَعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْقِبْلَةِ اور مرآۃ الفلاح میں ہے۔ يُوَجَّهُ إِلَى الْقِبْلَةِ ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں داہنے پہلو لٹانا بہتر ہے فتح القدیر جلد ثالث صفحہ ۹۵ پر ہے۔ إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْقَبْرِ الشَّرِيفِ الْمُكَرَّمِ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم عظمت والی قبر شریف میں قبلہ رو اپنے داہنے پہلو پر (رونق افروز) ہیں اور طحاوی صفحہ ۲۶۹ میں ہے۔ وَيُسْنَدُ الْمَيِّتُ مِنْ وَرَائِهِ بِنَجْوِ تُرَابٍ لِنَلَا يَنْقَلِبَ يَعْنِي مِيتَ كُكْرُوتٍ پر لٹانے میں اس کی پیٹھ کی جانب مٹی وغیرہ کی ٹیک لگادی جائے تاکہ وہ پلٹ نہ جائے۔

3- عَنْ سُفْيَانَ الثَّمَارِ أَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسَمًّا۔ (بخاری)

”حضرت سفیان ثمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیہ السلام کی قبر شریف کو دیکھا جو اونٹ کے کوہان کی طرح (اٹھی ہوئے) تھی۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُشَّ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ عَلَى قَبْرِهِ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقُرْبَةِ بَدَا مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى رِجْلَيْهِ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پانی چھڑکا گیا اور پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح تھے۔ انہوں نے نے مشک سے پانی سرہانے کی طرف سے چھڑکنا شروع کیا اور قدموں تک چھڑکا۔“

انتباہ

1- مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھ سے تین بار مٹی ڈال لیں۔ پہلی بار مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ دُوسری بار وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى

رہیں۔ (طحاوی، بہار شریعت)

2- شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی

جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں۔ (بہار شریعت)

3- میت کی پیشانی یا کفن پر عہد نامہ لکھنا بہتر ہے۔ درمختار ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۳۳ میں

ہے۔ کتب علی جبهة الميت او عمامته او كفنه عهد نامہ یر جی ان یغفر اللہ

للمیت۔

4- پیشانی پر بسم اللہ شریف یا سینہ پر کلمہ طیبہ لکھنا جائز ہے مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے

سے پہلے کلمہ انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔ (ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۳۴)

5- دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان پڑھنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

6- علماء سادات اور مشائخ کرام کی قبروں پر قبہ یا عمارات بنانا جائز ہے ردالمحتار جلد اول

صفحہ ۶۲۷ میں ہے۔ قِيلَ لَا يَكْرَهُ الْبِنَاءُ إِذَا كَانَ الْمَيِّتُ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ

وَالسَّادَاتِ۔ نیز مختار باب الدفن اور طحاوی صفحہ ۷۰۳ میں ہے۔ لا یرفع علیہ بناء

وقیل لا یاس بہ وهو المختار۔

7- اولیائے کرام کی اظہار عظمت کے لیے ان کے مزارات پر چادر ڈالنا پھول رکھنا اور ان

کے مزارات کے قریب چراغ روشن کرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار مالگیری، حدیثہ مدیہ)

میت پر رونا

1- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا

يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا وَأَشَارَ إِلَى

لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ وَإِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذِّبُ بِكَاثِرِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار ہو کر سن

لو کہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب خدائے تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا (اور زبان

کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر

والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے جبکہ اس نے رونے کی وصیت کی یا وہاں رونے کا رواج ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو یا یہ مطلب ہے کہ ان کے رونے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔

2- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ، وَمِنْ الْقَلْبِ فَمِنْ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَمِنْ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَمِنْ اللِّسَانِ فَمِنْ الشَّيْطَانِ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آنسو آنکھ سے ہو اور جو غم دل سے ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اسکی رحمت کا حصہ ہے اور غم کا جو اظہار ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔“

3- عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةً فَوَادِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُولُ اللَّهُ ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔ (احمد ترمذی)

”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندہ کا بیٹا مر جاتا ہے تو خدائے تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے کہ تم نے میرے بندہ کے بیٹے کی روح قبض کر لی تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کے میوہ کو توڑ لیا تو وہ عرض کرتے ہیں ہاں۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے (اس مصیبت پر) میرے بندہ نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کیلئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔“

4- عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَفَّى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمَا فَقَالُوا يَا

رَسُولَ اللَّهِ أَوْ ثَنَانٍ قَالَ لَوْ اِثْنَانٍ قَالُوا أَوْ وَاحِدٌ قَالَ أَوْ وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السَّقَطَ لَيَجُرُّ أُمَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا
اِحْتَسَبَتْهُ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن دو مسلمان یعنی
میاں بیوی کے تین بچے مرجائیں تو خدائے تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل و رحمت
سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو بچے
انتقال کر جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کا بھی یہی اجر ہے پھر صحابہ نے عرض کیا یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر ایک فوت ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کا بھی یہی
اجر ہے پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے
کہ خام حمل جو ساقط ہو جاتا ہے وہ اپنی ماں کو آٹول کے ذریعہ جنت کی طرف کھینچے
گا جبکہ ماں (اس تکلیف پر) صبر اور ثواب کی طالب ہوگی ہو۔“

5- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْيُ جَعْفَرٍ قَالَ
النَّبِيُّ ﷺ اصْنَعُوا لَالِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ آتَاهُمْ مَا يَشْفِيهِمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

”حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آئی
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو اس لئے کہ
ان کو وہ مصیبت پہنچی ہے جو انہیں کھانا پکانے سے باز رکھے گی۔“
اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دریں حدیث
دلیل ست برا نکتہ مستحب ست خویشاں و ہمسایگاں و دوستان راتہیہ طعام مراہل میت را۔
(امعة المعات جلد اول)

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں کو میت
کے گھر پکا ہوا کھانا لانا مستحب ہے۔

انتباہ

1- نوحد یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بین کہتے

- ہیں بالاجماع حرام ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ جوہرہ)
- 2- گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر مٹی ڈالنا، ران پر ہاتھ مارنا اور سینہ کو ٹنا سب جاہلیت کے کام ہیں، ناجائز اور گناہ ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ مصری صفحہ ۱۵۷)
- 3- آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔ (بہار شریعت)
- 4- تعزیت مسنون ہے اور اس کا وقت موت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے اور اگر کوئی موجود نہ تھا یا علم نہ تھا تو بعد میں حرج نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)
- 5- تعزیت میں یہ کہ یہ کہے کہ خدائے تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر کی توفیق دے اور مصیبت پر ثواب عطا فرمائے یا اسی کی مثل دوسرے جملے کہے۔
- 6- میت کے گھر صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے۔ اس کے بعد مکروہ ہے۔
- (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)
- 7- میت کے گھر والے تیجہ کے دن اس کے بعد میت کے ایصالِ ثواب کے لیے فقرا اور مساکین کو کھانا کھلائیں تو بہتر ہے لیکن دوست احباب اور عام مسلمانوں کی دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۷ میں ہے۔ لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام کذا فی التتار خانۃ اور رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۲۶۹ اور فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۱۰۲ ہے۔ ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام اهل الميت لانه شرع فی السرور لا فی الشور وھی بدعة مستقبحة۔
- 8- تیجہ وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے لیکن بالغ اگر اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔
- (بہار شریعت، بحوالہ خانیہ)

شہید

- 1- عَنْ الْمُقَدَّادِ بْنِ مَعْدٍ يُكَرِّبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلشَّهِيدِ عِنْدَ

اللّٰهُ سِتُّ خِصَالٍ يُغْفِرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيُرْأَى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعِينِ وَيَشْفَعُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَقْرَبَائِهِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک شہید کے لیے چھ باتیں ہیں، پہلی ہی مرتبہ یعنی خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے بخشا جائے گا اور اس کا ٹھکانا جنت میں دکھادیا جائے گا۔ عذاب قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ اس کے سر پر وقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا کہ جس کا یا قوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا۔ اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر (72) حوریں دی جائیں گی اور اس کے عزیزوں میں سے ستر آدمیوں کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔“

2- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَكْفِرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدِّينَ۔ (مسلم شریف)

”حضرت عبد اللہ بن عمرو والعیاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جانا قرض کے علاوہ ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔“

3- عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ سے سچے دل سے شہادت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا مرتبہ عطا فرما دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پر مرے۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مر گیا اور جہاد نہ

کیا نہ جہاد کا خیال دل میں لایا تو اس کی موت نفاق کی ایک قسم پر ہوئی۔

5- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّيْتِكُمْ۔ (ابوداؤد، نسائی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جان و مال اور زبانوں کے ذریعہ مشرکین سے جہاد کرو۔“

6- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمُغْنِمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلدِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيَرَى مَكَانَهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ مَنْ قَاتِلٍ لَتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَاءُ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی بازگاہ میں حاضر ہو کر کہا کہ کوئی مال غنیمت کے لیے لڑتا ہے کوئی شہرت و ناموری کے لیے لڑتا ہے اور کوئی اپنی بہادری و شجاعت کیلئے لڑتا ہے تو ان میں راہ حق میں لڑنے والا کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جو اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا ہو تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔“

قبروں کی زیارت

1- عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَذُورُوهَا۔

(مسلم)

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو۔“

2- عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُزْهِدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا تو اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ان کی

زیارت کرو۔ اس لئے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بیزار کرنا ہے۔ اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

انتباہ

- 1- قبروں کی زیارت کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب سے جا کر میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَا حِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمْ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ پھر تین یا پانچ یا سات یا گیارہ بار درود شریف پڑھے اس کے جس قدر ہو سکے قرآن شریف کی سورتیں اور آیتیں تلاوت کرے۔ مثلاً سورہ یسین، سورہ ملک، چاروں قل، سورہ فاتحہ، الم سے مفلحون تک آیہ الکرسی اور امن الرسول وغیرہ پھر آخر میں درود شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے اور افضل یہ ہے کہ ایصالِ ثواب میں سب مومنین و مومنات کو شامل کرے کہ ہر ایک کو پورا پورا ثواب ملے گا اور کسی کے اجر میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ (رد المحتار)
- 2- اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔

(بہار شریعت، بحوالہ رد المحتار)

- 3- اولیائے کرام کی زیارت کرنا خدائے تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے اور زائرین کو کافرو بدعتی کہنا کھلی گمراہی اور بدعتیہ کی ہے۔ تفسیر صاوی جلد اول صفحہ ۲۴۵ آیت کریمہ اَبْتَغُوا إِلَیْهِ الْوَسِيلَةَ کے تحت ہے کہ من الضلال البین والخسران الظاهر تکفیر المسلمین زیارة اولیاء اللہ زاعمین ان زیارتهم من عبادة غیر اللہ کلابل ہی من جملة الى المحبة الى اللہ۔ یعنی اولیاء اللہ کی زیارت کے سبب مسلمانوں کو اس خیال سے کافر کہنا کہ ان کی زیارت، عبادت غیر اللہ ہے کھلی ہوئی گمراہی اور خسارے کا سبب ہے۔ (اولیاء کی زیارت عبادت غیر اللہ) ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ الحب فی اللہ میں سے ہے۔

منکرات شرعیہ اگر ایام عرس میں پائے جائیں تو ان کی وجہ سے زیارت ترک نہ کرے اس لیے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے برا جانے اور اصلاح کی

جدوجہد کرے جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۳۱ میں ہے۔ قال ابن حجر فی فتاویٰ والتبرک لما یحصل عندها من منکرات ومفاسد کا اختلاط الرجال بالنساء و غیر ذلک لان القربات لا تترك لمثل ذلک بل علی الا نسان فعلها وانکار البدع بل وازالتها ان امکن اقلت ویوید مامر من عدم ترک اتباع الجنارة وان کان معها نساء ونائحات تامل۔

- 4- عورتوں کو عزیزوں کی قبروں پر جانا ممنوع ہے اس لئے کہ وہ جزع فزع کریں گی۔
- 5- اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ پر برکت کیلئے حاضر ہونے میں بوڑھی عورتوں کے لیے حرج نہیں ہے اور جوان عورتوں کیلئے ناجائز ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۶۳۱ میں ہے والتبرک بزیارة قبور الصالحین فلا یاس اذا کن عجائز ویکره اذا کن شباب کحضور الجماعة فی المساجد۔ اور علامہ طحاوی رحمہ اللہ اسی کی مثل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حاصلہ ان الرخصة لهن اذا كانت الزیارة علی وجه لیس فیہ فتنہ۔ (طحاوی صفحہ ۳۷۶) یعنی حاصل یہ ہے کہ عورتوں کیلئے اجازت صرف اس صورت میں ہے جبکہ زیارت ایسے طریقہ پر ہو کہ اس میں کوئی فتنہ نہ ہو اور حضرت الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً (یعنی جوان ہوں یا بوڑھی سب) منع کی جائیں۔ (بہار شریعت چہارم صفحہ ۵۴۹)

- 6- مزارات قدسیہ پر ہاتھ پھیرنا، بوسہ دینا، ان کے سامنے جھکنا اور زمین پر چہرہ ملنا منع ہے۔ باب زیارت القبور صفحہ ۷۱۶ میں ہے سج نہ کند قبر را و بوسہ نہ بد آنرا و مخنی نہ شود و روئے بہ خاک نہ مالد کہ اس عادت نصاری ست اور فتاوی عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۳۰۴ میں ہے۔ وَلَا يَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا يَقْبِلُهُ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارَى یعنی قبر پر ہاتھ نہ پھیرے اور نہ اسے بوسہ دے اس لئے کہ وہ عادات نصاری میں سے ہے اور فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۸ میں ہے مزار کو بوسہ نہ دینا چاہئے۔

قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے اور عبادت کی نیت ہو تو کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۰ میں ہے السجدة حرام لغيره سبحانه یعنی غیر اللہ کے لیے سجدہ حرام ہے اور فتاوی عالمگیری جلد ۵

مصری صفحہ ۲۳۱ میں جو اہر الاخلاطی سے ہے قال الفقیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ ان سجد
للسطان بنية العبادة اولم تحضره البنية فقد کفر یعنی فقیہ ابو جعفر رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ
اگر عبادت کی نیت سے بادشاہ کو سجدہ کیا یا کوئی نیت اس وقت نہ تھی تو کافر ہو گیا۔

ایصالِ ثواب

1- عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ
أَفْضَلُ قَالَ الْكَمَاءُ فَحَفَرَ بَنُوَّا وَقَالَ هَذِهِ لَأُمِّ سَعْدٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

(ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

”حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض
کیا کہ ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے۔ ان کے لیے کون سا صدقہ افضل
ہے۔ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور کے ارشاد کے
مطابق) حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب
کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ (یعنی) اس کا ثواب ان کی
روح کو ملے۔“

2- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أُمِّي أَفْتُلْتُ
نَفْسُهَا وَلَمْ تُوصَ وَأَظْنُهَا تَكَلَّمْتُ تُصَدِّقْتُ أَفَلَهَا أَجْرٌ أَنْ تُصَدِّقْتُ عَنْهَا
قَالَ نَعَمْ۔ (مسلم جلد اول صفحہ ۲۲۳)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول
اللہ ﷺ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا۔ اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کر سکی۔ میرا
گمان ہے کہ انتقال کے وقت اگر اسے کچھ کہنے کا موقع ملتا تو صدقہ ضرور دیتی تو اگر
میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ سرکار اقدس
نے فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔“

علامہ نووی رحمۃ اللہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ فی ہذا الحدیث ان

الصَّدَقَةُ عَنِ الْمَيِّتِ تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُ ثَوَابُهَا وَهُوَ كَذَلِكَ بِاجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ (نودی شرح مسلم جلد اول صفحہ ۳۲۴) یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو میت کو فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے۔ اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔ (ان احادیث کریمہ سے مندرجہ ذیل باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں)

1- میت کے ایصالِ ثواب کیلئے پانی بہترین صدقہ ہے کنواں وغیرہ کھدوا کر اس کا ثواب میت کو بخش دیا جائے۔

2- میت کو کسی کارِ خیر کا ثواب بخشنا بہتر ہے تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۱۱۳ میں ہے مردہ در آن حالت مانند غریقی ست کہ انتظار فریادری می برد و صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار می آید و ازیں جاست کی طوائف بنی آدم تا یکسال و علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد و کوشش تمام می نمایند۔

3- ثواب بخشنے کے لیے الفاظِ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

4- کھانا یا شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ہذہ لام سعد یہ کنوں سعد کی ماں کیلئے ہے۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ اس کنویں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

5- غریب و مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے جیسا کہ صحابی رسول نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ایصالِ ثواب کیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا۔ اسی طرح اگر چہ غریب و مسکین کو کھانا دینے پر ثواب مرتب ہوگا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی سے بخش دینا بھی جائز ہے۔

6- کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوثِ پاک کا بکرا اور غازی میاں کا مرغ وغیرہ۔ اس لئے ایک جلیل القدر صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بَرَامِ سجدی کے نام سے مشہور ہے۔



کتاب الزکاة

زکوٰۃ

1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكَاةَ فِيهِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مال حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ وَلَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ صُفِّهَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِي عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيَكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا رُدَّتْ أُعِيدَتْ لَهُ۔ (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سونے چاندی کے شرعی نصاب کا مالک ہو اور وہ اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے اس سونے اور چاندی کی سلیں بنائی جائیں گی اور انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان آتشیں سلوں سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر دوزخ کی آگ میں تپا کر داغا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاةَ مِثْلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ شُجَاعًا أَفْرَعُ لَهُ زَبِيَّتَانِ يَطْوِقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْدِ مِيتِهِ يَعْنِي شِدْقِيهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالِكُ أَنَا كَنْزُكَ تَلَاوَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ

شَرُّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ (بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو خدائے تعالیٰ نے مال عطا کیا تو اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس کے مال کو قیامت کے دن گنجنے سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پارہ ۴ رکوع ۹ کی آیت کریمہ تلاوت کی وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ (الآخر) یعنی اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو خدائے تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی (تو انجام کار) ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں گے بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ عنقریب وہ مال کہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق ہوگا۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفْرِمُهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُطْلَبُهُ حَتَّى يَلْقَاهُ أَصَابِعُهُ۔ (احمد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنے گا۔ اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کو ڈھونڈتا پھرے گا یہاں تک کہ اس کو پا لے گا اور اس کی انگلیوں کو لقمہ بنائے گا۔“

5- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ اتَّيَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَفِي أَيْدِيهِمَا سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُمَا اتَّوَدَّيَا زَكَاةَ قَالَتَا لَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اتَّحَيَّانِ أَنْ يَسُوزَ كَمَا اللَّهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَتَا لَا قَالَ فَادَّيَا زَكَاةَ۔ (ترمذی)

”حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کیا تم ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ

خدائے تعالیٰ تم کو آگ کے دو کنگن پہنائے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر ان کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔

6- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نَعْدُ لِلْبَيْعِ۔ (ابوداؤد)

”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہم کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم تجارت کے لیے تیار کی جانے والی چیزوں کی زکوٰۃ نکالا کریں۔“

7- عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ عِنْدَنَا كِتَابُ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّمَا أَمْرُهُ يَا خُذْ الصَّدَقَةَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ۔

(شرح النسہ، مشکوٰۃ)

”حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پاس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا وہ خط موجود ہے جسے حضور ﷺ نے انہیں بھیجا تھا۔ راوی نے کہا کہ حضور ﷺ نے معاذ بن جبل کو حکم فرمایا تھا کہ وہ گیہوں، جو، انگو را اور کھجور کی پیداوار میں (مسلمانوں سے) زکوٰۃ وصول کریں۔“

انتباہ

1- زکوٰۃ کے سلسلہ میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تو لے چاندی یا ساڑھے

سات تو لے سونے کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامان تجارت کا

مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجتِ اصلیہ سے زائد اور قرض سے فارغ ہوں۔ (۱)

2- زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے (بہارِ شریعت) اور فتاویٰ

عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۶۰ میں ہے۔ تعجب علی الفور عند الحول حتی

بائتم بتاخير من غير عذر

3- زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں لگایا جاسکتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری

جلد اول مصری صفحہ ۱۷۱ میں ہے۔ لا يجوز ان يبنى بالزکوۃ المسجد و کذا

2- مالک نصاب کی یہ تعریف اموال بالحنہ کے لحاظ سے ہے۔ ۱۲۱

الحج و كُلُّ مَا لَا تَمْلِكُ فِيهِ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكْفَنَ بِهَا مِيتَ وَلَا يَقْضَىٰ بِهَا
دين الميت كذا في التبيين ملخصا

4- مالِ زکوٰۃ سے اگر مسجد اور مدرسہ وغیرہ کی تعمیر میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی غریب آدمی کو دے دیں پھر وہ صرف کرے تو ثواب دونوں کو ملے گا۔

(رد المحتار، بہار شریعت)

5- وہابیہ زمانہ کہ توہینِ خدا و تنقیصِ شانِ رسالت کرتے ہیں جن کو اکابرِ حرمین طہیین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں زکوٰۃ دینا حرام اور سخت حرام ہے اور اگر دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔ (بہار شریعت)

6- گیہوں، جو، جوار، باجرہ، دھان اور ہر قسم کے غلے، اسی، کسم، اخروٹ بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربوزہ، تربوز، کھیرا، ککڑی، بینگن اور ہر قسم کی ترکاریاں سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ (عائگیری، بہار شریعت)

7- جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چر سے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے اور اگر پانی خرید کر آبپاشی کی تب بھی بیسواں حصہ واجب ہے۔ (1)

(در مختار، رد المحتار)

8- جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہو اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر دیا جائے گا۔ کھیتی کے اخراجات یعنی ہل، بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ کی قیمت، ان میں سے کوئی خرچ بھی عشر میں سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

(در مختار، بہار شریعت)

صدقہ فطر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى

کنویں اور ٹیوب دہل سے سیراب کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ (تابش)

الصَّلَاةِ - (بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے واجب ٹھہرایا صدقہ فطر کو غلام، آزاد، مرد، عورت بچے اور بوڑھے ہر مسلمان پر، ایک صاع جو یا کھجور، اور حکم فرمایا کہ نماز (عید) کے لیے نکلنے سے پہلے اس کو ادا کیا جائے۔“

2- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي آخِرِ رَمَضَانَ أَخْرِجُوا صَدَقَةَ صَوْمِكُمْ قَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الصَّدَقَةُ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قُمُحٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ مَمْلُوكٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ -

(ابوداؤد، نسائی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو۔ کیونکہ حضور ﷺ نے اس صدقہ کو ہر مسلمان پر مقرر فرمایا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا، ہو یا بڑا۔ ہر ایک کی طرف سے صاع کھجور یا جو یا نصف صاع گیہوں۔“

3- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ أَوْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صَغِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قُمُحٍ عَنْ كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ وَعَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى أَمَّا غَنِيَّتُكُمْ فَيُزَكِّيهِ اللَّهُ وَأَمَّا فَقِيرُكُمْ فَيُرَدُّ عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِمَّا أَعْطَاهُ - (ابوداؤد)

”حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابو صغیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک صاع گیہوں دو آدمی کی طرف سے کافی ہے خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت۔ خدائے تعالیٰ اس کی بدولت تمہارے غنی کو پاک کرتا ہے فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا کہ اس نے دیا ہے۔“

4- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهْرَ الصِّيَامِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ - (ابوداؤد)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے صدقہ فطر اس لیے مقرر فرمایا تاکہ لغو اور بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کے لیے خوراک ہو جائے۔“

5- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُنَادِيًا فِي فِجَاحِ مَكَّةَ أَلَا إِنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى حُرًّا أَوْ عَبْدًا صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا۔ (ترمذی)

”حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ شریف کی گلیوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، نابالغ ہو یا بالغ۔“

انتباہ

1- صدقہ فطر مالک نصاب پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے نکالے جبکہ بچہ مالک نصاب نہ ہو اور اگر ہو تو بچہ کو صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔ (درمختار، بہار شریعت)

2- صدقہ فطر کے مسئلے میں مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو۔ یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہوں۔

3- صدقہ فطر واجب ہونے کیلئے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر مثلاً سفر، مرض بڑھا پے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (بہار شریعت)

اور جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۷۷ میں ہے۔ تجب الفطرة وان افطر عامدا۔ پھر دوسط کے بعد ہے۔ من افطر لكبرا ومرض او يلزمه صدقة الفطر۔

4- اگر باپ غریب ہو یا مر گیا تو دادا پر اپنے غریب یتیم پوتے کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ درمختار باب صدقة الفطر میں ہے۔ والجدة كالاب عند فقده او فقره۔

5- گیہوں، جو، کھجور اور منقہ کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہیں مثلاً چاول، باجرہ، اور کوئی غلہ تو آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا۔

(بہار شریعت)

6- عید کے دن طلوع فجر کے بعد عید گاہ سے پہلے صدقہ فطر نکالنا مستحب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۸۰ میں ہے کہ والمستحب للناس ان يخرجوا لفطرة بعد طلوع الفجر يوم الفطر قبل الخروج الى المصلى كذا في الجوهرۃ النيرة۔

7- ماہ رمضان اور رمضان سے پیشتر صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۷۹ میں ہے۔ ان قدموها على يوم الفطر جاز ولا تفصيل بين مدة ومدة وهو الصحيح۔ اور در مختار میں ہے۔ صح ادائوها اذ قدمه على يوم الفطر او آخره۔

8- صاع کا وزن تین سوا کیا دن ۳۵۱ روپیہ بھر ہے یعنی انگریزی سیر سے چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ بھر۔ اور نصف صاع ایک سوساڑھے پچھتر (175.5) روپیہ بھر ہے یعنی دو سیر تین چھٹانک آٹھ آنہ بھر۔ اس لیے کہ صاع وہ پیمانہ ہے جس میں آٹھ رطل اناج آئے۔ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۳۹ میں ہے۔ صاع کيل يسع فيه ثمانية ابطال اور ایک رطل نصف من ہے۔ شامی جلد دوم صفحہ ۷۹ میں ہے والرطل نصف من تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں چار من اناج آئے۔ من کو بد بھی کہتے ہیں جیسا کہ رد المحتار جلد دوم صفحہ ۷۹ پر ہے۔ المد والمن سواء كل منهما ربع صاع اور من جس کو بد بھی کہتے ہیں چالیس استار کا ہوتا ہے اور ہر استار ساڑھے چار (4.5) مثقال تو ہر من ایک سوا سی 180 مثقال کا ہوا۔ شرح وقایہ جلد اول میں صفحہ 240 میں ہے۔ ان المن اربعون استار ووالا ستار اربعة مثاقيل ونصف مثقال فالمن مائة وثمانون مثقالا۔ تو صاع وہ پیمانہ ہوا جس میں (4 من 180X مثقال = 720 مثقال) سات سو بیس مثقال اناج آئے۔ پھر اناج ہلکے بھاری بھی ہوتے ہیں۔ صاع کی تقدیر

میں کس اناج کا اعتبار ہے؟ تو بعض ائمہ نے ماش وعدس یعنی مسور اور ارد کا اعتبار کیا ہے۔ اور صدر الشریعہ صاحب شرح وقایہ نے فرمایا کہ ماش وعدس گہوں سے بھاری ہوتے ہیں لہذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی سات سو بیس مثقال گہوں آئے بڑا ہو گا لہذا زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ گہوں کا اعتبار کیا جائے۔ صدر الشریعہ رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے۔ الماش اثقل من الحنطة والحنطة من الشعير فالمكيال الذي يملأ بثمانية ارطال من المج يملأ باقل من ثمانية ارطال من الحنطة الجيدة المكتنزة فلا حوط فيه ان يفدر الصاع بثمانية ارطال من الحنطة الجيده (شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۳۹) اور چونکہ گہوں جو سے بھاری ہوتا ہے لہذا وہ پیمانہ کہ جس میں آٹھ رطل یعنی سات سو بیس 720 مثقال جو آئے بڑا ہو گا اس لئے علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ نے صاحب شرح وقایہ کی اس احتیاط کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا سب سے زیادہ احتیاط یہ ہے کہ جو کا اعتبار کیا جائے بلکہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ بعض علماء نے حاشیہ زیلعی سے نقل کیا ہے کہ حرم شریف مکہ معظمہ کے مشائخ موجودین و سابقین کا عمل اور فتویٰ اسی پر ہے کہ صاع کی تقدیر میں جو کا اعتبار کیا جائے جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۸۰ پر ہے۔

ولكن على هذا الاحوط تقديره بالشعير ولهذا نقل بعض المحشين عن حاشية الزيلعي للسعيد محمد امين مير غني ان الذي عليه مشايخنا بالحرم الشريف النمكي ومن قبلهم من مشايخهم وبه كانوا يفتون تقديره بثمانية ارطال من الشعير لعل ذلك ليحا طوافي الخروج عن الواجب بيقين لما في مبسوط السرخسي من ان الاخذ بلا احتياط في باب العبادات واجب اه فاذا قدر بذلك فهو يسع ثمانية ارطال من العدس ومن الحنطة ويزيد عليها البتة بخالف العكس فالذا كان تقدير الصاع بالشعير احوط۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صاع وہ پیمانہ ہے کہ جس میں سات سو بیس ۷۲۰ مثقال جو آئیں اسی میں سب سے زیادہ احتیاط ہے اور یہی حرم شریف مکہ معظمہ کے مشائخ کا معمول و مفتی بہ ہے اور مثقال

کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (720 مثقال $4.5 \times$ ماشہ = 3240) سات سو بیس مثقال یعنی تین ہزار دو سو چالیس ماشے جو آئیں۔ پھر چونکہ بارہ ماشے کا تولہ ہوتا ہے تو صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (3240 ماشے $\div 12 = 270$ تولے) تین ہزار دو سو چالیس ماشے یعنی 270 تولے جو آئیں۔ اور چونکہ ایک روپیہ کا وزن سوا گیارہ ماشے ہوتا ہے ان لئے صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں (3240 ماشے $\div 11 \frac{1}{4}$ ماسے = 288 روپیہ بھر) تیس سو چالیس ماشے یعنی دو سو اٹھاسی روپیہ بھر جو آئیں۔ اور نصف صاع وہ پیمانہ ہوا کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئیں پھر چونکہ گیبوں جو سے بھاری ہوتا ہے تو جس پیمانہ میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو آئے گا اسی پیمانہ میں گیبوں ایک سو چوالیس روپیہ سے زیادہ آئے گا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تجربہ کیا تو وہ پیمانہ کہ جس میں ایک سو چوالیس روپیہ بھر کے جو آئے اسی پیمانہ میں ایک $175 \frac{1}{2}$ روپیہ اٹھنی بھر گیبوں آئے۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول لاہوری صفحہ ۱۴۵ میں ہے کہ فقیر نے ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۷۷ھ کو نیم صاع شعیری کا تجربہ کیا جو ٹھیک چار رطل جو کا پیمانہ تھا اس میں گیبوں برابر ہموار سطح بھر کر تولے تو ایک سو چوالیس روپیہ بھر جو کی جگہ ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر گیبوں آئے تو نصف صاع گیبوں صدقہ فطر کا وزن ایک سو پچھتر روپیہ آٹھ آنہ بھر ہوا جو انگریزی سیر سے دو سیر تین چھٹانک اور آٹھ آنے بھر ہے اس لئے کہ انگریزی سیر اسی ۸۰ روپیہ بھر ہے یعنی پورے پچھتر تولے کا ہے۔ (منظر الفتاویٰ) اور نئے پیمانے سے نصف صاع گیبوں کا وزن ۲ کلو گرام $123/160$ 46 کلو گرام یعنی دو کلو اور تقریباً 47 گرام ہوگا کیونکہ اسی ۸۰ روپیہ بھر کا سیر نو سو تینتیس ۹۳۳ گرام کا ہوتا ہے۔ یہیں سے یہ بات متحقق ہو گئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک جنایت احتیاط اور اعلیٰ درجہ تحقیق پر مبنی ہے۔

سخی اور بنخیل

1- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَنْ يَتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِي حَبْلِهِ

يَدْرُهُمْ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ عِنْدَ مَوْتِهِ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کا اپنی زندگی کے ایام میں صدقہ کرنا مرنے کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّخِيُّ قَرِيبٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِيلُ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ بَعِيدٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِيدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيبٌ مِنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے جنت سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور جنت سے دور لو لو! سے دور ہے اور بہنم کے قریب ہے اور جاہل سخی خدا کے نزدیک عبادت گزار بخیل سے کہیں بہتر ہے۔“

3- عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَبٌّ وَلَا بَخِيلٌ وَلَا مَنَانٌ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکار اور بخیل جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ وہ شخص جو خیرات دے کر اٹھان جٹائے۔“

4- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ الْبُخْلُ وَسُوءُ الْخُلُقِ۔ (ترمذی)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن میں دو باتیں یعنی بخل اور بد خلقی جمع نہیں ہوتیں۔“

5- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَمَتَّ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَاتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذَرَنِي النَّاسُ قَالِ

فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَدْرُهُ وَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا حَسَنًا قَالَ فَاتَى
الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْإِبِلُ أَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَكَّ اسْحَاقُ إِلَّا أَنَّ
الْأَبْرَصَ أَوِ الْأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا الْإِبِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَأُعْطِيَ
ثَاقَةً عَشْرَاءَ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا قَالَ فَاتَى الْأَقْرَعَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ
أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّي هَذَا الَّذِي قَدْ قَدَّرَنِي النَّاسُ
قَالَ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا قَالَ فَاتَى الْمَالِ
أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ الْبَقَرُ فَأُعْطِيَ بَقْرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِيهَا قَالَ
فَاتَى الْأَعْمَى فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ أَنْ يُرَدَّ اللَّهُ بَصْرِي
فَأَبْصُرِيهِ النَّاسُ فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللَّهُ بَصْرَهُ قَالَ فَاتَى الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ
قَالَ الْغَنَمُ فَأُعْطِيَ شَاةً وَالِدًا فَانْتَجَ هَذَانِ وَوَلَدَ هَذَا فَكَانَ لِهَذَا وَادٍ مِنَ
الْإِبِلِ وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ وَلِهَذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ
فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مُسَكِينٌ قَدْ انْقَطَعَتْ لِي الْحِبَالُ فِي
سَفَرِي فَلَا بَلَاعَ لِي الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَى بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ
الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالِ بَعِيرًا أَتَبْلُغُ بِهِ فِي سَفَرِي فَقَالَ الْحَقُوقُ
كَثِيرَةٌ فَقَالَ إِنَّهُ كَانَتِي أَعْرِفُكَ أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَفْذُرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا
فَأَعْطَاكَ اللَّهُ فَقَالَ إِنَّمَا وَرِثْتُ هَذَا الْمَالِ كَكَابِرًا عَنْ كَكَابِرٍ فَقَالَ إِنْ
كُنْتُ كَكَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتُ قَالَ وَاتَى الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ فَقَالَ
لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَى هَذَا فَقَالَ أَنْ كُنْتُ كَكَاذِبًا
فَصَيَّرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتُ وَاتَى الْأَعْمَى فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ رَجُلٌ
مُسَكِينٌ وَابْنُ سَبِيلٍ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاعَ لِي الْيَوْمَ
إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَكَى بِكَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصْرَكَ شَاةً أَتَبْلُغُ بِهَا فِي
سَفَرِي فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيَّ بَصْرِي فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ
مَا شِئْتَ فَوَاللَّهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلَّهِ فَقَالَ أَمْسِكْ مَا لَكَ
فَإِنَّمَا ابْتَلَيْتُمْ فَقَدَّرَ ضَيَّ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ - (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، اور تیسرا اندھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینا چاہا اور ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ سب سے پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھے سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے اس نے کہا کہ اچھا رنگ اور خوبصورت جلد اور اس عیب کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ سن کر فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا اور اس کا کوڑھ زائل ہو گیا اور اس کے جسم کا رنگ نکھر گیا اور جلد خوش رنگ ہو گئی اس کے بعد فرشتہ نے کہا کہ تجھ کو کس قسم کا مال پسند ہے؟ اس نے اونٹ کہا یا گائے (حدیث کے راوی حضرت اسحاق کو شک ہے کہ اس نے اونٹ کہا یا گائے) بہر حال کوڑھی اور گنچے میں سے ایک نے اونٹ بتلائے اور دوسرے نے گائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کی خواہش کے مطابق اس کو حاملہ اونٹیاں دی گئیں اور فرشتہ نے اس کو یہ دعا دی کہ خدا تیرے لیے ان میں برکت عطا فرمائے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ گنچے آدمی کے پاس آیا اور پوچھا کہ تجھ کو کون سی چیز پسند ہے اس نے کہا کہ خوبصورت بال اور اس عیب کا دور ہو جانا جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یعنی گنچاپن۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کا گنچاپن زائل ہو گیا اور خوبصورت بال اسے عطا کئے گئے پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو کون سا مال پسند ہے اس نے کہا گائیں۔ چنانچہ اس کو گائیں عطا کر دی گئیں اور فرشتہ نے دعا دی کہ خدا تیرے اس مال میں برکت دے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور پوچھا تجھ کو کونسی چیز بہت پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ میری بینائی مجھ کو واپس کر دے تاکہ میں اپنی آنکھوں سے لوگوں کو دیکھوں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور خدا نے اس کو بینائی مرحمت فرمادی پھر فرشتہ نے اس سے پوچھا کس قسم کا مال تجھ کو پسند ہے؟ اس نے کہا کہ بکریاں چنانچہ اس کو زیادہ بچے دینے والی بکریاں دی گئیں۔ پس ان تینوں کے مال میں

خدا نے برکت دی اور کوڑھی اور گنچے کے اونٹوں اور گائیوں سے جنگل بھر گئے اور اندھے کی بکریوں کے ریوڑ وادیوں میں نظر آنے لگے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد فرشتہ کوڑھی کی صورت میں اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میرا وسیلہ سفر مفقود ہے اب منزل مقصود تک پہنچنا خدا کی مہربانی اور تیری مدد سے ہو سکتا ہے پس میں تجھ سے اس کی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو اچھا رنگ اچھی جلد اور مال دیا ہے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچ جاؤں کوڑھی نے اس کے جواب میں کہا کہ میرے اوپر بہت سے حقوق ہیں (اتنی گنجائش نہیں ہے کہ میں تیری کچھ مدد کر سکوں) فرشتے نے اس کے جواب میں کہا میں گویا تجھ کو پہچانتا ہوں تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور تو فقیر تھا۔ خدا نے تجھے مال دیا۔ کوڑھی نے کہا یہ مال مجھ کو نسلًا بعد نسل اپنے خاندان سے (وراثت میں) ملا ہے۔ فرشتہ نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر فرشتہ گنچے کی صورت میں اسی گنچے آدمی کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا جو کوڑھی نے جواب دیا تھا تو فرشتے نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مرد مسکین اور مسافر ہوں میرا سامان سفر جاتا رہا، پس اب منزل مقصود تک پہنچنا خدا کی عنایت سے پھر تیرے ذریعہ ممکن ہے تو میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تجھ کو دوبارہ بینائی بخشی ہے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس کے ذریعہ اپنا سفر پورا کر لوں۔ اندھے نے یہ سن کر کہا کہ بے شک میں اندھا تھا خدا نے میری بینائی مجھ کو واپس بخشی پس تجھ کو جس قدر چاہئے لے جا اور جس قدر تیرا جی چاہے چھوڑ جا۔ قسم ہے خدا کی میں تجھ کو تکلیف نہیں دوں گا اس چیز کو واپس کرنے کی جو تو لے گا۔ فرشتے نے یہ سن کر کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو تم لوگوں کا امتحان لیا گیا تھا خدا تجھ سے راضی اور خوش ہوا۔ اور تیرے ساتھیوں سے خدائے تعالیٰ ناراض ہوا۔

بھیک مانگنا کیسا ہے؟

- 1- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُضْعَةٌ لَحْمٍ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم نے فرمایا کہ جو آدمی ہمیشہ لوگوں سے بھیک مانگتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہوگی یعنی نہایت بے آبرو ہو کر آئے گا۔“

- 2- عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَآنَ يَا خُذْ أَحَدُكُمْ حَيْلَهُ فَيَأْتِيَ بِحُزْمَةٍ حَطَبٍ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَبِيعُهَا فَيَكْفِيَ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ۔ (بخاری)

”حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنی رسی لے کر اور لکڑیوں کا ایک گٹھا پیٹھ پر لا کر لائے اور ان کو بیچے اور اللہ تعالیٰ بھیک مانگنے کی ذلت سے اس کے چہرے کو بچائے تو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ لوگوں سے بھیک مانگے اور وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔“

- 3- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعْفُفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ الْيَدِ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ الْمُنْفِقَةُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ صدقہ اور بھیک مانگنے سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا۔“

- 4- عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلُ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ أَبْقَى عَلَى وَجْهِهِ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ فِي أَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بَدَأً۔

(ابوداؤد، ترمذی)

”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بھیک مانگنا ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی بھیک مانگ کر اپنے منہ کو نوچتا ہے تو جو چاہے اپنے منہ پر خراش کو نمایا کرے اور جو چاہے اس سے اپنا چہرہ محفوظ رکھے۔ ہاں اگر آدمی صاحب سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اس سے چارہ کار نہ ہو تو جائز ہے۔“

5- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكْثُرًا فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيُسْتَقِلْ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ۔ (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کیلئے بھیک مانگتا ہے وہ گویا انگارہ مانگتا ہے تو اس کو اختیار ہے کہ بہت مانگے یا کم مانگے۔“

انتباہ

1- آج کل بہت سے لوگوں نے بھیک مانگنا اپنا پیشہ بنالیا ہے۔ گھر میں ہزاروں روپے ہیں، ہل بیل والے ہیں کھیتی کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے حالانکہ ایسے لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے۔ اور ان کو بھیک دینے والے گنہگار ہوتے ہیں۔ لَآ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ لَا تَعَاوَنُوا عَلٰی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (پارہ ۶ رکوع ۵)

2- ڈھول، ہار موہنیم، سارنگی بجانے والوں اور گانے والوں کو بھیک دینا منع ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۳۰ میں ہے۔ ”بنایداد سائے را کہ طبل زدہ برور ہامی گرد و دوطرب را کہ از ہمہ انجش ست۔“

3- آج کل اکثر اندھے، لولے، لنگڑے، اپاچ کو بھیک نہیں دیتے اور گانے والی جوان نامحرم عورتوں سے گانا سنتے ہیں اور انہیں بھیک دیتے ہیں یہ سخت ناجائز اور حرام ہے۔



کتاب الصوم

روزہ

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فَتُحْتُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ فَتُحْتُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ وَفِي رِوَايَةٍ فَتُحْتُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔

(بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ کشادہ شدن درہائے آسمان کنایت از پیافے فرستادن رحمت و صعود اعمال بے مانع و اجابت دعا۔ و کشادہ شدن درہائے بہشت از بذل توفیق و حسن قبول۔ و بستہ شدن درہائے دوزخ از تنزیہ نفوس روزہ داران از آلودگی فواحش و تخلص از بواعث معاصی و قمع شہوات و در زنجیر کردن شیاطین از بستہ شدن طرف معاصی و وساوس۔ (المعانی جلد ۲ صفحہ ۷۷)

یعنی آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پے در پے رحمت کا بھیجا جانا اور بغیر کسی رکاوٹ کے بارگاہ الہی میں اعمال کا پہنچانا اور دعا کا قبول ہونا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جانے کا معنی ہے نیک اعمال کی توفیق اور حسن قبول عطا فرمانا۔ اور دوزخ کے دروازے بند کیے جانے کا مطلب ہے کہ روزہ داروں کے نفوس کو منوعات

شرعیہ کی آلودگی سے پاک کرنا اور گناہوں پر ابھارنے والی چیزوں سے نجات پانا اور دل سے لذتوں کے حصول کی خواہشات کو توڑنا اور شیاطین کو زنجیروں کو جکڑ دیئے جانے کا معنی ہے برے خیالات کے راستوں کا بند ہو جانا۔

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی امید سے روزہ رکھے گا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں قیام یعنی عبادت کرے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے شب قدر میں قیام کرے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِي مُنَادٍ يَا بَاغِيَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ وَلِلَّهِ عِتْقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اور شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں (پھر رمضان بھر) ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کے طلب کرنے والے۔ متوجہ ہو اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز رہ۔ اور اللہ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے

آزاد کرتا ہے اور ہر رات ایسا ہوتا ہے۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تَفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ وَتُغْلَقُ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ لِلَّهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مِنْ حُرْمِ خَيْرِهَا فَقَدْ حُرِّمَ۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان آیا یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو طوق پہنائے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ بے شک محروم ہے۔“

5- عَنْ سُلَيْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظْلَكُكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ آدَى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَمَنْ آدَى فَرِيضَةً فِيهِ كَانَ كَمَنْ آدَى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرِ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمَوَاسَاةِ وَشَهْرُ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةٌ لِلذُّنُوبِ وَعِتْقٌ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نَفْطُرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْطَى اللَّهُ هَذَا الثَّوَابُ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا عَلَٰ مَذْقَةٍ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللَّهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةٍ لَا يَظْمَأُ حَتَّىٰ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرُ أَوَّلِهِ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكٍ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَاعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ۔ (بخاری)

”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر میں وعظ فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا برکت والا مہینہ آیا۔ وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام کرنا (نماز پڑھنا) تطوع یعنی نفل قرار دیا ہے جو اس میں نیکی کا کوئی کام یعنی عبادت کرنے تو ایسا ہے جیسے اور مہینہ میں فرض ادا کیا۔ اور جس نے ایک فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ غم خواری کا مہینہ ہے اور اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن دوزخ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس میں افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی واقع ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے سیراب کرے گا۔ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے گا یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اس کا درمیانی حصہ مغفرت ہے اور اس کا آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اور جو اپنے غلام پر اس مہینہ میں تخفیف کرے یعنی کام لینے میں کمی کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمائے گا۔“

6- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يُغْفَرُ لَأُمَّتِهِ فِيْ آخِرِ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ قَالَ لَا وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُؤَقِّىْ أَجْرَهُ إِذَا قَضَىْ عَمَلَهُ (احمد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی اخیر رات میں اس امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ وہ شب قدر ہے؟

فرمایا نہیں۔ لیکن کام کرنے والوں کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے جب وہ کام پورا کرے۔“

7- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ ذَرَعَهُ الْفَقْرُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَمَنْ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلَيْقُضْ - (ترمذی، ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو روزہ کی حالت میں خود بخود آجائے اس پر قضا واجب نہیں۔ اور جو قصداً آئے کرے اس پر قضا واجب ہے۔“

8- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ لَمَّ يَدْعُ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلِ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدْعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ - (بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص (روزہ رکھ کر) بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے خدا نے تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔“

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”اس کنایت سے از عدم قبول یعنی مقصود از ایجاب صوم و شریعت آن ہمیں گرسنگی و تشنگی نیست بلکہ کسر شہوت و اطفائے نائرہ نفسانیت است تا نفس از امارگی برآید و مطمئن گردد۔“

یعنی مطلب یہ ہے کہ روزہ قبول نہ ہوگا اس لئے کہ روزہ کے مشروع اور واجب کرنے کا مقصد یہی بھوک اور پیاس نہیں ہے بلکہ لذتوں کی خواہشات کا توڑنا اور خود غرضی کی آگ بجھانا مقصود ہے تاکہ نفس خواہشات کی جانب راغب ہونے کے بجائے حکم الہی پر چلنے والا ہو جائے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۸۵)

9- عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمَحْبِقِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ لَهُ حَمُولَةٌ تَأْوِي إِلَيَّ شَبْعٌ فَلْيَصُمْ رَمَضَانَ حَيْثُ أَذْرَكَهُ - (ابوداؤد)

”حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ایسی سواری ہو جو آرام سے منزل تک پہنچا دے تو اس کو چاہئے کہ روزہ رکھے جہاں بھی

رمضان آئے۔

10- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْكُفَيْي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمَوْضِعِ وَالْحَبْلَى۔

(ابوداؤد ترمذی)

”حضرت انس بن مالک کعبی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (شرعی) مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی مسافر چار رکعت والی نماز دو پڑھے) اور مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت سے روزہ معاف کر دیا (یعنی ان لوگوں کو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھیں بعد میں قضا کر لیں)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ: ”الافطار مريض وحملی رابر تقدیرے است کہ اگر زیاں کند بچہ رایا نفس ایشاں را (امعاء جلد ۲ صفحہ ۹۴) یعنی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو روزہ رکھنے کا۔ اس صورت میں ہے کہ بچے کو یا خود اس کو اس کے روزہ سے نقصان پہنچے۔ (ورنہ رخصت نہیں ہے)۔

11- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔ (مسلم)

”حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کا روزہ رکھا پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا ہمیشہ روزہ رکھا۔“

12- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ۔ (مسلم)

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال اگلے اور ایک سال پچھلے گناہ دور کر دے گا۔“

واضح ہو کہ عرفہ کا روزہ میدان عرفات میں منع ہے۔ (بہار شریعت)

13- عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ أَرَبْعٌ لَمْ تَكُنْ يَدْعُهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ صِيَامُ عَاشُورَاءَ وَالْعَشْرِ وَثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ - (نسائي)

”حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ چار چیزیں ہیں جنہیں حضور ﷺ نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشور کا روزہ، ذی الحجہ کے روزے (ایک سے نو تک) ہر مہینہ کے تین روزے دور کعتیں فجر کی فرض سے پہلے۔“

14- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَارْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ - (ترمذی، نسائی)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ذر! جب (کسی) مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا ہو تو تیرہ ۱۳، چودہ ۱۴ اور پندرہ ۱۵ کو (روزہ) رکھو۔“

انتباہ

1- یکم شوال اور ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

(طحاوی صفحہ ۳۸۷، در مختار، رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۸۶)

2- احتلام ہو جانے یا ہمبستری کرنے کے بعد غسل نہ کیا اور اسی حالت میں پورا دن گزار دیا تو وہ نمازوں کو چھوڑ دینے کے سبب سخت گنہگار ہوگا مگر روزہ ادا ہو جائے گا۔ بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ میں ہے۔ لو اصبیح جنبا لا یضرہ کذا فی المحيط اور فتاویٰ عالمگیری اور جلد اول مصری صفحہ ۱۸۲ میں مَنْ اصبیح جنبا او احتل فی النہار لم یضرہ کذا فی المحيط السرخسی۔

3- مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو تو روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔ اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے۔ یا اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے۔ یا کسی سنی مسلمان طبیب حاذق مستورا الحال یعنی غیر فاسق نے اس کی خبر دی ہو۔ اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ، نہ اس قسم کے طبیب نے بتایا بلکہ کسی کافر یا فاسق یا بد مذہب ڈاکٹر یا طبیب کے کہنے سے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۱۲، بہار شریعت)

4- جو شخص رمضان میں بلا عذر اعلانیہ قصداً کھائے تو سلطان اسلام اسے قتل کر دے۔

(شامی، بہار شریعت)

5- معتکف کے سوا دوسروں کو مسجدوں میں روزہ افطار کرنا کھانا پینا جائز نہیں۔

(در مختار، فتاویٰ رضویہ)

لہذا دوسرے لوگ اگر مسجد میں افطار کرنا چاہتے ہیں تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائیں کچھ ذکر یا درود شریف پڑھنے کے بعد اب کھانی سکتے ہیں مگر اس صورت میں بھی مسجد کا احترام ضروری ہے۔ آج کل بمبئی وغیرہ کی اکثر مساجد میں بلکہ بعض دیہاتوں میں بھی افطار کے وقت مسجدوں کی بڑی بے حرمتی کرتے ہیں جو ناجائز و حرام ہے۔ امام اور متولیان مسجد کو اس امر پر توجہ کرنا ضروری ہے ورنہ قیامت کے دن ان سے سخت باز پرس ہوگی۔

رویت ہلال

1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَقْدِرُوا لَهُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور جب تک چاند نہ دیکھ لو افطار نہ کرو۔ اور اگر ابری یا غبر ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو (تیس دن کی) مقدار پوری کر لو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ بھی انیس دن کا ہوتا ہے پس تم جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو اور اگر تمہارے سامنے ابری یا غبار ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کر لو۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ”قول منجمین نامقبول و نامعتبرست در شرع و اعتماد بر آن نہ توان کرد و آنحضرت ﷺ و اصحاب و اتباع رضی اللہ عنہم و سلف و خلف برین بدان عمل نمودہ اند و اعتبار کردہ اند۔“

یعنی شرع میں نجومیوں کا قول نامقبول و غیر معتبر ہے، اس پر بھروسہ نہیں کر سکتے۔ اور حضور ﷺ صحابہ کرام و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ نیز سلف و خلف مجید اللہ نے اس پر عمل نہیں کیا اور نہ اعتبار فرمایا۔

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صُومُوا لِرُؤْيَيْهِ وَأَقِطُوا لِرُؤْيَيْهِ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمَلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس تک پوری کر لو۔“

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْهَلَالَ يَعْنِي هِلَالَ رَمَضَانَ فَقَالَ أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَا بِلَالُ أَذِنُ فِي النَّاسِ أَنْ يَصُومُوا غَدًا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک اعرابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ عرض کیا ہاں فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”دوہ حدیث دلیل ست بر آنکہ ایک مرد مستور الحال یعنی آنکہ فسق او معلوم نہ باشد مقبول سنت خبر وے در ماہ رمضان و شرط نیست لفظ شہادت۔ (افندۃ الممعات جلد ۲ صفحہ ۷۹)“

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک مرد مستور الحال یعنی جس کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو اس کی خبر ماہ رمضان میں مقبول ہے لفظ شہادت کی شرط نہیں

انتباہ

1- چاند کے ثبوت کی چند صورتیں ہیں:

اول: چاند کی خبر ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو تو ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی خبر سے رمضان المبارک کا چاند ثابت ہو جائے گا اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں باوصاف مذکورہ ایک شخص کا آبادی سے باہر کھلے میدان میں یا بلند مکان پر دیکھنا کافی ہے ورنہ کثیر جماعت چاہئے جو اپنی آنکھ سے چاند کا دیکھنا بیان کرے باقی گیارہ مہینوں کے چاند کے لیے مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں دو لوگوں کی گواہی ضروری ہے مطلع صاف ہونے کی صورت میں اتنی بڑی جماعت درکار ہے جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً مشکل ہو۔ درمختار مع رد المختار جلد دوم صفحہ ۹۳ میں ہے۔ قُبِلَیْ بِلَا دَعْوَى وَ بِلَا لَفْظِ اشْهَدَ وَ حُكْمٍ وَ مَجْلِسُ قَضَاءٍ لِلصُّومِ مَعَ عِلَّةٍ كَفِيمٍ وَ غِبَارُ خَيْرٍ عَدِلٍ اَوْ مُسْتَوْرٍ لَا فَاسِقٍ اِتِّفَاقًا۔ ملخصاً پھر اس کتاب کے صفحہ ۹۵ پر ہے۔ قُبِلَ بِلَا عِلَّةٍ جَمْعٌ عَظِيمٌ يَقَعُ الْعِلْمُ الشَّرْعِيُّ وَهُوَ غَلْبَةُ الظَّنِّ بِخَبَرِهِمْ۔ وَصَحَّحَ فِي الْاِقْضِيَةِ اِلَّا كِتْفَاءً بِوَاحِدٍ اِنْ جَاءَ مِنْ خَارِجِ الْبَلَدِ اَوْ كَانَ عَلَى مَكَانٍ مَرْتَفِعٍ وَ اخْتَارَهُ ظَهِيرُ الدِّينِ۔ اور بحر الرائق دوم صفحہ ۲۶۹ میں ہے۔ اَمَّا فِي هَلَالِ الْفِطْرِ وَالْاَضْحَى وَغَيْرِهِمَا مِنْ لَاهِلَةٍ فَانَّهُ لَا يَقْبَلُ فِيهَا اِلَّا شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ اَوْ رَجُلٍ وَ اِمْرَاتَيْنِ عَدُولٍ اَحْرَارٍ غَيْرِ مُحَدَّه دِينَ كَمَا فِي سَائِرِ الْاَحْكَامِ۔

دوم: شہادۃ علی الشہادۃ۔ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے جبکہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہان اصل میں سے ہر ایک دو آدمیوں سے کہیں کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا۔ پھر ان گواہان فرع میں سے ہر ایک آ کر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ انہوں نے فلاں سنہ کے فلاں مہینہ کا چاند فلاں دن کی شام کو دیکھا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ۔ درمختار مع رد المختار جلد چہارم صفحہ ۴۰۹ میں ہے۔ الشہادۃ علی الشہادۃ مقبولة وان كثرت استحسانا۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد سوم

مصری صفحہ ۲۱۰ میں ہے۔ ينبغي ان يذكر الفرع اسم الشاهد الاصل واسم ابیه وجده حتى لو ترك ذلك فالقاضي لا يقبل شهادتهما۔

سوم: شهادة على القضا۔ یعنی کسی دوسرے شہر میں قاضی شرع یا مفتی کے سامنے چاند ہونے پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا۔ اس گواہی اور حکم کے وقت دو شاہد عادل دارالقضا میں موجود تھے۔ انہوں نے یہاں آکر مفتی کے سامنے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں مفتی کے پاس گواہیاں گزریں کہ فلاں ہلال کی رویت فلاں دن کو شام ہوئی ہے اور مفتی نے ان گواہیوں پر ثبوت ہلال فلاں روز کا حکم دیا تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے جیسا کہ فتاویٰ الامام الغزی صفحہ ۶ فتح البدر جلد دوم صفحہ ۲۲۳ میں ہے۔ لو شهدوا ان قاضي بلدة كذا شهد عنده اثنان بروة الهلال في ليلة كذا وقضى بشهادتهما جاز لهذا القاضي ان يحكم بشهادتهما لان قضاء القاضي حجة وقد شهدا وبه وكذا في شرح الكنز۔

چهارم: استفاضہ۔ یعنی جس اسلامی شہر میں مفتی اسلام مرجع عوام وشیخ الاحکام ہو کہ روزہ اور عیدین کے احکام اسی کے فتویٰ سے نافذ ہوتے ہوں۔ عوام خود عید و رمضان نہ ٹھہرا لیتے ہوں وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب بیک زبان خبریں دیں کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھ کر روزہ ہوا یا عید کی گئی تو اس طرح بھی چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ لیکن صرف بازاری افواہ اڑ جائے اور کہنے والے کا پتہ نہ ہو۔ پوچھنے پر جواب ملے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں تو ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں نیز ایسا شہر جہاں کوئی مفتی اسلام نہ ہو یا ہو مگر نااہل ہو یا محقق اور معتمد ہو۔ مگر وہاں کے عوام جب چاہتے ہیں اپنی مرضی سے عید اور رمضان خود مقرر کر لیتے ہیں جیسا کہ آج کل عام طور پر ہو رہا ہے تو ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تواتر بھی قابل قبول نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۵۳) اور جیسا کہ درمختار بحث رویت ہلال میں ہے۔ لو استفاض النخبر في البلدة الاخرى لزمهم على الصحيح من المذهب مجتبیٰ وغیرہ اور شامی جلد دوم صفحہ ۹۷ پر ہے۔ قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تاتي من تلك البلدة جماعات متعددة من كل منهم يخبر عن تلك البلدة انهم صاموا عن

روية لا مجرد الشيوع من غير علم بمن اشاعه كما تدشيع اخبار يتحدث بها سائر اهل البلدة ولا يعلم من اشاعها كما ورد ان في اخر الزمان يجلس الشيطان بين الجماعة فيتكلم بالكلمة فيتحدثون بها ويقولون لا ندري من قالها فمثل هذا لا ينبغي ان يسمع فضلا عن ان يثبت به حكم اه قلت وهو كلام حسن۔

پنجم: 1۔ کمال عدت۔ یعنی جب ایک مہینہ تیس ۳۰ دن پورا ہو جائے تو دوسرے مہینہ کا چاند ثابت ہو جائے گا لیکن اگر ایک گواہ کی شہادت پر رمضان کا چاند مان لیا گیا اور اس حساب سے تیس ۳۰ دن پورے ہو گئے مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا تو یہ کمال عدت کافی نہیں بلکہ ایک روزہ اور رکھنا پڑے گا۔ درمختار رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۹۷ میں ہے۔ بعد صوم ثلثین بقول عدلین حل الفطر وبقول عدل لا لکن نقل ابن الکمال عن الذخيرة ان غم هلال الفطر حل اتفاقا ملخصا۔

2۔ اگر چاند شرعی طریقہ سے ثابت ہو جائے تو اہل مغرب کا دیکھنا اہل مشرق کے لیے لازم جیسا ہوگا کہ فتاویٰ الامام الغزی صفحہ ۵ میں ہے۔ يلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب على ما هو ظاهر الرواية عليه الفتوى كما في فتح القدير والخلاصة۔

3۔ جنتری، سے چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے۔ لا عبرة بقول الموقنين ولو عدوا على المذهب۔ اور شامی جلد دوم صفحہ ۹۲ پر ہے۔ لا يعتبر قولهم بالا جماع ولا يجوز للمنجم ان يعمل بحساب نفسه۔

4۔ اخبار، سے بھی چاند کا ثبوت ہرگز نہ ہوگا اس لئے کہ اخباری خبریں بسا اوقات گپ نکلتی ہیں اور اگر خبر صحیح بھی ہو تو بھی بغیر ثبوت شرعی کے ہرگز قابل قبول نہیں۔ فانهم لا يشهدوا بالروية ولا على شهادة غيرهم وانما حكوا روية غيرهم كذا في فتح القدير۔ (رد مختار جلد ۲ صفحہ ۹۷)

5۔ خط، خط سے بھی چاند کا ثبوت نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ایک تحریر دوسری تحریر سے مل جاتی ہے

لہذا اس سے علم یقین حاصل نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے لا یعمل بالخط ہدایہ میں ہے الخط یشبہ الخط فلا یعتبر

6- تار اور ٹیلیفون، بے اعتباری میں خط سے بڑھ کر ہیں اس لئے کہ خط میں کم از کم کاتب کے ہاتھ کی علامت ہوتی ہے تار و ٹیلیفون میں وہ بھی مفقود۔ نیز جب گواہ پردے کے پیچھے ہوتا ہے تو گواہی معتبر نہیں ہوتی اس لئے کہ ایک آواز سے دوسری آواز بھی مل جاتی ہے تو تار اور ٹیلی فون کے ذریعہ گواہی کیسے معتبر ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۳ مصری صفحہ ۳۵۷ میں ہے۔ کو سمع من وراء الحجاب لا یسمع ان بشہد لاحتمال ان یکون غیرہ اذا لنعمة تشبہ النعمة۔

7- ریڈیو اور ٹیلی ویژن، میں تار اور ٹیلیفون سے بھی زیادہ دشواریاں ہیں اس لئے کہ تار و ٹیلیفون پر سوال و جواب بھی کر سکتے ہیں مگر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ غرضیکہ نئے آلات خبر پہنچانے میں تو کام آسکتے ہیں لیکن شہادتوں میں معتبر نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے خط، تار، ٹیلی فون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی خبروں پر کچھریوں کے مقدموں کا فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ گواہوں کو حاضر ہو کر گواہی دینی پڑتی ہے۔ پھر فیصلہ ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ جب دنیوی جھگڑوں میں موجودہ کچھری کا قانون ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ گواہی ماننے کو تیار نہیں تو پھر دینی امور میں شریعت کا قانون ان کے ذریعہ گواہی کیونکر مان سکتا ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی اوپر گزر چکا ہے کہ فان غم علیکم فاکملوا العدة ثلاثین۔ یعنی اگر چاند مشتبہ ہو جائے تو تیس دن کی گنتی پوری کرو۔ (بخاری، مسلم) مگر افسوس کہ موجودہ زمانے کے بہت سے مسلمان ان میں اکثر بے نمازی و بے روزہ دار ہوتے ہیں، ٹیلیفون اور ریڈیو وغیرہ کی خبر پر ایک ہنگامہ کھڑا کر کے قیامت برپا کر دیتے ہیں۔

خدائے تعالیٰ ان نا سمجھ مسلمانوں کو اپنے نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ و علیہم اجمعین۔

8- جہاں سلطان اسلام اور قاضی شرع کوئی نہ ہو تو شہر کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ مفتی اس کا قائم مقام ہے اور جہاں کوئی مفتی نہ ہو تو عامہ مومنین کے سامنے چاند کی گواہی دی جاتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴، صفحہ ۵۴۷) اور حدیقہ ندیہ میں ہے۔ اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایۃ فالامور مؤکلة الى العلماء ويلزم الامة المرجوع اليهم و يصيرون ولاية فاذا عسر جمعهم على واحد استقل كل قطر باتباع علمائه فان كثروا فالمتبع اعلمهم فان استورا اقرع بينهم۔
یعنی جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو سب شرعی کام علماء کے سپرد ہوں گے اور تمام معاملات شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کرنا مسلمانوں پر لازم ہوگا۔ وہی علماء قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے۔ پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کی اتباع کریں۔ پھر اگر ضلع میں عالم بہت زیادہ ہوں تو جوان میں سب سے زیادہ احکام شرع جانتا ہو اس کی پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈالا جائے۔

9- بے نمازی، یا نماز پڑھتا ہو مگر ترک جماعت کا عادی ہو، داڑھی منڈے داڑھی کترا کر ایک مشیت سے کم رکھانے والے یہ سب فاسق معلن ہیں ان کی گواہی شرعاً معتبر نہیں۔ یونہی کافر، بد مذہب، مجنون، نابالغ کی گواہی بھی شرع کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔ (عامہ کتب)

10- چاند دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔ (بہار شریعت ج ۱ صفحہ ۶۸۵) اور جیسا کہ درمختار میں ہے۔ اذا راوا الهلال يكره ان يشيروا اليه۔ یعنی چاند دیکھ کر اس کی جانب اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۸۴ میں ہے۔ تکرہ الاشارة عند رؤية الهلال كذا في الظهورية۔ یعنی چاند دیکھ کر اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ ایسا ہی ظہیریہ میں ہے۔

11- مسلمانوں کو اپنے معاملات میں عربی اسلامی تاریخ و سنہ کا اعتبار کرنا واجب ہے دوسری تاریخ و سنہ کا اعتبار کرنا جائز نہیں جیسا کہ تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۴۴۵ میں ہے۔

قال اهل العلم الواجب على المسلمين بحكم هذه (۱) (ای ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا (پارہ ۱۰ رکوع ۱۱)) الاية ان يعتبرو في بيوعهم و مدد ديونهم و احوال زكواتهم و سائر احکامهم السنة العربية بالاهلة ولا يجوز لهم اعتبار النسة العجمية والرومية۔

شب قدر

1- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَ كُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حَرُمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا كُلُّ مُحْرَمٍ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ تم میں آیا ہے۔ اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو جو شخص اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا اس کی بھلائیوں سے مگر وہ جو بالکل بدنصیب ہو۔“

2- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ وَالْأَوَّخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔ (بخاری)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو۔“

3- عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ إِيَّ لَيْلَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا قَالَ قُولِي اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔ (ترمذی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو میں اس میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔ اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔ (۱)

1- اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے معاف کر دے۔

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ۔ (مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس قدر رمضان کے آخری عشرہ میں (طاعت و عبادت کے لیے) کوشش فرماتے تھے اتنی کسی دوسرے عشرہ میں نہ فرماتے تھے۔“

5- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي كُبْكُبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّونَ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ عِيدِهِمْ يَعْنِي يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهِي بِهِمْ مَلَائِكَتُهُ فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِي مَا جَزَاءُ جِبْرِيلَ وَفِي عَمَلِهِ قَالُوا رَبَّنَا جَزَاءُهُ أَنْ يُوفَّى أَجْرُهُ قَالَ مَلَائِكَتِي عِبْدِي وَأَمَانِي قَضَوْا فَرِيضَتِي عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوا يَعْبُجُونَ إِلَى الدُّعَاءِ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكَرَمِي وَعُلُوِّي وَارْتِفَاعِ مَكَانِي لَا جِئْنَهُمْ فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُونَ مَغْفُورًا لَهُمْ۔ (بخاری)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب قدر آتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر اس بندہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر خدائے تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے پھر جب انہیں عید الفطر کا دن نصیب ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اپنے ان بندوں پر اپنے فرشتوں کے سامنے اپنی خوشنودی کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اس مزدور کی اجرت کیا ہے جو اپنا کام پورا کر دے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار اس کی اجرت یہ ہے کہ اس کو پورا معاوضہ دیا جائے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور میری لونڈیوں نے (میرے مقرر کئے ہوئے) فرض کو ادا کر دیا اب وہ گھروں سے دعا کے لیے عید گاہ کی طرف نکلے ہیں۔ قسم ہے اپنی عزت، اپنے جلال، اپنی

بخشش و رحمت، اپنی عظمت شان، اور اپنی رفعت مکان کی کہ میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ پھر خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ فرمایا نبی ﷺ نے کہ پس مسلمان واپس ہوتے ہیں۔ عید گاہ سے اس حال میں کہ ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“

6- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِزْرَهُ وَأَحْيَى لَيْلَهُ وَأَيَّقَظَ أَهْلَهُ۔

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا ہے تو حضور ﷺ اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے (یعنی عبادت میں بہت کوشش فرماتے) راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ شَدَّ مِزْرَهُ کے تحت فرماتے ہیں۔ ”کنایت ست از اجتناد و عبادت زیادہ بر عادت یا کنایت از گوشہ گرفتن از زناں۔“

(افہام المعانی جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

انتباہ:

1- بعض جگہ شب قدر میں عشاء کی نماز کیلئے سات بار اذان کہتے ہیں یہ بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

اعتکاف

1- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْآخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ (اسی طریقے پر) وصال فرمایا۔“

2- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَلَمْ

يَعْتَكِفُ عَامًا فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ۔ (ترمذی، ابوداؤد)
 ”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس ۲۰ دن اعتکاف فرمایا۔“

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے۔ ”اعتکاف در ظاہر مذہب حنفیہ سنت مؤکدہ است از جہت مواظبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر آں تا آنکہ گذشت از یں عالم۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۱۱۸) یعنی ظاہر ہے کہ مذہب حنفیہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔“

انتباہ

1- اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب کہ اعتکاف کی منت مانی مثلاً یوں کہا کہ میرا بچہ تندرست ہو گیا تو میں تین دن کا اعتکاف کروں تو بچہ کے تندرست ہونے پر روزہ کے ساتھ تین دن کا اعتکاف واجب ہوگا۔ سنت مؤکدہ کہ بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اور تیسویں ۳۰ رمضان کو غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے یہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے یعنی اگر سب لوگ ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ ہو گئے۔ ان دونوں کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۹ میں ہے۔ ینقسم الی واجب وهو المنذور تنجیزاً وتعلیقاً والی سنة مؤکدة وهو فی العشر الاخیر من رمضان والی مستحب وهو ما سوا ہما ہکذا فی فتح القدیر۔

2- اعتکاف کرنے والا دنیوی بات نہ کرے، قرآن مجید کی تلاوت کرے حدیث شریف پڑھے اور درود شریف کی کثرت کرے۔ علم دین پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام کی سیرت کی کتابیں

پڑھے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۹۸ میں ہے۔ لا یتکلم الا بخیر
ویلازم التلاوة والحديث والعلم وتدریسه وسیر النبی ﷺ والانبياء
عليهم السلام واخبار الصالحين كذا في فتح القدير۔ (مخلصا)
3۔ مستحب اعتكاف کی آسان صورت یہ ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہوں تو دروازہ پر
دخول مسجد کی نیت کے ساتھ اعتكاف کی نیت بھی کر لیں جب تک مسجد میں رہیں گے
اعتكاف کا بھی ثواب ملے گا نیت کے الفاظ یہ ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ دَخَلْتُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ نَوَيْتُ سَنَةَ الْإِعْتِكَافِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ
اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

”یعنی اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کی برکت کے ساتھ داخل ہو اور اسی پر میں نے
بھروسہ کیا اور میں نے سنت اعتكاف کی نیت کی۔ بار اِلٰہ! میرے لیے اپنی رحمت
کے دروازے دکھول دے۔“

تلاوت قرآن مجید

1۔ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ
وَعَلَّمَهُ۔ (بخاری)

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین شخص وہ
ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔“

2۔ عَنْ مَعَاذِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا
فِيهِ الْبَسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْئُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي
بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهِذَا۔ (احمد)

”حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کو
پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں اور باپ کو ایسا تاج پہنایا
جائے گا کہ اس کی روشنی دنیا کے سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی جب کہ سورج کو
اتنا قریب فرض کر لیا جائے کہ گویا تمہارے گھروں میں اتر آیا ہے۔ پھر تم سمجھ سکتے

ہو کہ جب ماں باپ کا یہ مرتبہ ہے تو اس شخص کا کیا درجہ ہوگا جس نے قرآن کریم پر عمل کیا۔“

3- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ أَلَمْ حَرْفٌ اِفْ حَرْفٌ وَلَا م حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ۔ (ترمذی، درای)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ میں سے ایک حرف پڑھے تو اس کو ہر حرف کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔ میں الم کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔“

قرآن میں کل 321267 حروف ہیں، تو پورے قرآن کی تلاوت سے 321267 نیکیاں ملیں گی۔

4- عَنْ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَالْيُجَايِبُهُ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَاطِنَيْنِ فَتَغَشَّتُهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَذْنُو وَجَعَلَ قَرُوسُهُ يَنْفَرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ایک جانب دو رسیوں سے گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس گھوڑے پر ایک ابر چھا گیا اور گھوڑے سے قریب ہوا اور پھر قریب ہوا۔ اور گھوڑے نے اس کو دیکھ کر اچھلنا کو دنا شروع کیا جب صبح ہوئی تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سکینہ یعنی رحمت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب نازل ہوئی۔“

5- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَسِيدَ بْنَ حُصَيْرٍ قَالَ بَيْنَهُمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَقَرُوسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ إِذْ جَالَتْ الْقُرْسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَقَرَأَتْ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ ثُمَّ قَرَأَتْ فَجَالَتْ الْقُرْسُ فَأَنْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهُ يَحْيَى قَرِيبًا مِنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ يُصِيبَهُ وَلَمَّا آخَرَهُ رَفَعَ رَأْسَهُ

إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اقْرَأْ يَا بَنِي حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَطْأَيْحِي وَكَانَ مِنْهَا قَرِيبًا فَأَنْصَرَفْتُ إِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجْتُ حَتَّى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَذَرِي مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلِكَةُ ذَنْتُ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتُ لَا صَبَحْتَ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر نے بیان کیا کہ میں رات کو سورہ بقرہ پڑھ رہا تھا اور میرا گھوڑا میرے پاس بندھا ہوا تھا ایک گھوڑا اچھلنے کودنے لگا میں پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گیا تو گھوڑا ابھی ٹھہر گیا میں نے پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑا پھر اسی طرح اچھلنے کودنے لگا آخر میں نے پڑھنا بند کر دیا اور میرا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو تکلیف نہ پہنچا دے اس خیال سے یحییٰ کو ہٹا کر جب آسمان کی طرف سر اٹھا کر اچانک دیکھا کہ کوئی چیز سائبان کی طرح ہے جس میں چراغوں جیسی چمکتی ہوئی چیزیں ہیں۔ جب صبح ہوئی تو اس واقعہ کو میں نے حضور ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابن حضیر! تلاوت کرتے رہتے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرا بیٹا یحییٰ قریب تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو کچل نہ دے۔ اس لئے یحییٰ کی طرف چلا گیا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا تو کوئی چیز سائبان کی طرح نظر آئی جب میں نے باہر نکل کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا حضور ﷺ نے فرمایا تم جانتے ہو وہ کیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تیری قرأت کو سننے آئے تھے۔ اگر تو برابر پڑھتا رہتا تو صبح کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور فرشتے ان کی نظروں سے نہ چھپتے۔“

6- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَبِي بَنْ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَقَرَأَ أَمَّ الْقُرْآنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الزُّبُورِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلُهَا۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

سے دریافت فرمایا کہ نماز میں کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ توراۃ انجیل اور زبور (یہاں تک کہ) قرآن میں اس کے مثل (کوئی دوسری سورۃ) نہیں نازل ہوئی۔“

7- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْآنِ يَسُ وَ مَنْ قَرَأَ يَسَ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِقِرَائَتِهَا قِرَاءَةً الْقُرْآنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔

(ترمذی، دارمی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کا دل ہے اور قرآن کا دل سورۃ یس ہے۔ پس جو شخص سورۃ یس کو پڑھے اس کے لیے دس قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا ہے۔“

8- عَنْ عَطَاءِ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ يَسَ فِي صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ۔ (دارمی)

”حضرت عطاء بن رباح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن کے شروع حصہ میں جو شخص سورۃ یس پڑھے تو اس کی حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں۔“

9- عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ يَسَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَقَارَ أُوهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ۔ (بیہقی)

”حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے محض خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے سورۃ یس کو پڑھا تو اس کے اگلے گناہ معاف کیے جاتے ہیں تو اس سورۃ کو تم لوگ اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔“

10- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوسٌ وَعَرُوسُ الْقُرْآنِ الرَّحْمَنُ۔ (بیہقی)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر

چیز کی ایک زینت ہے اور قرآن پاک کی زینت سورہ رحمن ہے۔“

11- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ قَالُوا وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يَعْدِلُ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ۔ (مسلم، بخاری)

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص رات کے وقت تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! تہائی قرآن کیسے پڑھا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (پوری سورہ) قل هو الله احد تہائی قرآن کے برابر ہے۔“

12- عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنَ الْإِبِلِ فِي عَقْلِهَا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کے ساتھ اعتنا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اپنی رسی سے اونٹ نکل جانے کی بہ نسبت قرآن سینہ سے جلد نکل جاتا ہے۔“

13- عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ أَمْرٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اجْذَمَ۔

”حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھے اور پھر اس کو بھول جائے وہ قیامت کے دن خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے اعضا جدام^(۱) کے سبب گل گئے ہوں گے۔“

انتباہ

1- بیرون نماز کسی سورت کے شروع سے تلاوت کی ابتدا کرتے وقت اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا مستحب ہے اور بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور درمیان سورت سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ (بہارِ سریت)

2- سورہ توبہ کی ابتدا میں اعوذ باللہ پڑھنے کا نیا طریقہ جو آج کل کے حافظوں نے نکالا ہے

1- مردیکہ بیغہ اعضائے او بعلت جدام کہ علیہ مشہورست۔ (اشعۃ صفحہ ۱۵۲ جلد ۲)۔

بے اصل ہے۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ ”سورہ توبہ کے کسی حصہ سے تلاوت کی ابتداء کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے یہ محض غلط ہے۔ (بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۰۹)

3- بعض جگہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ سے خارج نماز تلاوت کی ابتداء کرتے ہیں مگر اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھتے حالانکہ اس آیت کے شروع میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے اسی طرح قل میں پنج آیت پڑھتے وقت والہکم الہ واحد یا ان رحمة اللہ قریب یا ما کان محمد سے تلاوت کی ابتداء کرتے ہیں تو تعوذ و تسمیہ نہیں پڑھتے ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

4- مجمع میں سب لوگ بلند آواز میں قرآن مجید پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے آہستہ پڑھیں۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۳۱۰) اور در مختار مع رد المحتار جلد اول صفحہ ۳۸۳ میں ہے۔ یحب الاستماع للقرآن مطلقاً لان العبرة لعموم اللفظ۔

5- پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور سورہ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا اس کی مثل مثلاً تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا واجب عین ہے۔ (بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۳۰۵) اور در مختار میں ہے۔ حِفْظُ جَمِيعِ الْقُرْآنِ قَرْضٌ كِفَايَةٌ وَ حِفْظُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ سُورَةٍ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ (مُلَخَّصاً)

6- س ش ص۔ ت ط۔ ذ ز ض ظ۔ اء ع ح ہ ق ک۔ د ذ۔ ج ز ان حروف کا صحیح امتیاز رکھیں ورنہ نماز فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہوگی۔ (بہار شریعت)

7- جو لوگ ح ط ع ص وغیرہ کے صحیح تلفظ پر قدرت نہ رکھتے ہوں انہیں لازم ہے کہ تصحیح حروف کے لیے حتی الامکان کوشش جاری رکھیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۹۵ اور شامی جلد اول صفحہ ۴۰۹ میں ہے۔ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَى التَّلْفِظِ بِحَرْفٍ مِنَ الْحُرُوفِ كَالرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ، السَّرَاطِ، اِنَامَتُ فِكْلٍ ذَلِكَ حَكْمُهُ مَامَرٍ مِنْ بَذْلِ الْجَهْدِ دَائِمًا وَ إِلَّا فَلَا تَصِحُّ الصَّلَاةُ بِهِ۔ (مُلَخَّصاً)

8- دیہاتوں میں مکتب کے اکثر مدرسین کو دیکھا گیا ہے کہ وہ پورے قرآن میں دُرُظ کو ج،

ق کوک ش کوس اور غ کوگ پڑھتے ہیں یہ گناہ ہے۔ اور بعض تو بلا وضو قرآن کو ہاتھ لگاتے ہیں جو سخت ناجائز و حرام ہے

كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَمْسُهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ۔ (سورہ واقعہ ۹۷)

”اسے نہ چھوئیں مگر پاؤضو“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

9۔ آج کل حافظ اس طرح قرآن مجید پڑھتے ہیں کہ یعلمون، تعلمون کے سوا کسی لفظ کا پتہ نہیں چلتا نہ صحیح حروف ہوتی ہے بلکہ جلدی میں لفظ کے لفظ کھا جاتے ہیں اور اس پر فخر ہوتا ہے کہ فلاں اس قدر جلد پڑھتا ہے حالانکہ اس طرح قرآن پڑھنا سخت حرام ہے۔

(بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۰۶)

10۔ اوقات مکروہ یعنی طلوع و غروب کے وقت اور دوپہر کے وقت قرآن مجید بلا کراہت جائز ہے لیکن نہ کرے تو بہتر ہے۔ بہار شریعت جلد سوم صفحہ ۲۳۰ میں ہے۔ ان اوقات میں تلاوت قرآن مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر اور درود شریف میں مشغول رہے اور بحر الرائق جلد اول صفحہ ۲۵۱ میں البغیۃ کا یہ قول الصلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاوقات التی تکرہ فیہا الصلوۃ والدعا والتسبیح افضل من قراۃ القرآن نقل کر کے لکھتے ہیں ولعلہ لان القرآن رکن الصلوۃ وہی مکروہۃ فالاولیٰ ترک ما کان رکناً لہا۔ اور رد المحتار جلد اول صفحہ ۲۶۲ میں صاحب بحر کے قول فالاولیٰ ولی کے تحت ہے۔ فالاولیٰ ای فالافضل لیوافق کلام البغیۃ فان مفادہ انہ لا کراہۃ اصلاً لان ترک الفاضل لا کراہۃ فیہ۔

مغز قرآن، جانِ ایمان، روحِ دیں

ہست، حب، رحمۃ للعالمین



کتاب الحج

ج

1- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَقَامَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ أَفَى كُلِّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَوْ قُلْتُهَا نَعَمْ لَوْ جَبْتُ وَلَوْ جَبْتُ لَمْ تَعْمَلُوا بِهَا وَلَمْ تَسْتَطِيعُوا وَالْحَجُّ مَرَّةٌ فَمَنْ زَادَ فَتَطَوُّعٌ - (احمد، نسائی، دارمی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! خدا نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ فرمایا اگر ہاں کر دوں تو ہر سال حج فرض ہو جائے گا اور اگر ہر سال فرض ہو جائے تو تم اسے ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے حج پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہے۔“

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ احکام شرعیہ پر کلی اختیار رکھتے ہیں کہ اگر چاہتے تو ہر سال حج کرنا فرض فرما دیتے۔

2- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ مَارَ إِذَا الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ -

(ابوداؤد، دارمی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو پھر جلد اس کو پورا کرے۔“

3- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْقِيَانِ الْفُقْرَ^(۱) وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْقِي الْكَبِيرُ نَجَبَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُورَةِ ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ - (ترمذی، نسائی)

1- ہو یہ حاصل الفقر الظاهر بحصول غنى اليد والفقر الباطن بحصول غنى القلب (مراقبة)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کرو۔ (یعنی قرآن کا احرام باندھو یا بالفعل دونوں کو متصلاً کرو) اس لئے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے چاندی اور سونے کی میل کو دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا بدلہ صرف جنت ہے۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ خَرَجَا حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ غَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِي طَرِيقِهِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَجْرَ الْغَازِي وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ۔

(یعنی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادے سے نکلا اور راستہ میں ہی مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ہمیشہ کیلئے مجاہد، حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے۔“

5- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ عُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً۔

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔“

6- عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعَقِيلِيِّ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ ابْنِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّلْعَنَ قَالَ حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتِمِرْ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

”حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا بوڑھا باپ اتنا کمزور ہے کہ حج و عمرہ کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ سواری پر سفر کرنے کی اس میں قوت ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کر لے۔“

7- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَى رَجُلٌ نَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَانْهَآ مَا تَتَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دِينَ أُكُنْتُ قَاضِيَةً قَالَ نَعَمْ قَالَ قَاضٍ دِينَ اللَّهِ فَهِيَ حَقٌّ بِالْقَضَاءِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی (اور نذر پوری کرنے سے پہلے) وہ مر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا اس کو ادا کرتا؟ اس نے عرض کی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر خدائے تعالیٰ کا قرض بھی ادا کر کہ اس کا ادا کرنا زیادہ ضروری ہے۔“

8- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُسَافِرُونَ امْرَأَةً إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت بغیر محرم کے ہرگز سفر نہ کرے (چاہے وہ حج ہی کا سفر کیوں نہ ہو)۔“

9- عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُلَغُّهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَلِكَ إِنْ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ (پارہ ۳ رکوع ۱)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص زاد و راہ اور بیت اللہ شریف تک پہنچا دینے والی سواری کے مصارف کا مالک ہو اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ یعنی خدائے تعالیٰ کیلئے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جبکہ حج کے تمام ضروری مصارف کا مالک ہو۔“ (ترمذی)

انتباہ

1- دکھاوے کیلئے حج کرنا اور مال حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔

(در مختار رد المحتار، بہار شریعت صفحہ ۷۱۹ جلد ۶)

2- حج کرنے کے لیے بھی تصویر اور فوٹو کھنچنا یا جائز نہیں خواہ حج فرض ہو یا نفل، اس لئے کہ گناہ سے بچنا کسی نیکی کے اکتساب سے اہم و اعظم ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۹ پر اشباہ سے ہے۔ اعتناء الشرع بالمنہیات اشد من اعتناہ بالما مورات۔

3- عورت کو مکہ شریف تک جانے میں تین روز یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا

محرم ہونا ضروری ہے خواہ جوان ہو یا بوڑھی۔ محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے باپ، بھائی، بیٹا وغیرہ یا دودھ کے رشتہ کے نکاح کی حرمت ہو جیسے رضاعی بھائی باپ، بیٹا، وغیرہ یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی ہو جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔ (بہار شریعت)

4- شوہر یا محرم جس کے ساتھ عورت سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنوں یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جاسکتی۔ (عائگیری، درمختار، بہار شریعت)

5- عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے حج کے لیے جانا حرام ہے اگر حج کرے گی تو ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ بعض عورتیں بغیر محرم اپنے پیر یا کسی بوڑھے آدمی کے ساتھ حج کو جاتی ہیں یہ بھی ناجائز و حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

6- عورت کے ساتھ شوہر اور محرم نہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کرے۔ (بہار شریعت)

7- اگر حج کے مصارف کا مالک ہو اور احباب کے لیے تحفہ و تحائف لانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ تب بھی حج کو جانا فرض ہے اس کی وجہ سے حج نہ کرنا حرام ہے۔ (بہار شریعت)

8- سرکار اقدس ﷺ کے روضہ انور کی حاضری اور بیت اللہ شریف نیز دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کے بعد حاجیوں کو چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے عزیز و اقارب میں مذہبی رنگ پیدا کرتے۔ مگر افسوس کہ ایسا کرنے کی بجائے وہاں سے ریڈیو لا کر اپنے عزیز و اقارب کو دیتے ہیں جس سے وہ اکثر اوقات گانا بجانا بھی سن کر گناہ کماتے رہتے ہیں اور ساتھ ہی ریڈیو لانے والے حاجی کا نامہ اعمال بھی سیاہ ہوتا رہتا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ قال اللہ تعالیٰ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ مَوْلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

(سورہ المائدہ آیت ۲)

”اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

9- جس نے پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کیا اور اس میں لڑائی جھگڑا نیز ہر قسم کے گناہ و نا فرمانی سے بچا پھر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی جو حقوق

العباد اس کے ذمے تھے انہیں ادا کرنا یا ادا کرنے کی فکر کرنا تو حج قبول ہونے کی صورت میں امید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام حقوق معاف فرمادے اور حقوق العباد کو اپنے ذمہ کرم پر لے کر حق والوں کو قیامت کے دن راضی کرے اور خصومت سے نجات بخشنے۔ (اعجب الامداد امام احمد رضا)

اور اگر حج کے بعد زندہ رہا اور حتی الامکان حقوق کا تدارک کر لیا یعنی سالہائے گزشتہ کی ماہی زکوٰۃ ادا کر دی چھوٹی ہوئی نماز اور روزہ کی قضا کی جس کا حق مار لیا تھا اس کو یا مرنے کے بعد اس کے وارثین کو دے دیا، جسے تکلیف پہنچائی تھی معاف کر لیا جو صاحب حق نہ رہا اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے ادا کرتے کرتے کچھ رہ گیا تو موت کے وقت اپنے مال میں سے ان کی ادائیگی کی وصیت کر گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے چھٹکارے کی ہر ممکن کوشش کی تو اس کے لئے بخشش کی اور زیادہ امید ہے۔ (اعجب الامداد)

ہاں اگر حج کے بعد قدرت ہونے کے باوجود امور سے غفلت برتی انہیں ادا نہ کیا تو یہ سب گناہ از سر نو اس کے ذمہ ہوں گے اس لیے کہ حقوق اللہ و حقوق العباد تو باقی ہی تھے ان کی ادائیگی میں تاخیر کرنا پھر تازہ گناہ ہوا جس کے ازالہ کیلئے وہ حج کافی نہ ہوگا اس لئے کہ حج گزرے گناہوں یعنی وقت پر نماز و روزہ وغیرہ ادا کرنے کی تقصیر کو دھوتا ہے۔ حج سے قضا شدہ نماز اور روزہ ہرگز نہیں معاف^(۱) ہوتے اور نہ آئندہ کیلئے پروانہ آزادی ملتا ہے جبکہ مقبول^(۲) حج کی نشانی ہی یہ ہے کہ حاجی پہلے سے اچھا ہو کر واپس ہو۔ (اعجب الامداد)

1- رد المحتار جلد دوم صفحہ ۲۶۱ میں اس مسئلہ پر بحث کے بعد فرمایا کہ والحاصل ان تاخیر الدین و غیرہ تاخیر نحو الصلوٰۃ والزکوٰۃ من حقوق تعالیٰ یسقط اثم التأخیر فقط عما معنی دون الاصل دون التأخیر المستقبل، قال فی البحر فلیس معنی التکفیر کما یتوهم کثیر من الناس ان الدین یسقط عنه وکذا قضاء الصلوٰۃ والصوم والزکوٰۃ اذالم یقل احد بذلك۔ پھر صفحہ ۲۶۲ پر فرمایا: والحاصل کما فی البحر ان المسئله الطغیة فلیس یقطع تکفیر الحجج الکبائر من حقوق تعالیٰ من حقوق العباد۔

2- اشعۃ اللمعات جلد دوم صفحہ ۳۰۲ میں ہے گفتہ اند نشان حج برور آن است کہ بہتر از آنکہ رقتہ است برگردو۔
باید راغب و آخرت و زاید و ردیاً معاصی نمودہ کند۔

آج کل بہت سے حضرات برہا برس حقوق اللہ یعنی نماز و روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ نہیں ادا کرتے نیز حقوق العباد کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، کسی کو قتل کرتے ہیں، کسی کی زمین غصب کر لیتے ہیں، کسی کا مال چراتے ہیں، کسی کا روپیہ لے لیتے ہیں اور کسی کو ستاتے ہیں پھر حج کر آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے سب گناہ معاف ہو گئے نہ اب چھوٹی ہوئی قضا نمازیں پڑھیں نہ بندوں کے حقوق معاف کرانا ہے یہ ان کی سخت غلط فہمی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا حقہ ادا کریں۔ آمین!

بجاء حبیبہ سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

مدینہ طیبہ کی حاضری

1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ (دارقطنی بیہقی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔“

2- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَا تَحْمِلُهُ حَاجَةٌ إِلَّا زِيَارَتِي كَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

(دارقطنی بیہقی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو میری زیارت کے لیے آیا۔ سوائے میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لیے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔“

اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ حَبِيبِكَ الْمُصْطَفَى وَنَبِيِّكَ الْمُجْتَبَى عَلَيْهِ التَّحِيَّةُ

وَالثَّنَاءُ۔

”اے اللہ! اپنے حبیب مصطفیٰ و نبی مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شفاعت ہمیں عطا فرما۔“

3- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِي بَعْدَ وَفَاتِي كَانَ كَمَنْ زَادَنِي فِي حَيَاتِي۔ (دارقطنی، طبرانی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات (دنوی) میں زیارت سے مشرف ہوا۔“

انتباہ

- 1- زیارت اقدس قریب بواجب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ۔ بہار شریعت)
- 2- حج کیلئے جانا اور سرکار اقدس ﷺ کے روضہ انور کی زیارت نہ کرنا بد بختی کی علامت ہے۔

انبیائے کرام زندہ ہیں

1- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱)

”حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرمادیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا زندہ است بہ حقیقت دنیاوی یعنی خدائے تعالیٰ کے نبی و نبوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں۔ (احسن المعانی جلد ۱ صفحہ ۵۷۶)

اور حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ لا فرق لہم فی الحالین ولبدا قبل اولیاء اللہ لا یموتون ولكن یتقلون من دار الی دار۔ یعنی انبیائے کرام کی دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں اسی لئے کہا جاتا ہے

کہ اولیائے کرام مرتے نہیں بلکہ ایک دار سے دوسرے دار کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

(مرقاۃ جلد ۲ مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۱۲)

2- عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی والبیہقی وابن ماجہ کلہم عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۰)

”حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر کھانا حرام فرما دیا ہے۔“

حضرت ملا علی قاری رضی اللہ عنہ رب الباری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ
ان الانبياء في قبورهم احياء۔

”انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (مرقاۃ جلد دوم صفحہ ۲۰۹)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حیات انبیاء متفق علیہا است ہج کس را دروئے خلائے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدار راست۔ (اود اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۷۲)

یعنی انبیائے کرام علیہم السلام زندہ ہیں اور ان کی زندگی سب مانتے آئے ہیں۔ کسی کو اس میں اختلاف نہیں ہے۔ ان کی زندگی جسمانی حقیقی دنیاوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے۔

انتباہ

1- انبیائے کرام علیہم السلام بعد وفات دنیوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ رہتے ہیں اسی لئے شب معراج جب سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس پہنچے تو انبیائے کرام علیہم السلام کو وہاں نماز پڑھائی۔ اگر انبیائے کرام علیہم السلام بعد وفات زندہ نہ ہوتے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لیے کیسے آتے۔

2- انبیائے کرام کی زندگی جسمانی حقیقی دنیوی ہے۔ شہیدوں کی طرح صرف معنوی اور روحانی نہیں ہے اسی لئے انبیائے کرام علیہم السلام کا ترکہ نہیں تقسیم کیا جاتا اور نہ ان کے

بیویاں دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں اور شہیدوں کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے اور ان کی بیویاں عدت گزارنے کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہیں۔

3- انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی برزخی نہیں بلکہ دنیوی ہے بس فرق صرف یہ ہے کہ ہم جیسے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ جیسا کہ حضرت شیخ حسن بن عمار شربلا فی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب نور الایضاح کی شرح مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں۔ وَمِمَّا هُوَ مَقْرَعٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى حَتَّى يُرْزَقَ مَمْتَعٌ بِجَمِيعِ الْمَلَاذِ وَالْعِبَادَاتِ غَيْرَ أَنَّهُ حُجِبَ عَنِ ابْصَارِ الْقَاصِرِينَ عَنِ شَرِيفِ الْمَقَامَاتِ۔

(مع طلحاوی مصری صفحہ ۴۴۷)

یعنی یہ بات ارباب تحقیق علماء کے نزدیک ثابت ہے کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ) زندہ ہیں۔ ان پر روزی پیش کی جاتی ہے۔ تمام لذات والی چیزوں کا مزا اور عبادتوں کا سرور پاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ آپ کے بلند درجوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں ان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں اور نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۱۹۶ میں ہے۔ الْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ حَيَاةٌ حَقِيقَةٌ۔ یعنی انبیائے کرام علیہم السلام حقیقی زندگی کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۲۸۴ میں ہے۔ اِنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يَرْزُقُ وَيَسْتَمِدُّ مِنْهُ وَالْمَدَدُ الْمَطْلُوقُ۔ یعنی بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم با حیات ہیں انہیں روزی پیش کی جاتی ہے اور ان سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ نے اپنے مکتوب ملبوک اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل مع اخبار الاختیار مطبوعہ رحیمہ دیوبند صفحہ ۱۶۱ میں فرمایا کہ باچندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت ست یک کس را دریں مسئلہ خلاف نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت حیات بے شبانہ مجاز و توہم تاویل دائم باقی ست و براعمال امت حاضر و ناظر۔ و مرطالبان حقیقت را و متوجہان آں حضرت را مفیض و مربی۔ یعنی علمائے امت میں اتنے اختلافات و کثرت مذاہب کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ

میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اُس حضرت مصلیٰ اللہ علیہ وسلم حیاتِ (دنوی) کی حقیقت کے ساتھ قائم اور باقی ہیں۔ اس حیاتِ نبوی مصلیٰ اللہ علیہ وسلم میں مجاز کی آمیزش اور تاویل کا وہم نہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ نیز طالبانِ حقیقت کے لیے اور ان لوگوں کے لیے کہ آنحضرت کی جانب توجہ رکھتے ہیں۔ حضور مصلیٰ اللہ علیہ وسلم ان کو فیضِ بخشش والے اور مربی ہیں۔

4۔ پارہ ۲۳ آیت ۳۰۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اَنْتُمْ مَيِّتُونَ۔

”بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔“

میں حضور مصلیٰ اللہ علیہ وسلم کے لیے موت آنا ذکر فرمایا تو اس سے مراد اس عالم دنیا سے منتقل ہونا ہے اور ان احادیثِ کریمہ میں حیات سے بعد وصالِ حقیقی زندگی مراد ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

(اعلیٰ حضرت بریلوی)



کتابُ البیوع

حلال روزی

1- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (شریعت کے دیگر) فرائض کے بعد حلال روزی حاصل کرنا فرض ہے۔“

2- عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غَدِيَ بِالْحَرَامِ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بدن کو حرام غذا دی گئی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ مِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ۔ (بخاری شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جبکہ کوئی اس بات کی پرواہ نہ کرے گا کہ اس نے جو مال حاصل کیا ہے وہ حلال ہے یا حرام؟“

انتباہ

1- چکی والے گیہوں وغیرہ پینے کے بعد فی کلوتیس چالیس گرام آٹا ”اجرتی“ کہہ کر نکال لیتے ہیں ناجائز و حرام ہے اس لیے کہ اتنی مقدار میں آٹا نہیں جلتا۔ ثبوت یہ کہ چکی والے کے پاس دس پانچ کلو آٹا روزانہ فاضل بیچ جاتا ہے۔

اور اگر چکی والا کچھ پیسا اور اپنے پیسے ہوئے آئے میں سے کچھ آٹا اجرت ٹھہراویں جو یہ بھی ناجائز اس لیے کہ قفیز طحان ہے۔ بہار شریعت جلد چہارم صفحہ ۱۴۱ میں ہے۔ اجارہ پر کام کرایا اور یہ قرار پایا کہ اسی میں تم اتنی اجرت لے لینا یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً کپڑا بننے کے لیے سوت دیا اور کہہ دیا کہ آدھا کپڑا اجرت میں لے لینا یا غلہ اٹھا کر لاؤ اس میں سے دوسرے مزدوری لے لینا یا چکی چلانے کے لیے نیل لیے اور جو آٹا پیسا جائے گا اس میں سے اتنا اجرت میں دیا جائے گا (یا کھیت کٹوایا اور اسی میں سے اجرت دینا طے کیا) یہ سب صورتیں ناجائز (۱) ہیں۔ ملخصاً۔

ہاں پیسہ اور گیہوں یا باجرہ وغیرہ کی اجرت مقرر کریں تو جائز ہے۔ بہار شریعت میں ہے کہ جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ اجرت میں دینا ہے اس کو پہلے ہی علیحدہ کر دے کہ یہ تمہاری اجرت ہے۔ مثلاً سوت کو دو حصہ کر کے ایک حصہ کی نسبت کہا کہ اس کا کپڑا بن دو اور دوسرا دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے یا غلہ اٹھانے والے کو اسی غلہ میں سے نکال کر دے دیا کہ یہ تمہاری مزدوری ہے اور یہ غلہ فلاں جگہ پہنچا دے (جیسا کہ) بھاڑ والے پہلے ہی اپنی بھنائی نکال کر باقی کو بھونتے ہیں۔

2- بعض لوگ اس طرح کھیت کٹواتے ہیں کہ ہم فی بیگھ یا ہر روز چار سیر دھان مزدوری دیں گے مگر یہ نہیں ٹھہراتے کہ ہم تمہارے کام کیے ہوئے میں سے دیں گے۔ اب خواہ اسی کام کیے ہوئے سے دیں کوئی حرج (۲) نہیں۔

3- کپڑا سلنے کے لیے دیا تو درزی نے اسی میں سے کاٹ لیا۔ روئی کاٹنے کیلئے دی تو کاٹنے والے نے روئی نکال لی؛ کپڑا بننے کیلئے دیا تو بننے والے نے سوت نکال لیا اور

1- در مختار میں ہے لو دفع غرلا لا یخر لیسہ لہ بنصفہ او استاجر یغلا لحل طعامہ ببعضہ او ثور الیطحن برہ ببعض دقیقہ فسدت فی الكل لا نہ استاجرہ بجزء من عملہ والا صل فی ذلک نہیہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم عن قفیز الطحان۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم مصری صفحہ ۴۲۹ میں ہے۔ لا تصح اجازۃ الریح بطحن برہ ببعض دقیقہ کنا فی شرح ابی الکلام ۱۲۔ منہ

2- در مختار کتاب الاجارہ میں ہے والحبیلۃ ان یفرز الا جرأولا او یسقی قفیزا بلا یقین ثم یطعہ قفیزا فیجوز ۱۲ منہ۔

بھرنے کیلئے دیا تو بھرنے والوں نے سوت نکال لیا یہ سب ناجائز و حرام ہے۔
 افسوس کہ یہ باتیں علانیہ کھلے طور پر مسلمانوں میں اس طرح رائج ہو گئیں ہیں کہ اب لوگوں
 کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم حرام روزی سے اپنا پیٹ بھر کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں بلکہ
 عوام تو عوام خواص بھی اسی طرح حرام روزی حاصل کرنے میں بے باک نظر آتے ہیں۔
 العیاذ باللہ۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

اچھا تاجر

1- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْآمِنُ مَعَ
 النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ۔ (ترمذی)

”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بہت سچے اور دیانت
 دار تاجر (کا حشر) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔“

2- عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ التَّجَارُ يُحْشَرُونَ۔
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَجَارًا إِلَّا مِنَ التَّقَى وَبَرٍّ وَصَدَقَ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے
 فرمایا کہ قیامت کے دن (بدیانت) تاجروں کا حشرنا فرمانوں کے ساتھ ہوگا مگر جو
 تاجر خدائے تعالیٰ سے ڈرتا ہو احرام سے بچے جھوٹی قسم نہ کھائے اور سچ بولے (تو)
 اس کا حشر فاجروں کے ساتھ نہیں ہوگا۔“

3- عَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا
 لَمْ يَنْبِئْهُ لَمْ يَزَلْ فِي مَقْبِ اللَّهِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا
 کہ جو شخص عیب دار چیز بیچے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے
 غضب میں رہے گا اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔“

انتباہ

- 1- مردار کی چربی بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں۔ نہ اسے چراغ میں جلا سکتے ہیں۔ نہ چمڑا پکانے کے کام میں لاسکتے ہیں۔ (شامی جلد ۳ صفحہ ۱۲۰ بہار شریعت جلد ۱۱ صفحہ ۵۷۸)
- 2- مردار کے چمڑے کو بھی بیچنا باطل ہے جو پکایا ہو یا نہ ہو اور جس کی دباغت کر لی ہو تو بیچنا جائز ہے اور اس کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔ (در مختار، بہار شریعت)
- دباغت کی تین صورتیں ہیں۔ کھارے نمک وغیرہ یا کسی دوا سے پکایا جائے یا فقط دھوپ یا ہوا میں سکھالیا جائے کہ تمام رطوبت خشک ہو کر بدبو جاتی رہے۔ (بہار شریعت)
- 3- کافر حربی کے ہاتھ مردار کی چربی اور چمڑا بیچنا جائز ہے۔ (بہار شریعت بہ حوالہ رد المحتار)
- 4- بعض لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف کر لیں گے یہ اجارہ فاسد اور ناجائز ہے، بچے اسی کے ہیں جس کے گائے اور بکری ہے دوسرے کو صرف اس کے کام کی واجبہ اجرت ملے گی۔ (بہار شریعت صفحہ ۲۲۱۹ جلد ۱۲)
- اور جیسا کہ شامی جلد سوم صفحہ ۳۶۱ میں ہے۔ اذا دفع البقرة يعلف ليكون الحادث بينهما لصفين فما حدث فهو لصاحب البقرة وللآخر مثل علفه واجر مثله تاتار خانہ۔ اسی طرح فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم مصری صفحہ ۴۳۰ میں بھی ہے۔
- 5- کسی کو مرغی دی کہ جتنے انڈے دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے۔ یہ اجارہ بھی فاسد اور ناجائز ہے۔ انڈے اسی کے ہیں جس کی مرغی ہے۔
- (فتاویٰ عالمگیری مصری جلد صفحہ ۴۳۰، بہار شریعت جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۳)
- 6- کسی چیز کی قیمت زیادہ مانگنا پھر اس سے کم مانگنا پھر اس سے کم پر دے دیا جائز ہے۔ یہ جھوٹ میں داخل نہیں ہے۔
- 7- تالابوں، جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے ناجائز ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۱ صفحہ ۸۷)
- اور جیسا کہ در مختار باب البیع الفاسد میں ہے۔ لم تجز اجارة بركة ليصاد منها السمك۔

سود کا بیان

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے سود لینے والوں، سود دینے والوں، سودی دستاویز لکھنے والوں اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب (گناہ میں) برابر کے شریک ہیں۔“

2- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِرْهُمُ رِبَا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنْيَةً۔

(احمد، دارقطنی، مشکوٰۃ)

”حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جو آدمی جان بوجھ کر کھائے اس کا گناہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ ہے۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرِّبَا سَبْعُونَ جُزْءًا أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ امْرَأَةً۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ سود (کا گناہ) ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجہ کا گناہ یہ ہے کہ مرد اپنی ماں سے زنا کرے۔“

4- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدَى إِلَيْهِ أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الذَّابِيَةِ فَلَا يَرْكَبُ وَلَا يَقْبَلُهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ بَحْرًا بَيْنَهُ قَبْلَ ذَلِكَ۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو قرض دے اور پھر قرض لینے والا اس کے پاس کوئی ہدیہ اور تحفہ بھیجے یا سواری کے لیے کوئی جانور پیش کرے تو اس سواری پر سوار نہ ہو اور اس کا ہدیہ اور تحفہ قبول نہ کرے البتہ قرض دینے سے پہلے آپس میں اس قسم کا معاملہ ہوتا رہا ہو تو کوئی حرج نہیں۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ”ہر قرضے کہ بکشد سودے را پس آں زیواست (اشعۃ اللمعات جلد ۳ صفحہ ۲۵) یعنی ہر وہ قرض کہ جس سے نفع حاصل ہو سود ہے۔“

انتباہ

1- سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے، حرام سمجھ کر سود لینے والا فاسق مردود الشہادت ہے۔ (بہار شریعت)

2- عقد فاسد کے ذریعہ کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر کافر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو۔ مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپیہ خریدے یا اس کے ہاتھ مردار بیچ ڈالا کہ اس طریقہ پر مسلمان سے روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔ (شامی۔ بہار شریعت صفحہ ۱۵۳ جلد ۱۱)

3- ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے اس کو دارالحرب کہنا صحیح نہیں مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ تو ذمی ہیں نہ مستامن کیونکہ ذمی مسامن کیلئے بادشاہ اسلام کا ذمہ اور امن دینا ضروری ہے لہذا یہاں کے کفار کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کیے جاسکتے ہیں جب کہ بدعہدی نہ ہو۔ (بہار شریعت جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۳)

4- ہندوستانی کفار کا مال چوری، ڈاکہ، مکاری اور فریب سے حاصل کرنا جائز نہیں۔

5- انڈیا گورنمنٹ کی طرف سے جگہ جگہ جو بلاک قائم ہیں وہاں روپیہ وغیرہ زائد رقم دینے کی شرط پر بلا ضرورت لانا اور انہیں نفع دینا منع ہے۔

6- بینک خواہ انڈیا (غیر مسلم حکومت) کا ہو یا کسی کافر حربی کا اس کا نفع شرعاً سود نہیں اسی طرح انڈیا گورنمنٹ یا کافر حربی کے مسلم ملازمین کو فنڈ کا جو نفع ملتا ہے وہ بھی سود نہیں۔ البتہ مسلم بینک کا نفع سود ہے۔

فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۳۹ پر ہے گرفتن سود از حربیاں بایں وجہ حلال است کہ مال حربی مباح است اگر در ضمن آن نقص عہد نہ باشد و حربی چوں خود بخود بد بلا شبہ حلال خواند بود۔

راہن اور بیع مسلم

1- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثَّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے مدینہ کے لوگ پھلوں میں سال دو سال اور تین سال کی (پیشگی) بیع کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس طرح کی بیع کرے اسے چاہئے کہ معین پیمانہ معین وزن اور معین مدت کے ساتھ کرے۔“

2- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَغْلِقُ الرَّهْنُ الرَّهْنَ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِي رَهْنَهُ لَهُ غَنَمُهُ وَعَلَيْهِ غُرْمَةٌ۔ (مسکوٰۃ)

”حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ کسی چیز کو راہن کر دینے سے راہن کرنے والے کی ملکیت ختم نہیں ہو جاتی اس کے منافع کا حق دار راہن^(۱) ہے اور (چیز ضائع ہو جائے تو) مرہن^(۲) تاوان کا ذمہ دار ہے۔

انتباہ

1- بیع مسلم یعنی ایسی خرید و فروخت کہ جس میں قیمت نقد یا مال ادھار ہو جائز ہے۔ مثلاً زید نے فصل تیار ہونے سے پہلے بکر سے کہا کہ آپ سو روپیہ ہمیں دے دیجئے ہم فی روپیہ چار کلو گیہوں آپ کو فلاں تاریخ میں دے دیں گے۔ تو خواہ اس وقت ادائیگی کے وقت بازار کا بھاؤ فی روپیہ تین کلو ہو زید پر فی روپیہ چار کلو گیہوں کا دینا واجب ہوگا۔ بہ شرطیکہ فیہ^(۳) کی جنس بیان کر دی جائے کہ گیہوں وے گایا جو اور اس کی نوع بیان کر دی جائے

1- راہن جو دوسرے کے پاس کوئی چیز رکھے

2- مرہن جس کے پاس کوئی چیز راہن رکھی جائے۔ ۱۲ منہ

3- مسلم فیہ جس چیز کو فروخت کیا گیا۔ ۱۲ منہ

- کہ فلاں نام کا گیہوں دے گا اور یہ بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ گیہوں اعلیٰ ہو گا یا اوسط یا ادنیٰ نیز یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ گیہوں کتنا دے گا؟ کس تاریخ میں دے گا اور کس جگہ دے گا اور بھی کچھ شرطیں ہیں جن کی تفصیلات بہارِ شریعت وغیرہ سے معلوم کریں۔
- 2- کھیت رہن رکھنے کا جو عام رواج ہے کہ کسی شخص کو کچھ روپیہ دے کر اس کا کھیت اس شرط پر رہن رکھتے ہیں کہ ہم کھیت سے نفع حاصل کرتے رہیں گے اور گورنمنٹی لگان دیتے رہیں گے پھر جب تم روپیہ ادا کرو گے تو ہم کھیت واپس کر دیں گے۔ یہ ناجائز ہے اس لئے کہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: **كُلُّ قَرْضٍ جَوْرٌ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا**۔ یعنی قرض سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔ البتہ کافر حربی کا کھیت اس طرح لے سکتا ہے اس لیے کہ عقد فاسدہ کے ذریعہ ان کا مال لینا جائز ہے۔
- 3- بعض لوگ کھیت اس طرح رہن رکھتے ہیں کہ مرتہن کھیت کو جوتے بوئے فائدہ حاصل کرے۔ اور کھیت کا دس یا پانچ سالہ کرایہ مقرر کر دیتے ہیں اور طے یہ پاتا ہے کہ وہ رقم زر قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی تو کھیت واپس ہو جائے گا۔ اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ واجبی اجرت سے کم طے پایا اس لیے کہ یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے کھیت کرایہ پر دیا اور کرایہ پیشگی لے لیا۔ (بہارِ شریعت جلد ہفتم صفحہ ۳۹)

قرض دار کو مہلت دینا

- 1- **عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَنْجَاءَ اللَّهِ مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔** (مسلم شریف)
- ”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرض دار کو مہلت دے یا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا۔“
- 2- **عَنْ عُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ أَخَّرَهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ۔** (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا کسی شخص پر کوئی حق ہو وہ اسے مہلت دے تو اسے ہر دن کے عوض صدقہ کا ثواب ملے گا۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدِينِهِ حَتَّى يَقْضَى عَنْهُ۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی جان اپنے قرض کے سبب معلق رہتی ہے جب تک اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔“

4- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ۔ (مسلم شریف)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے۔“

زمین پر ناجائز قبضہ

1- عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ۔ (بخاری شریف)

”حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کی زمین کا کچھ حصہ ناحق دبا لے تو اسے قیامت کے دن سات زمینوں (کی تہ) تک دھنسا یا جائے گا۔“

2- عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ۔ (مسلم۔ بخاری)

”حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلم سے حاصل کرے گا اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔“

3- عَنْ أَبِي حُرَّةَ الرَّقَّاشِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَظْلِمُوا
 إِلَّا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطَيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ۔ (بیہقی)

”حضرت ابو حرہ رقاشی رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ
 حضور ﷺ نے فرمایا کہ خیر دار (کسی پر) ظلم نہ کرنا (اور) کان کھول کر سن لو کہ کسی شخص
 کا مال (تمہارے لیے) حلال نہیں ہو سکتا مگر وہ خوش دلی سے راضی ہو جائے گا۔“



کِتَابُ النِّكَاحِ

1- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَعَصَّ لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنَ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ دِجَاءٌ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے یہ (اجنبی عورت کی طرف سے) نگاہ کو روکنے والا شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے اس لیے کہ روزہ شہوت کو توڑتا ہے۔“

2- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ۔ (مسلم)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری دنیا ایک متاعِ زندگی ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔“

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ تَرِ لِمَتَحَابِّينِ مِثْلَ النِّكَاحِ۔

(ابن ماجہ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ نکاح کے سوا (اور کوئی رشتہ) دیکھنے میں نہیں آیا جو دو اجنبی آدمیوں کے درمیان اتنی گہری محبت پیدا کر دے۔“

انتباہ

1- جو شخص مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اس کے نکاح کرنے کی تفصیل یہ ہے کہ اگر اسے یقین

ہو کہ بحالتِ تہجد زنا کی معصیت میں مبتلا ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے اور اگر اس کا

یقین نہیں بلکہ صرف اندیشہ ہے تو نکاح کرنا واجب اور شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے اور اگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان و نفقہ نہ دے سکے گا یا نکاح کے بعد جو فرائض متعلقہ ہیں انہیں پورا نہ کر سکے گا تو نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔

(در مختار، رد المحتار، بہار شریعت)

2- بعض لوگ بیوہ عورتوں سے نکاح کرنا، خاندان کے لیے عار سمجھتے ہیں یہ سخت ناجائز و گناہ ہے۔

3- مرتد و مرتدہ، کا نکاح کسی سے صحیح نہیں ہو سکتا نہ مسلمان سے نہ کافر سے نہ مرتدہ و مرتد سے۔ (بہار شریعت، بحوالہ در مختار) اور جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۶۳ میں ہے۔ لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدہ ولا مسلمة ولا كافرة اصلية و كذلك لا يجوز نکاح المرتدہ مع احد کذا فی المبسوط۔ یعنی مرتدہ مسلمہ اور کافرہ اصلیہ سے مرتد کا نکاح کرنا جائز نہیں۔ اور ایسا ہی مرتدہ کا نکاح کسی سے جائز نہیں ہے۔ ایسا ہی مبسوط میں ہے۔

4- وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، نیچریوں وغیرہ بددینوں کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنا اہل سنت کے لیے ہرگز جائز نہیں۔

5- پورے ہندوستان میں عام طور پر جو رائج ہے کہ عورت یا ولی سے ایک شخص اذن لے کر آتا ہے جس کو وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے شخص سے کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنادے اگر ایسا کیا گیا تو نکاح فضولی ہوا (عورت کی) اجازت پر موقوف رہے گا اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے۔ لہذا یوں چاہئے کہ جو نکاح پڑھائے وہ خود عورت یا اس کے ولی کا وکیل بنے۔ (بہار شریعت) یا پھر عورت کا وکیل اس بات کی بھی اجازت حاصل کرنے کے وہ نکاح پڑھانے کے لیے دوسرے کو وکیل بنا سکتے ہیں۔

6- بعض لوگ ایجاب وقبول کے الفاظ بہت آہستہ بولتے ہیں اگر اس قدر آہستہ بولے کہ حاضرین میں سے دو آدمیوں نے بھی ایجاب وقبول کے الفاظ نہ سنے تو نکاح نہ ہوا۔

7- نکاح سے پہلے لڑکی اور لڑکا کو کلمہ طیبہ اور ایمان مجمل و مفصل پڑھانا جائز ہے جیسا کہ رائج ہے بہتر ہے۔

8 خطبہ نکاح ایجاب وقبول سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔

خطبہ نکاح

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا صَدَقَ اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيمُ وَنَحْنُ عَلَى ذَلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

دعا بعد نکاح

اللَّهُمَّ أَلْفَ بَيْنَهُمَا كَمَا أَلَفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا آدَمَ وَخَوَّاءَ عَلَى نَبِينَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ اللَّهُمَّ أَلْفَ بَيْنَهُمَا كَمَا أَلَفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَسَارَةَ عَلَى نَبِينَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، اللَّهُمَّ أَلْفَ بَيْنَهُمَا كَمَا أَلَفْتَ بَيْنَ سَيِّدِنَا سُلَيْمَانَ وَبَلْقِيسَ عَلَى نَبِينَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ اللَّهُمَّ أَلْفَ بَيْنَهُمَا كَمَا

أَلْفَتْ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُوسَى وَصَفُورَاءَ عَلَى نَبِينَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ،
 اللَّهُمَّ أَلْفْ بَيْنَهُمَا كَمَا أَلْفَتْ بَيْنَ سَيِّدِنَا يُوسُفَ وَزَلِيخَا عَلَى نَبِينَا وَعَلَيْهِمَا
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، اللَّهُمَّ أَلْفْ بَيْنَهُمَا كَمَا أَلْفَتْ بَيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ
 وَخَدِيجَةَ الْكُبْرَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا، اللَّهُمَّ أَلْفْ بَيْنَهُمَا كَمَا أَلْفَتْ بَيْنَ
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَائِشَةَ الصِّدِّيقَةَ وَسَائِرَ امَهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْهُنَّ، اللَّهُمَّ أَلْفْ بَيْنَهُمَا كَمَا أَلْفَتْ بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ بْنِ الْمُرْتَضَى
 وَقَاطِمَةَ الزُّهْرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا آمِينَ آمِينَ - بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ -

مہر کا بیان

1- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تَوْفُوا بِهِ
 مَ اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ - (بخاری، مسلم)

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (نکاح کی)
 شرطوں میں سے جس شرط کا پورا کرنا تمہارے لیے سب سے زیادہ اہم ہے وہ وہی
 شرط ہے جس کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔
 (یعنی دین بہر)۔

2- عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صِدَاقُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ
 كَانَ صِدَاقُهُ لَا زَوْاجَ لَهُ ثِنْتِي عَشْرَةَ أَوْقِيَةً وَنَشْ قَالَتُ أَتَدْرِي مَا النَّشْ
 قُلْتُ لَا قَالَتْ يَصْفُ أَوْقِيَةً فَيَتَلَّكَ خَمْسُ مَائَةِ دِرْهَمٍ - (مسلم)

”حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی
 کریم ﷺ کا مہر کتنا تھا؟ انہوں نے فرمایا حضور ﷺ کا مہر آپ ﷺ کی (اکثر)
 بیویوں کے لیے بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ پھر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جانتے ہو
 نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نصف اوقیہ۔ تو سب مل کر پانچ

سودرہم ہوئے۔“

ایک اوقیہ چالیس 40 درہم کا اور ایک نش بیس درہم کا ہوتا ہے لہذا بارہ اوقیہ اور ایک نش کا 500 درہم ہوا۔ تفصیل یہ ہے 12 اوقیہ $40 \times$ درہم = 480 درہم + 20 درہم = 500 درہم۔ پھر ایک درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے تو پانچ سو درہم کا ساڑھے سترہ سو ماشہ (500 درہم $3.5 \times$ ماشہ = 1750 ماشہ) اور بارہ ماشہ کا تولہ ہوتا ہے تو ساڑھے تیرہ سو ماشہ کا ایک سو پینتالیس تولہ دس ماشہ ہوا۔ (1750 ماشہ \div 12 ماشہ = 145 تولہ 10 ماشہ) جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کو حساب سے تقریباً سوا سات سو 725 روپیہ ہوا۔ خلاصہ یہ کہ چاندی کے مذکورہ بھاؤ اور سکہ رائج الوقت کے حساب سے حضور ﷺ کی (اکثر) بیویوں کا مہر تقریباً سوا سات سو روپیہ تھا۔

مہر فاطمہ: حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو درہم یعنی ایک سو ساڑھے سولہ تولے چاندی تھی جس کی قیمت فی تولہ پانچ روپیہ کے حساب سے پانچ سو ساڑھے بیاسی روپیہ ہوئی۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ جلد سوم صفحہ ۴۴ میں ہے۔ نَقَلَ ابْنُ الْهَمَامُ أَنَّ صِدَاقَ فَاطِمَةَ كَانَ أَرْبَع مِائَةِ رُحْمٍ۔ یعنی امام ابن الہمام صاحب فتح القدر نے نقل فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو درہم تھا اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا چار صد درہم بود ملخصاً۔ (افقہ الممعات جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)

انتباہ

- 1- مہر کم سے کم یعنی ابتدائی مہر دس درہم ہے۔ در مختار باب المہر میں ہے۔ اَقْلَهُ عَشْرَةُ ذَرَاهِمٍ۔ یعنی مہر کی مقدار کم از کم دس درہم (۲ تولہ ۱۱ ماشہ چاندی) ہے جس کی قیمت پانچ روپیہ فی تولہ کے حساب سے چودہ ۱۴ روپیہ اٹھاؤں ۵۸ پیسہ ہوئی۔ اور اگر چاندی کا بھاؤ چھ روپیہ ہو جائے تو دس درہم کا ساڑھے سترہ روپیہ ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ چاندی کے نرخ کی کمی بیشی روپیہ سے ابتدائی مہر کی مقدار کی کمی بیشی ہوتی رہے گی۔ لہذا اس گرائی کے زمانہ میں مہر کی کم سے کم مقدار تین روپیہ ساڑھے دس آنہ سمجھنا غلطی ہے۔
- 2- زیادتی کی جانب مہر کی کوئی مقدار معین نہیں ہزار دس ہزار بلکہ چالیس ہزار اور اس سے

- زیادہ مہر مقرر کر سکتے ہیں لیکن بہت زیادہ مہر باندھنا بہتر نہیں۔
- 3- مہر کی تین قسمیں ہیں۔ معجل۔ موعجل۔ مطلق۔ مہر معجل وہ مہر ہے کہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو۔ اور موعجل وہ مہر ہے جس کی ادائیگی کیلئے کوئی میعاد مقرر نہ ہو۔ اور مطلق وہ مہر ہے کہ نہ خلوت سے پہلے دینا قرار پایا ہو اور نہ کوئی میعاد مقرر ہو اور یہی ہمارے ہندوستان میں عام طور سے رائج ہے۔
- 4- مہر معجل وصول کرنے کیلئے عورت اپنے کوشوہر سے روک سکتی ہے اور موعجل میں میعاد پوری ہونے کے بعد روک سکتی ہے پہلے نہیں روک سکتی۔ اور مہر مطلق وصول کرنے کیلئے کبھی نہیں روک سکتی۔
- 5- ہندوستان میں عام دستور ہے کہ عورت جب مرنے لگتی ہے تو اس سے مہر معاف کراتے ہیں حالانکہ مرض الموت میں معافی دیگر ورثہ کی اجازت کے بغیر معتبر نہیں^(۱) یعنی بیوی نے معاف بھی کر دیا تو ایسی حالت میں ورثہ کی اجازت کے بغیر معاف نہیں ہوگا۔

وَعْتِ وَلِيمَہ

- 1- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ۔ (بخاری، مسلم)
- ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو۔“
- 2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَرُّ الطَّعَامِ الْوَلِيمَةُ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ۔ (بخاری، مسلم)
- ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے برا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس کے لیے صرف مالدار لوگ بلائیں جائیں۔ اور غریب محتاج لوگوں کو نہ پوچھا جائے۔“

1- در مختار باب الہمہ کی عبارت صحح حطھا کے تحت رد المحتار میں ہے ولا بد من رضاها وان لا تكون مریضة مرض الموت ملخصاً اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۹۲ میں ہے لا بد فی صحۃ حطھا من الرضا حتی لو كانت یصح ومن ان لا تكون مریضة مرض الموت هكذا فی البحر الرائق ۱۲ منہ۔

3- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ دَخَلَ عَلَى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيرًا۔ (ابوراد)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور وہ (بے وجہ شرعی) دعوت قبول نہ کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ اور جو بغیر دعوت پہنچ جائے تو وہ چور کی طرح گیا اور ڈاکو بن کر نکلا۔

میاں بیوی کا باہمی برتاؤ

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كُنْتُ أَمْرًا أَحَدٌ أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَا مَرْتَبَ الْمَرْأَةِ أَنْ تَسْجُدَ لِرِزْوَجِهَا۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی (دوسرے) کو سجدہ کرے تو عورت کو دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (لیکن چونکہ غیر خدا کو سجدہ کرنا حرام ہے اس لئے ایک عورت اپنے شوہر کو سجدہ تو نہیں کر سکتی البتہ اس کے لیے شوہر کی اطاعت کا حکم ضرور ہے۔)

2- عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَرِزْوُجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتْ الْجَنَّةَ۔ (ترمذی)

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو تو وہ عورت جنتی ہے۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُهُمْ خِيَارُهُمْ لِنِسَائِهِمْ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں کامل الایمان وہ شخص ہے جو اپنے اخلاق میں سب سے زیادہ اچھا ہو اور تم میں سے سب سے زیادہ بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لیے سب سے بہتر ہوں۔“

4- عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقَشِيرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ زَوْجَةٍ أَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبَ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحَ وَلَا تَهْجُرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت حکیم بن معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اسے کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اسے پہناؤ اور (اگر کسی خلاف شرع بات پر سزا دینی ہو) اس کے منہ پر نہ مارو، اور اسے برانہ کہو اور اسے نہ چھوڑو مگر گھر میں۔“

5- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقَّةٌ سَاقِطَةٌ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل و انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے جسم کا ایک دھڑ الگ ہو گیا ہوگا۔“

پردہ کی باتیں

1- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قَدِرَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا چاہے تو یہ دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ تو ہم کو شیطان سے بچا اور جو اولاد ہمیں عطا ہو اسے بھی شیطان سے بچا۔ پھر اگر عورت مرد کے درمیان اسی صحبت سے لڑکا پیدا ہونا مقدر ہو گیا (یعنی حمل قرار پا گیا) تو شیطان اس لڑکے کو کبھی ضرر نہیں پہنچائے گا۔“

2- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَوْحَىٰ إِلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نِسَاءُكُمْ حَرْتُ لَكُمْ فَأَتُوا حُرَّتْكُمْ (الاية) أَقْبِلْ وَادْبَلْ وَاتَّقِ الذُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ جو نازل کی گئی نِسَائِكُمْ حَرَّتْ لَكُمْ یعنی تمہاری عورتیں تمہاری بھتی ہیں تم اپنی بھتی میں جس طرح چاہو آؤ۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے سے آؤ پیچھے سے آؤ لیکن پیچھے کے مقام میں صحبت کرنے سے بچو اور حالت حیض (میں ہمبستری) کرنے سے پرہیز کرو۔“

3- عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ۔ (احمد، ترمذی)

”حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق بات (کے اظہار) سے شرم نہیں فرماتا تم لوگ عورتوں کے پیچھے کے مقام میں صحبت نہ کرو۔“

4- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً فِي الذُّبُرِ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو مرد یا عورت کے ساتھ اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے۔“

5- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَةً فِي ذُبُرِهَا۔ (احمد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی سے اس کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے وہ ملعون ہے۔“

دیکھنا جائز نہیں

1- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ

اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی پردہ میں رکھنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس عورت کو گھورتا ہے یعنی کسی اجنبی عورت کو دیکھنا شیطانی کام ہے۔“

2۔ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَمِيمُونَةُ اِذَا اَقْبَلَ اِبْنُ مَكْتُومٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَفَعَمِيَا وَاِنْ اَنْتُمَا السُّتَمَا تَبْصِرَانِه۔ (احمد، ترمذی۔ ابوداؤد)

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور حضرت میمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی کہ (ایک نابینا صحابی) ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سامنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ رہے تھے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم دونوں سے) فرمایا کہ پردہ کر لو (حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی۔“

یعنی مرد کیلئے جس طرح اجنبی عورت کو دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح عورت کیلئے بھی اجنبی مرد کو دیکھنا ناجائز نہیں

3۔ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفِجَاءَةِ قَامَرِيٍّ اَنْ اُنْصَرِفَ بَصَرِي۔ (مسلم)

”حضرت جریر بن عبد اللہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم فرمایا۔“

4۔ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَلِيُّ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ۔ (ترمذی)

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! (اجنبی عورت پر) ایک نگاہ کے بعد دوسری نگاہ مت ڈالو کہ اچانک پڑ جانے والی پہلی نگاہ

تمہارے لیے معاف ہے دوبارہ دیکھنا جائز نہیں۔“

5- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْمَرْأَةَ تَقْبَلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ الشَّيْطَانِ إِذَا أَحَدُكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيُعِمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوقِعْهَا فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّمَا فِي نَفْسِهِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں آگے آتی ہے اور شیطان کی شکل میں پیچھے جاتی ہے جب تم میں سے کسی کو غیر عورت اچھی معلوم ہو تو پھر اس کا خیال دل میں جم جائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے اور اس سے ہم بستری کر لے اس لیے کہ ایسا کرنا اس کے دل کے شہوانی خیال کو دور کر دے گا۔“

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی

1- عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَا لَا يَبِيتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ نَيْبَةٍ إِلَّا أَنْ تَكُونَ ذَلِكَ أَوْ ذَا مَحْرَمٍ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار! کوئی مرد کسی نئی بہ بیعتی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ گزارے مگر صرف اس حالت میں کہ وہ مرد یا تو اس کا شوہر ہو یا اس کا محرم۔“

2- عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثَالِثُهَا الشَّيْطَانُ۔ (ترمذی)

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کیساتھ تنہائی میں نہیں جمع ہوتا لیکن اس حال میں کہ وہاں دو کے علاوہ تیسرا شیطان بھی ہوتا ہے۔“

3- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا كُنتُمْ وَالْدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمَوَ قَالَ الْحَمَوُ

الْمَوْتُ۔ (مسلم)

”حضرت عقبہ عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم (غیر) عورتوں کے پاس جانے سے بچو، ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر وہ اس عورت کا دیور ہو تو فرمایا دیورتو موت ہے۔“ (یعنی وہ اور بھی خطرناک ہے)

4- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ مَعَ أَحَدَى نِسَائِهِ فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَدَعَاهُ فَقَالَ يَا فَلَانُ هَذِهِ زَوْجَتِي فَلَانَةُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَنْ كُنْتُ أَظُنُّتُ بِهِ فَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّ بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِّ۔ (مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنی ایک بیوی کے ہمراہ تھے اتنے میں ایک شخص سامنے سے گزرا حضور ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا اے فلاں! سن لے یہ عورت میری فلاں بیوی ہے۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ! جب میں کسی اور کے ساتھ بدگمانی نہیں کرتا تو معاذ اللہ آپ ﷺ کے ساتھ بدگمانی کروں گا۔ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا بات دراصل یہ ہے کہ شیطان انسان کے بدن کے اندر خون کی نالیوں میں دوڑتا پھرتا ہے اس لیے یہ اندیشہ کچھ بعید نہیں کہ وہ تیرے دل میں وسوسہ ڈال دے کہ رسولِ خدا ایک اجنبی عورت کے ساتھ ہیں۔“

زنا، لواطت

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ (بخاری۔ شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے (اس وقت) مومن نہیں رہتا یعنی مومن کی صفات سے محروم ہو جاتا ہے۔“

2- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الزِّنَا إِلَّا اخَذُوا بِالسِّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيهِمُ الرِّشَاءُ إِلَّا

اُخِذُوا بِالرُّعْبِ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے وہ قوم قحط سالی میں ضرور مبتلا کی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے وہ (اپنے دشمن کے) خوف و ہراس میں مبتلا رہتی ہے۔“

3- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا زَنَى بِامْرَأَةٍ فَأَمَرَهُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَجُلِدَ الْحَدُّ ثُمَّ أُخْبِرَ أَنَّهُ مُحْصَنٌ فَأَمَرَ بِهِ فُرْجَمَ۔ (ابوداؤد)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوڑے لگوائے پھر خبر دی گئی وہ محسن (یعنی شادی شدہ) ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کر دیا یعنی لوگوں نے پتھروں سے مار مار کر ہلاک کر دیا۔“

4- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ وَجَدَ ثُمُوءَ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمٍ لُوطٍ فَاغْتُلُّوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو تم (حضرت) لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔“

5- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَآبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمٍ لُوطٍ رَوَاهُ رِزِينَ وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَلِيًّا أَحْرَقَهُمَا وَآبَا بَكْرٍ هَدَمَ عَلَيْهِمَا حَائِطًا۔

”حضرت ابن عباس و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قوم لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ (رزین) اور انہیں کی ایک روایت میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فعل بد کرنے والے اور کرانے والے دونوں کو جلا دیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرا دی۔“

انتباہ:

1- یہاں اگر حکومت اسلامی ہوتی تو زانی کو سوہوہ اکوڑے مارے جاتے یا سنگسار کیا جاتا یعنی اس قدر پتھر مارا جاتا کہ وہ مرجاتا مگر اس حال میں زانی اور زانیہ کے لیے یہ حکم ہے

کہ مسلمان ان کا پورے طور پر بایکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سلام و کلام اور ہر قسم کے اسلامی تعلقات ختم کر دیں تو تا وقتیکہ توبہ کر کے وہ اپنے گناہ سے باز نہ آجائیں۔ اگر مسلمان ایسا نہیں کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔“

2۔ لواطت کرنے والے جسمانی طور پر بھی سخت سزا کے مستحق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جلا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر دیوار گرا دی اور ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انہیں قتل کر دو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل نہایت خبیث ہے بلکہ زنا سے بھی بدتر ہے۔

زمانہ موجودہ میں لواطت کرنے والے اور کرانے والے کے متعلق یہ حکم ہے کہ مسلمان ان سے پورے طور پر قطع تعلق کریں اور اس خبیث فعل سے باز آ جانے کے لیے ان پر اپنی طاقت بھرا تہی سختی کریں کہ وہ اپنے اس گندے خلاف فطرت فعل سے باز آجائیں اگر مسلمان اپنی غفلت سے کام لے کر خاموشی اختیار کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔



کتاب الطلاق

1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ابْغِضُ الْحَلَائِلَ إِلَى اللَّهِ الطَّلَاقُ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمام حلال چیزوں میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔“

2- عَنْ ثُوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلْتُ زَوْجَهَا طَلَاقًا

فِي غَيْرِ مَا بَاسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی عذر معقول کے شوہر سے طلاق مانگے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔“

3- عَنْ مُحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ قَالَ أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ

ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانٌ ثُمَّ قَالَ أَيْلَعَبُ بِيكْتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
وَأَنَا بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ۔ (نسائی)

”حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دی ہیں۔ یہ سنتے ہی حضور ﷺ غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں۔“

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ امْرَأَةٌ رِفَاعَةَ الْقُرْظِيَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

فَقَالَتْ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبِتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الزَّيْبِرِ^(۱) وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الشَّوْبِ فَقَالَ أَتُرِيدِينَ

أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَا حَتَّى تَذُوقِي مُسِيلَتَهُ وَيَذُوقِ

عُسَيْلَتِكَ۔ (بخاری، مسلم)

1- بفتح الزاء المنقوطة وكسر لاء باء الموحدة على وزن الأمير۔ ۲ امنه

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں رفاعہ کے پاس تھی تو انہوں نے مجھے طلاق دی پھر میری طلاق قطعی کر دی یعنی مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ اس کے بعد میں نے عبد الرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا اور نہیں ہے ان کا (عضو) مگر کپڑے کے دامن کی طرح نرم (یعنی وہ ہمبستری کی قدرت نہیں رکھتے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوٹ کر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت تک ان کی طرف لوٹ کر نہیں جاسکتی ہو جب تک کہ تم عبد الرحمن سے اور وہ تم سے جنسی حظ نہ حاصل کر لیں۔“

انتباہ

1- طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ رجعی، بائن اور مغلظہ۔ طلاق رجعی کا مطلب یہ ہے کہ شوہر عدت کے اندر رجعت کر سکتا ہے خولہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ اور بعد عدت عورت کی مرضی سے نکاح کر سکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور طلاق بائن کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی مرضی سے شوہر عدت کے اندر نکاح کر سکتا ہے اور عدت کے بعد بھی حلالہ کی ضرورت نہیں۔ اور طلاق مغلظہ کا مطلب یہ ہے کہ عورت بغیر حلالہ شوہر اول کے لیے جائز نہ ہوگی (2)۔

2- حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو عدت پوری ہونے کے بعد دوسرے سے نکاح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس سے وطی بھی کرے اب دوسرے شوہر کی موت یا طلاق کے بعد عدت پوری ہونے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے فوراً بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس لیے کہ غیر مدخولہ کے لیے عدت نہیں۔ (عالمگیری، بہار شریعت وغیرہ)

حدیث شریف میں حلالہ کرنے پر جو لعنت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے۔ اور اگر ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط نہ لگائی جائے تو کوئی

2- رجعی بائن اور طلاق مغلظہ کی صورتیں بہار شریعت وغیرہ سے معلوم کریں۔ ۱۲۱۰ھ

قباحت نہیں بلکہ اگر بھلائی کی نیت ہو تو مستحق اجر ہے در مختار المختار صفحہ ۵۵۹ جلد ۲ میں ہے۔
لعن المحلل والمحلل له بشرط التحليل كثر وجتك على ان احللک۔ اما
اذا اضمرد ذلك لا يكره وکان الرجل ما جورا القصد الاصلاح۔ یعنی حلالہ
کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر اس صورت میں لعنت کی گئی ہے کہ جب ایجاب و
قبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے مثلاً مرد عورت سے یوں کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا
اس بات پر کہ تو شوہر اول کیلئے حلال ہو جائے۔ لیکن اگر حلالہ کی نیت دل میں ہو^(۱) تو اس
میں کوئی قباحت و کراہت نہیں بلکہ اگر اصلاح کی نیت سے ہو تو موجب اجر ہے۔

3- طلاق دینا جائز ہے لیکن بغیر وجہ شرعی ممنوع ہے۔

4- وجہ شرعی ہو تو طلاق دینا مباح ہے بلکہ اگر عورت شوہر کو یا دوسروں کو تکلیف دیتی ہو یا نماز
نہ پڑھتی ہو تو طلاق دینا مستحب ہے۔

5- اگر شوہر نامرد ہے یا اس پر کسی نے جادو کر دیا ہو کہ ہمبستری نہیں کر پاتا اور اس کے ازالہ
کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو ان صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے اگر طلاق
نہیں دے گا تو گنہگار ہوگا۔ (بہار شریعت بحوالہ در مختار وغیرہ)

عدت

1- عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْإِسْلَمِيَّةَ نَفَسَتْ بَعْدَ وَقَاةٍ زَوْجَهَا
بِلَيْالٍ فَجَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَاذَنْتُهُ أَنْ تُنِكَحَ فَأَذِنَ لَهَا فَكَتَحَتْ۔

(بخاری شریف)

”حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ کو شوہر کے انتقال کے کچھ

عرصہ بعد بچہ تولد ہوا تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح کی اجازت

طلب کی۔ حضور ﷺ نے ان کو اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کر لیا۔“

معلوم ہو کہ بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ

علیہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ عدت حامل وضع حمل ست (اشعۃ المبعات جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

1- اور ایجاب و قبول میں حلالہ کی شرط کا ذکر نہ آئے۔

اور بیوہ اگر حاملہ نہ ہو تو اس کی عدت چار مہینہ دس دن ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے

وَالَّذِينَ يَتَوَقَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۳۳)

”تم میں جو مریں اور بیپاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

اور طلاق والی عورت اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ (سورہ الطلاق آیت ۵)

”اور حمل والوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل پیدا کر لیں۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر آئندہ یعنی پچپن سالہ یا نابالغہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

وَالشَّيْءُ يَنْتَسِنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ۔ (سورہ الطلاق آیت ۵)

”اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

اور طلاق والی مدخولہ عورت اگر حاملہ نابالغہ یا پچپن سالہ نہ ہو یعنی حیض والی ہو تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ خواہ تین حیض تین ماہ یا تین سال یا اس سے زیادہ میں آئیں۔

کما قال اللہ تعالیٰ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔

اور طلاق والی غیر مدخولہ عورت کے لیے کوئی عدت نہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ۔ (سورہ الاحزاب آیت ۴۹)

”اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے
چھوڑ دو تو تمہارے لیے کچھ عدت نہیں۔ (ترجمہ کنز الایمان)

انتباہ

عوام میں جو مشہور ہے کہ طلاق والی عورت کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے تو یہ بالکل غلط
ہے اور بے بنیاد ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

حلال اور حرام جانور

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمُرَ الْأُنْثِيَّةَ
وَالْحُومَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَكُلَّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ
الطَّيْرِ۔ (ترمذی)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے گھریلو گدھوں، خچروں، درندوں
اور بچہ سے شکار کرنے والے پرندوں کے گوشت کو خیر کے دن حرام قرار دیا۔“

2- عَنْ سَفِينَةَ قَالَتْ أَكَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَحْمَ حُبَارَى۔ (ابوداؤد)

”حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کے ساتھ سرخاب کا
گوشت کھایا۔“

3- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ۔
(بخاری، مسلم)

”حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو مرغ کا گوشت
تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔“

4- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ رَأَى حِمَارًا وَحَشِيًّا فَعَقَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ
مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رَجُلُهُ فَأَخَذَهَا فَأَكَلَهَا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیل گائے کو دیکھا تو شکار کیا
حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ ہے؟

عرض کیا، اس کی ران ہے، حضور ﷺ نے اس کو قبول فرمایا اور کھایا۔

5- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ

الْمَيْتَتَانِ الْحَوْتُ وَالْجِرَادُ وَالْدَمَانِ الْكَبِدُ وَالطَّحَالُ۔ (احمد، ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لئے دو مردار جانور اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ مردار جانوروں میں تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کیلجی اور تلی ہیں۔“

6- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَلْقَاهُ الْبَحْرُ وَجَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ

فَكُلُّوهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوهُ۔ (ابن داؤد، ابن ماجہ)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دریا نے جس مچھلی کو باہر پھینک دیا اس کو کھاؤ اور جو پانی میں تیرنے لگے اسے نہ کھاؤ۔“

7- عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا رَفَعَ الْحَدِيثَ إِنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ

بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ مَنْ تَرَكَهِنَّ خَشِيَةً فَأَيُّ فَلَيْسَ مِنَّا۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

”حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار اقدس ﷺ سانپوں کو مار ڈالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص اس ڈر سے نہ مارے کہ دوسرے سانپ اس سے بدلہ لیں گے تو ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔“

8- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ

كُتِبَتْ لَهُ مِائَةٌ حَسَنَةٍ الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ وَفِي الثَّلَاثَةِ دُونَ ذَلِكَ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو گرگٹ یا چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارے۔ اس کے نامہ اعمال میں سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے بھی کم۔“

انتباہ

1- غراب الا بقیع یعنی وہ کو جو مردار کھاتا ہے حرام ہے در مختار میں ہے۔ لا یحل الغراب

الا بقیع الذی ینا کل الجیف انه ملحق بالخبائث۔ اور مہو کا کہ یہ کو بے کی

طرح کا ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے

2- مچھلی کے علاوہ پانی کے سب جانور حرام ہیں جیسے کچھوا، مگر مچھ وغیرہ۔

3- جھینگا کے مچھلی ہونے میں اختلاف ہے لہذا اس سے بچنا بہتر ہے۔

4- پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی کہ جس سے مچھلی مر گئی اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مری ہے تو مچھلی حلال ہے۔

5- خرگوش جو بلی کی طرح کا ایک تیز رفتار جانور ہوتا ہے حلال ہے۔ ہدایہ صفحہ ۲۲۵ میں ہے۔ لا باس بکل الارنب لان النبی ﷺ اکل خین اھدی الیہ مشویا و امر اصحابہ رسول اللہ رضی اللہ عنہم بالا کل منہ۔

شکار اور ذبح

1- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ أَحَدًا أَصَابَ صَيْدًا وَلَيْسَ مَعَهُ سِكِّينٌ أَيْذِبُهُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا فَقَالَ أَمْرٌ الدَّمُ بِمَا شِئْتَ وَأَذْكَرُ اسْمِ اللَّهِ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

”حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر ہم میں سے کسی کو شکار مل جائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا وہ پتھر اور لاٹھی کی پچی سے اس کو ذبح کر سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر جس چیز سے چاہو خون بہا دو۔ ذبح ہونے کا حق ادا ہو جائے گا۔“

2- عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَا عَلِمْتُ مِنْ كَلْبٍ أَوْ بَازٍ ثُمَّ أَرْسَلْتَهُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا امْسَكَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلَ قَالَ إِذَا قَتَلَهُ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا امْسَكَهُ عَلَيْكَ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کتے یا باز کو تم نے سکھایا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کو شکار پر چھوڑ دو تو جس جانور کو وہ تمہارے لئے پکڑ رکھے (اور خود نہ کھائے) تو اس کو تم کھا لو۔ میں نے

عرض کیا اگرچہ وہ شکار کو مار ڈالے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب وہ شکار کو مار ڈالے اور وہ خود اس میں سے کچھ نہ کھائے تو شکار کو اس نے تیرے لئے پکڑ رکھا ہے۔

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا شَيْئًا كَلَبَ مَا أَوْ صَيْدًا أَوْ زِدْعًا انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مویشی کی حفاظت یا شکار کرنے یا کھیت کی نگہبانی کے مقاصد کے علاوہ صرف شوق کیلئے کتا پالے تو روزانہ ایک قیراط کی مقدار اس کا ثواب کم ہوگا۔“

4- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَأَلَ اللَّهُ عَنْ قَتْلِهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّهَا قَالَ أَنْ يَذْبَحَهَا فَيَاكُلَهَا وَلَا يَقْطَعَ رَأْسَهَا فَيُرْمَى بِهَا۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

”حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چڑیا یا اس سے بڑے پرندے کو ناحق مارے تو خدائے تعالیٰ اس کے متعلق بھی باز پرس کرے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! پرندوں کا کیا حق ہے فرمایا انہیں ذبح کرے تو کھائے نہ یہ کہ سر کاٹ کر پھینک دے۔“

5- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا أَقْوَامًا حَدِيثُ عَهْدِهِمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَنَا بِلَحْمَانِ لَا نَدْرِي أَيُّدُكُمُونَ اسْمِ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ أَذْكُرُوا انْتَمَ اسْمُ اللَّهِ وَكُلُّوا۔ (بخاری)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہاں کچھ قومیں رہتی ہیں جن کے شرک کا زمانہ بہت قریب ہے (یعنی نو مسلم ہیں) وہ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ ذبح کرتے وقت وہ خدائے تعالیٰ کا نام لیتے ہیں یا نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہو اور کھاؤ۔“

6- عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَ لِيُحَدِّثَ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلِيُرِحَ ذَبِيحَتَهُ۔ (مسلم)

”حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب (جانور) ذبح کرنا چاہو تو ٹھیک طرح سے ذبح کرو۔ اپنی چھری کو تیز کر لو اور ذبیحہ کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔“

انتباہ

- 1- ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ حلقوم جس میں سانس آتی جاتی ہے۔ مری جس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ ان دونوں کے اگل بغل دور گیس ہوتی ہیں جن میں خون کی روانی ہوتی ہے ان کو دو جین کہتے ہیں۔
- 2- چار رگوں میں سے تین کٹ گئیں یا ہر ایک کا اکثر حصہ کٹ گیا تو ذبیحہ حلال ہے۔
- 3- مشرک اور وہابی، مرتد، دہریہ، نیچری کا ذبیحہ حرام و مرداز ہے۔
- 4- ہندو نے کہا کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہا کہ میں مسلمان سے خرید کر لایا ہوں تو اس کا کھانا جائز ہے۔ درمختار میں ہے۔ اصلہ ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات۔
- 5- ذبح کرنے میں قصداً بسم اللہ اللہ اکبر نہ کہا تو جانور حرام ہے اور بھول کر ایسا ہوا تو حلال ہے۔ (ہدایہ جلد ۲، صفحہ ۴۱۹، بہار شریعت)
- 6- اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا سر کٹ کر جدا ہو جائے مکروہ ہے۔ مگر وہ ذبیحہ کھایا جائے گا یعنی کراہت اس فعل میں ہے نہ کہ ذبیحہ میں۔ (ہدایہ، بہار شریعت)
- 7- بکری اور بھینس وغیرہ میں بائیس ۲۲ چیزیں ناجائز ہیں۔ (۱) اوچھڑی (۲) آنتیں (۳) مثانہ (۴) خبیہ (۵) ذکر یعنی علامت نر (۶) فرج یعنی علامت مادہ (۷) پاخانہ کا مقام (۸) رگوں کا خون (۹) گوشت کا خون جو ذبح کے بعد گوشت سے نکلتا ہے (۱۰) دل کا خون (۱۱) جگر کا خون (۱۲) طحال (۱۳) پتہ (۱۴) پت یعنی وہ زرد پانی جو کہ پتہ میں ہوتا ہے (۱۵) غدود (۱۶) حرام مغز (۱۷) گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک کھینچے رہتے ہیں (۱۸) ناک کی رطوبت (۱۹) نطفہ خواہ نر کی منی مادہ میں پائی جائے یا خود اس جانور کی ہو (۲۰) وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے (۲۱) وہ گوشت کا ٹکڑا جو

رحم میں نطفہ سے بنتا ہے چاہے اعضا بنے ہوں یا نہ بنے ہوں (۲۲) بچہ تام الخلق یعنی جو رحم میں پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا ذبح کے بغیر مر گیا۔

8- اولیائے کرام کی نذر و نیاز کے جانور کا گوشت جائز ہے جبکہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا گیا ہو جیسا کہ تفسیرات احمدیہ صفحہ ۲۲ پارہ دوم کی آیت کریمہ و ما اهل به لغير اللہ کے تحت ہے۔ البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم في زماننا حلال طيب لانه لم يذكر اسم غير الله عليها وقت الذبح و ان كانوا ينذرونها له۔

9- شکاری جانور کا کیا ہوا شکار مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ اولی شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔ دوم اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو دبوچ کر نہ مارا ہو۔ سوم شکاری جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔ چہارم اگر شکار کے مرنے سے پہلے شکاری اس کے پاس پہنچا تو اس نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کیا ہو۔ ان شرطوں میں سے اگر کوئی شرط نہ پائی گئی تو جانور حلال نہ ہوگا۔ (خزان العرفان)

10- سکھائے ہوئے شکاری جانور کی پہچان یہ ہے کہ اگر شکار پر چھوڑا جائے تو چھٹ جائے اور روکا جائے تو رک جائے۔ اور شکار کئے ہوئے جانور کو مالک کیلئے چھوڑ رکھے اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ تفسیر جلالین صفحہ ۹۳ میں ہے۔ علامتها ان تسترسل اذا ارسلت و تنزجرا اذا زجروا تمسك الصيد و لا تاكل منه۔

11- بندوق یا غلیل کا کیا ہوا جانور اگر مر جائے تو حرام ہے۔ (رد المحتار۔ بہار شریعت) اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔ لا يحل صيد البندق و الحجرام۔

12- جو شکار شوقیہ محض بغرض تفریح ہو، بندوق غلیل کا ہو خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ کبھی کبھی مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ درمختار کتاب الصيد میں ہے۔ هو مباح الا للتلهي كما هو الظاهر۔

13- بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ مینڈکی کانٹے میں پرو دیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اس سے جانور کو ایذا دینا ہے۔ اسی طرح زندہ گھینسا (کیچوا) کانٹے میں پرو کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔

(بہار شریعت جلد ہفتم صفحہ ۲۷۳)

14- بعض لوگ قصاب کے پیشہ کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ اس کی کراہت کا قول کسی سے منقول نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار)

قربانی

1- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوا قَالِ الصُّوفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ۔ (احمد، ابن ماجہ)

”حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس سے ہم کو ثواب ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے عرض کیا اور اون یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا کہ اون کے ہر بال میں نیکی ملے گی۔“

2- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِحْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَلَهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالْأَرْضِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کے ایام میں ابن آدم کا کوئی عمل خدائے تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں۔ اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں، کھردوں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدائے تعالیٰ کے نزدیک مقام مقبول پر پہنچ جاتا ہے۔“

3- عَنْ حَنْشَلٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُصَيِّحُ بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا فَقَالَ إِنَّ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ صَانِي أَنْ أُضْحِيَ عَنْهُ فَإِنَّا
أُضْحِيَ عَنْهُ۔ (ابوداؤد)

”حضرت حنظل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دو دنے ذبح کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں حضور ﷺ کی جانب سے قربانی کیا کروں تو میں (دوسرا دن بہ حضور ﷺ کی جانب سے) قربانی کر رہا ہوں۔“

4۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يُضَحَّ فَلَا يَقْرُبَنَّ مَصَلَاتَنَا۔ (ابن ماجہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب ہرگز نہ آئے۔“

5۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ هَلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَارَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ۔ (مسلم)

”حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بقر عید کا چاند دیکھو تو تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ بال منڈانے، ترشوانے اور ناخن کٹوانے سے رکارہے۔“

انتباہ

1۔ قربانی کے مسئلے میں صاحب نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامان تجارت یا سامان غیر تجارت کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجتِ اصلیہ سے زائد ہوں۔

2۔ جو مالک نصاب اپنے نام سے ایک بار قربانی کر چکا ہے اور دوسرے سال بھی وہ صاحب نصاب ہے تو پھر اس پر اپنے نام سے قربانی واجب ہے اور یہی حکم ہر سال کا ہے۔ حدیث میں ہے: اَنْ عَلَيَّ كُلِّ اَهْلٍ بَيْتٍ فَنِي كُلِّ عَامٍ اضْحِيَةٌ۔ (ترمذی)

3- اگر کوئی صاحب نصاب اپنی طرف سے قربانی کرنے کی بجائے دوسرے کی طرف سے کر دے اور اپنے نام سے نہ کرے تو سخت گناہ گار ہوگا لہذا اگر دوسرے کی طرف سے بھی کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے ایک دوسری قربانی کا انتظام کرے۔

4- بعض لوگوں کا جو یہ خیال ہے کہ ”اپنی طرف سے زندگی میں صرف ایک بار قربانی واجب ہے“ شرعاً غلط اور بے بنیاد ہے اس لئے کہ مالک نصاب پر ہر سال اپنے نام سے قربانی واجب ہے۔

5- دیہات میں دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق کے بعد ہی قربانی کرنی جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد کرے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۵، مصری صفحہ ۳۶۰ میں ہے۔ الوقت المستحب للضحیۃ فی حق اهل السواد بعد طلوع الشمس۔

6- شہر میں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں۔ (بہار شریعت)

7- شہری آدمی کو قربانی کا جانور دیہات میں بھیج کر نماز عید سے پہلے قربانی کرا کے گوشت کو شہر میں منگوا لینا جائز ہے۔ درمختار مع ردالمختار جلد ۵ صفحہ ۲۰۹ میں ہے۔ حیلۃ مصری اراد التعجیل ان ینخر جہا لخارج المصر فیضحی بہا اذا طلع الفجر۔

8- قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں سے کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ درمختار میں ہے۔ لا یعطی اجر الجزاء منها۔

9- قربانی کا گوشت کافر کو دینا جائز نہیں۔

10- قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھیں اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھیں۔ انی و جہت و جہی للذی فطر السموت و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ و بذالك امرت و انا من المسلمین پھر اللہم منك و لك بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کریں۔ قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں۔ اللہم تقبل منی کما تقبلت من خلیلک ابراہیم علیہ السلام و حبیبک ﷺ۔

اور اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کرتا ہے تو منی کی جگہ من کے بعد اس کا نام لے۔

عقیقہ

- 1- عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَاهْرِيْقُوا عَنْهُ ذَمًّا۔ (بخاری شریف)
- ”حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے (کی پیدائش) کے ساتھ عقیقہ ہے لہذا اس کی جانب سے جانور ذبح کرو۔“
- 2- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعِنْدَهُ النَّسَائِيُّ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ۔

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا (ابوداؤد) اور امام نسائی کی روایت میں دو دو مینڈھے کا ذکر ہے۔“

- 3- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَلَدَ لَكَ وَلَدًا فَاحْبَبْ أَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكَ عَنْ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَ عَنِ الْجَارِيَةِ شَاةً۔ (ابوداؤد)

”حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص کے کوئی اولاد پیدا ہوئی پھر اس نے اس کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہا تو وہ لڑکے کی جانب سے دو بکری اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ذبح کرے۔“

انتباہ

- 1- عقیقہ کیلئے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکے تو جب چاہے کر سکتا ہے۔ سنت ادا ہو جائے گی۔

2- لڑکے کے عقیقہ میں بکرا اور لڑکی کے عقیقہ میں بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے لیکن اگر لڑکے کے عقیقہ میں بکری اور لڑکی کے عقیقہ میں بکرا ذبح کیا جب بھی حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

3- قربانی کی طرح عقیقہ میں بھی بکرا اور بکری کی عمر ایک سال ہونا ضروری ہے۔

(بہار شریعت)

4- عوام میں جو مشہور ہے کہ ”عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ دادا دادی اور نانی بنہ کھائیں“ یہ غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

5- عقیقہ کے جانور کو ذبح کرنے کیلئے بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور ذبح سے پہلے دعا پڑھے۔ اللہم هذه العقیقة لا بنی فلان دَمُهَا بِدَمِهِ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهِ وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهِ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهِ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهَا اللہم اجعلها فداء لا بنی من النار انی وجهت و جهی للذی فطر السموت و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العلمین لا شریک له و بذلک امرت و انا من المسلمین۔ پھر اللہم منك و لك بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ اگر اپنا لڑکا ہو تو دعا میں لا بنی کے بعد فلاں کی جگہ اپنے لڑکے کا نام لے۔ اور اگر لڑکی ہو لا بنی کی جگہ لا بنتی کہہ کر لڑکی کا عقیقہ میں دمہا بدمہ و لحمہا بلحمہ۔ وغیرہ مذکر کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا اور لڑکی کے عقیقہ میں دمہا بدمہا و لحمہا بلحمہا وغیرہ مؤنث کی ضمیر کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

اچھے برے نام

1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ۔ (مسلم)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے

نزدیک تمہارے ناموں میں بہترین نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے۔“

2- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْعُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَاءِكُمْ فَاحْسِنُوا أَسْمَاءَكُمْ - (احمد ابو داؤد)

”حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو

تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا لہذا اپنے نام اچھے رکھو۔“

3- عَنْ أَبِي وَهَبٍ الْجُثَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْمَوْنَ بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ - (ابو داؤد)

”حضرت ابو وہب جثمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کے

ناموں پر نام رکھو۔“

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوا بِاسْمِي - (بخاری، مسلم)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو۔“

5- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَلِدَ لَهُ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدًا مِنْهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ - (طبرانی، کبیر)

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص

کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے تو وہ بالیقین

(ایمان و عشق) کے تقاضے سے جاہل ہے۔“

6- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْإِسْمَ الْقَبِيحَ - (ترمذی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام کو (اچھے نام سے) بدل

دیا کرتے تھے۔“

7- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةٌ فَسَمَّيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيلَةً - (مسلم)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی ایک صاحب

زادی تھیں جن کا نام عاصیہ تھا رسول کریم ﷺ نے ان کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔

انتباہ

1- جس کا نام عبد الرحمن، عبد الخالق، عبد المعبود، عبد القدوس یا عبد القیوم ہو اسے رحمٰن، خالق، معبود، قدوس، قیوم کہنا حرام ہے اس لئے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز ہے۔ ہاں اگر عبد الرحیم، عبد الکریم، عبد العزیز قسم کا نام ہو تو رحیم، کریم، عزیز بھی کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ ان کا اطلاق غیر اللہ پر جائز ہے۔

2- عبد المصطفیٰ، عبد الرسول، عبد النبی نام رکھنا جائز ہے کہ اس سے نسبت کی شرافت مقصود ہے اور عبودیت کے حقیقی معنی یہاں مقصود نہیں ہیں۔ رہی عبد کی اضافت غیر اللہ کی طرف تو یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ (بہار شریعت)

3- غلام محمد، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین، وغیرہ جن میں انبیاء، صحابہ یا اولیائے کرام کے نام کی طرف غلام کی اضافت کر کے نام رکھا جائے جائز ہے۔ اسی طرح محمد بخش، نبی بخش، پیر بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ جن میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ بخش کا لفظ ملایا گیا ہو جائز ہے۔ (بہار شریعت)

4- محمد نبی، احمد نبی، محمد رسول، رسول اللہ، نبی اللہ یا نبی الزماں نام رکھنا حرام ہے کہ ان میں حقیقتہً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا۔ مگر صورتِ ادعا ضرور ہے اور وہ یقیناً حرام ہے۔ (احکام شریعت، بہار شریعت)

5- انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم کی بیویوں اور لڑکیوں نیز صحابیات رضی اللہ عنہن کا مبارک سنجیدہ اور پر وقار نام چھوڑ کر آج کل لوگوں نے بازاری عورتوں کے بھڑک دار نام پر اپنی لڑکیوں کا نام رکھنا اختیار کر لیا ہے۔ جیسے نجمہ، ثریا، مشتری اور پروین وغیرہ۔ ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے۔

کھانے کا بیان

1- عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ

الشَّيْطَانُ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ۔ (مسلم)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کھانے کو شیطان اپنے لئے حلال سمجھتا ہے۔“

2- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَاكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص کچھ کھانا چاہے تو دواہنے ہاتھ سے کھائے اور جب کوئی پینا چاہے تو دواہنے ہاتھ سے پئے۔“

3- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کچھ کھائے اور نہ کچھ پئے اس لئے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا اور پیتا ہے۔“
(چائے اور بیٹری بگریٹ بھی بائیں ہاتھ سے نہیں پینا چاہیے۔)

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْخُلُوءَ وَالْعُسْلَ۔ (بخاری شریف)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ خلوا اور شہد پسند فرماتے تھے۔“

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلوا بہد قصر اطلاق کردہ نمی شود مگر برانچہ ساختہ باشند آنرا بصنعت و جامع باشند میاں چربی و شیرینی کذا فی مجمع البحار۔ (اشعۃ المنعمات جلد ۳ صفحہ ۴۹۱)

یعنی خلوا صرف اس کو کہا جاتا ہے کہ جو مخصوص طریقہ سے بنایا جاتا ہے اور میٹھا اور چربی کا ہوتا ہے اسی طرح مجمع البحار میں ہے۔ (لہذا خلوا کا ترجمہ محض شیرینی کرنا صحیح نہیں ہے)

5- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَاَمْلُؤْهُ قَانَ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَ فِي الْاُخَرِ شِفَاءً فَاِنَّهُ يَتَّقِيْ بِجَنَاحَيْهِ الَّذِيْ فِيْهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمَسْهُ كُلَّهُ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے اور اسی بازو سے اپنے آپ کو بچاتی ہے جس میں بیماری ہے (تو وہ کھانے میں پہلے پڑ جاتا ہے) لہذا اسے پوری ڈبودو۔“

6- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنْ اَشْتَهَاهُ اَكَلَهُ وَاِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ۔ (بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔“

7- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَنَسِيَ اَنْ يَذْكُرَ اللَّهَ عَلَى طَعَامِهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ اَوَّلَهُ وَ اٰخِرَهُ۔ (ترمذی)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے اور کھانے پر وہ اللہ عزوجل کا نام لینا بھول جائے تو اس کو چاہئے کہ درمیان ہی میں یہ دعا پڑھ لے بِسْمِ اللَّهِ اَوَّلَهُ وَ اٰخِرَهُ۔“

8- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيْ اطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِيْ اطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (۱)

انتباہ

بعض دسترخوانوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بچھانا اور ان پر کھانا منع ہے۔

(بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۸۷)

۱- یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا سیراب کیا اور مسلمان بنایا۔ ۱۲ منہ

پینے کا بیان

1- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَشْرَبُوا وَاحِدًا كَشْرَبِ الْبَعِيرِ وَلَكِنْ تَشْرَبُوا مِثْنِي وَثَلَاثَ وَسَمُوْا إِذَا أَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمَدُوا إِذَا أَنْتُمْ رَفَعْتُمْ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کی طرح ایک سانس میں کوئی چیز نہ پیو۔ بلکہ دو دو تین تین مرتبہ پیو اور جب پیو بسم اللہ کہو اور جب منہ سے ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو۔“

2- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ وَيَقُولُ أَنَّهُ أَرَوَى وَأَبْرَأُ وَأَمْرًا۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ پینے میں تین بار سانس لیتے تھے (بخاری، مسلم) اور امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے تھے اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لیے مفید و خوش گوار (بھی) ہے۔“

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَاءِ أَوْ يَنْفَخَ فِيهِ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا۔“

4- عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔ (مسلم شریف)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔“

5- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقْنِيْ - (مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص نہ پئے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے تو وہ قے کر دے۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ”چوں حکم نسیان این ست در عمد بطریق خواہد بود“۔ (معجم المصنفات جلد سوم صفحہ ۵۲۲) یعنی جب بھول کر پینے میں قے کر نیکا حکم ہے تو قصداً پینے میں بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔

لباس

1- عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْبُسُورُ الْثِيَابُ الْبَيْضُ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ - (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ بہت پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں۔“

2- عَنْ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِالْعَمَامِ فَإِنَّهَا سِيَمَاءُ الْمَلَائِكَةِ وَأَرْخُومَهَا خَلْفَ ظُهُورِكُمْ - (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمامہ ضرور باندھا کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس (کے شملے) کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا لَبَسَ قَمِيصًا بَدَأَ بِيَمَانِهِ - (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کرتا پہنتے تو دائیں جانب سے شروع فرماتے۔“

4- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا رَأَى الْمُؤْمِنُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقِيهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَبِالنَّارِ قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثُ مَرَّاتٍ وَلَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّازَارَهُ بَطْرًا۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کا تہبند آدھی پنڈلیوں تک ہے اور آدھی پنڈلیوں اور ٹخنوں کے درمیان ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔ جو (کپڑا) ٹخنے سے نیچے ہو وہ آگ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو تین بار فرمایا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تہبند (یا پا جامہ) کو تکبر سے گھسٹتا چلے۔

5- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ۔ (ترمذی)

”حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندہ (کے لباس اور وضع) سے ظاہر ہو۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ازیں جا معلوم شود کہ پوشیدن نعمت و کتمان آن روا نیست و گویا موجب کفران نعمت است۔

(اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۵۳۸)

یعنی یہاں سے معلوم ہوا کہ نعمت کو پوشیدہ کرنا اور چھپانا جائز نہیں گویا نعمت کی ناشکری کا سبب ہے۔

6 عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ زَقَاقُ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَنْ يَصْلَحَ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَإِشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفِّهِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر (رضی اللہ عنہا) باریک کپڑے پہن کر حضور کے سامنے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ نہ دکھائی دینا چاہئے

سوائے اس کے اور اس کے۔ اور اشارہ فرمایا اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی جانب۔

7 عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ دَخَلْتُ حَفْصَةَ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ رَقِيقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا۔

(مالک، مشکوٰۃ)

”حضرت علقمہ بن ابوعلقمہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حفصہ بنت عبد الرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ اوڑھادیا۔“

انتباہ

آج کل عورتیں بہت باریک اور چست کپڑے پہننے لگی ہیں جس سے بدن کے اکثر اعضاء ظاہر ہوتے ہیں عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے۔
آج کل مرد بھی اسٹبل وغیرہ کا ہلکا تہبند پہنتے ہیں جس سے بدن کی رنگت جھلکتی ہیں اور ستر نہیں ہوتا مردوں کو بھی ایسا تہبند حرام ہے۔ بعض لوگ اسی کو پہن کر نماز پڑھتے ہیں۔ اس سے ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے اور بعض لوگ دھوتی باندھتے ہیں۔ دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر بھی نہیں ہوتا کہ چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا ضروری ہے اور نیکر جانگیا پہننا کہ جس سے گھٹنا کھلا رہتا ہے حرام ہے۔

جوتا پہننا

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَكْثَرُكُمْ مِنَ النَّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا اسْتَعْلَ۔ (ابوداؤد)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جوتے بکثرت استعمال کرو اس لیے کہ آدمی جب تک جوتا پہنے رہتا ہے وہ سوار کی طرح ہے۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمَنِ وَادْنُزْ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے۔“

3- عَنْ فَصَّالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَحْتَفِي أَحْيَانًا۔ (ابوداؤد)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ ہم کو حکم فرماتے تھے کہ کبھی کبھی ہم تنگے پاؤں رہیں۔

4- عَنْ أَبِي مُسْلِكَةَ قَالَ قِيلَ لِعَائِشَةَ ابْنِ امْرَأَةٍ تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

انگوٹھی

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے (مردوں) کو سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے۔“

نووی شرح مسلم جلد ثانی ص ۱۹۵ میں ہے: اجمع المسلمون على اباحة خاتم الذهب للنساء و اجمعوا على تحريمه على الرجال۔ یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کیلئے سونے کی انگوٹھی جائز اور مردوں کیلئے حرام ہے۔ اور اشعة اللمعات ج ۳ ص ۵۵۹ میں ہے کہ حرمت خاتم ذہب در حق رجال ست اماناء راحرام نیست یعنی سونے کی انگوٹھی کی حرمت مردوں کے لئے ہے لیکن عورتوں کے لئے حرام نہیں ہے۔

2- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي

يَدْرَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَخْذُهُ أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ (مسلم شریف)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دی اور فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جہنم کے انگارے کا ارداہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو کسی نے اس شخص سے کہا کہ اپنی انگٹھی اٹھا لو کسی اور کام میں لانا۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں اسے کبھی نہ لوں گا جب کہ رسول اللہ نے پھینک دی ہے۔“

3- عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبِّهِ مَالِي أَجَدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ مَالِي أَرَأَيْكَ عَلَيْكَ حُلِيَّةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ اتَّخَذَهُ قَالَ مِنْ رِزْقٍ وَلَا تُتِمِّمُهُ مِثْقَالًا۔ (ترمذی)

”حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا جو پیتل کی انگٹھی پہنے ہوئے تھا کہ کیا بات ہے تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے۔ انہوں نے وہ انگٹھی پھینک دی۔ پھر لوہے کی انگٹھی پہن کر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں دیکھتا ہوں تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اس شخص نے وہ انگٹھی بھی پھینک دی۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس چیز کی انگٹھی بنواؤں؟ فرمایا چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو یعنی وزن میں پورا ساڑھے چار ماشہ نہ ہو بلکہ کچھ کم ہو۔“

انتباہ

مردوں کو ایک سے زیادہ انگٹھی یا چھلے پہننا یا ایک سے زائد انگٹھی پہننا اگرچہ چاندی کی ہونا جائز ہے۔ (بہار شریعت)

حجامت

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفِطْرَةُ خُمُسُ الْيَحْتَانِ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْأَبْطِ - (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی انبیائے سابقین علیہم السلام کی سنت ہیں) ختنہ کرنا، موئے زیر ناف مونڈنا، مونچھیں کتروانا ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا۔“

2- عَنْ أَنَسٍ قَالَ وَقَّتْ فِي لَنَا فِي قَصِّ الشَّوَارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَنَتْفِ الْأَبْطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً - (مسلم شریف)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مونچھیں کاٹنے، ناخن تراشنے، بغل کے بال اکھیڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے میں ہمارے لیے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی چالیس دن کے اندر ہی اندر ان کاموں کو ضرور کر لیں۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ باید از چہل روز نہ گزارد و اگر کمتر از ان کند افضل است، و گفته اند کہ آنحضرت قص شارب و تقليم اظفار در جمعہ می کرد، و خلق عانہ در بست روز و نتف الابط در چہل روز۔ (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۵۶۹)

یعنی چالیس روز سے زیادہ نہیں گزرنا چاہئے اور اگر اس سے کم میں کرے تو افضل ہے۔ اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضور ﷺ مونچھ اور ناخن ہر جمعہ کو کاٹتے تھے اور ہر بیس روز پر موئے زیر ناف مونڈتے تھے اور ہر چالیس روز پر بغل کے بال اکھاڑتے تھے۔

3- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَحْلُقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا - (نسائی، مشکوٰۃ)

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا۔“

انتباه:

- 1- ناخن تراشے میں حضور ﷺ سے یہ ترتیب مروی ہے کہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھوٹی انگلی پر ختم کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشے۔ (بہار شریعت)
- 2- آج کل عورتیں سر کے بال کٹا کر لونڈوں کی شکل اختیار کرنے لگی ہیں سخت ناجائز گناہ ہے حضور سرکارِ دو عالم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔
- 3- سنت یہ ہے کہ مرد پورے سر کے بال منڈالے یا بڑھائے اور مانگ نکالے قتلوی عالمگیری مصری ص ۳۱۲ ج ۵ میں ہے: فی الروضة الزند ویستی ان السنة فی شعر الراس اما الفرق واما الحق و ذکر الطحطاوی الحلق سنة ونسب ذلك الى العلماء الثلاثة کذا فی التار فائتہ۔ اور سید الفقہاء ملا جیون رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حلق الراس وقصر مستنون للرجال علی سبیل التغبیر۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۳۱)

داڑھی، مونچھ

- 1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَوْفَرُوا اللَّحْيَ وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ كَوِ الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللَّحْيَ۔ (بخاری، مسلم)
- ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو (اس طرح کہ) داڑھیوں کو بڑھاؤ اور اور مونچھوں کو کتراؤ اور ایک روایت میں ہے مونچھوں کو خوب کم کرو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔“
- 2- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا۔ (ترمذی، نسائی)
- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو اپنی مونچھ نہ

کاٹے وہ ہم میں سے نہیں۔ (یعنی ہمارے طریقہ کے خلاف ہے)

3 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جُزُّو الشَّوَارِبَ وَارْحُوا اللُّحَى خَالِفُوا الْمَجُوسَ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ (اس طرح) مجوسیوں کی مخالفت کرو۔“

ضروری انتباہ

1- آج کل مسلمانوں نے داڑھی میں طرح طرح کا فیشن نکال رکھا ہے۔ اکثر لوگ بالکل صفایا کر دیتے ہیں۔ کچھ لوگ صرف ٹھوڑی پر ذرا سی رکھتے ہیں۔ بعض لوگ ایک دو انگل داڑھی رکھتے ہیں اور اپنے کو متبع شریعت سمجھتے ہیں حالانکہ داڑھی کا بالکل صفایا کرانے والے اور داڑھی کو ایک مشت سے کم رکھنے والے دونوں شریعت کی نظر میں یکساں ہیں۔ بہار شریعت جلد شانزدہم ص ۱۹ میں ہے۔ داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۲۱۲ میں فرماتے ہیں کہ ”حلق کردن لحیہ حرام ست و روش افرنج و ہنود و جو القیان ست کہ ایشان را قلندر یہ گویند و گذاشتن آن بقدر قبضہ واجب ست، و آنکہ آں راست گویند بہ معنی مسلوک و ردین ست، یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید راست گفتہ اند۔“

یعنی داڑھی منڈانا حرام ہے اور انگریزوں، ہندوؤں اور قلندریوں کا طریقہ ہے۔ اور داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے اور جن فقہاء نے ایک مشت داڑھی رکھنے کو سنت قرار دیا (تو وہ اس وجہ سے نہیں) کہ ان کے نزدیک واجب نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ یا تو یہاں سنت سے مراد دین کا چالو راستہ ہے یا اس وجہ سے ایک مشت کا وجوب حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ نماز عید کو مسنون فرمایا (حالانکہ نماز عید واجب ہے)

اور در مختار رد المحتار جلد دوم ص ۱۱۶، رد المحتار جلد دوم ص ۱۱۷، بحر الرائق جلد دوم ص ۲۸۰، فتح القدیر جلد دوم ص ۲۷۰ اور طحاوی ص ۳۱۱ میں ہے۔ واللفظ للطحطاوی الاخذ من

الحية وهو دون ذلك (ای القدر لمسنون وهو القبضه) كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال لم يبحه احد وَاَخَذُ كُلُّهَا فَعَلَ يَهُودُ الْهِنْدِ وَمَجُوسُ الْاَعَاجِمِ۔ یعنی داڑھی جبکہ ایک مشت سے کم ہو تو اس کا کاٹنا جس طرح کہ بعض مغربی اور زنانے زنجے کرتے ہیں کسی کے نزدیک حلال نہیں اور کل داڑھی کا صفایا کرانا یہ کام تو ہندوستان کے یہودیوں اور ایران کے مجوسیوں کا ہے۔“

2۔ حد شرح یعنی ایک مشت سے زائد داڑھی رکھنا جائز ہے۔ لیکن ہمارے ائمہ و جمہور علماء کے نزدیک ایک طول قاحش جو حد تناسب سے خارج اور باعث انگشت نمائی ہو مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔ (لمعة الفنی)

خضاب

1۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَيْرُ وَلَشَيْبٍ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بڑھاپے کو بدل ڈالو یعنی خضاب لگاؤ اور یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔“

2۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ أَحْسَنْتَ مَا غَيْرَ بِهِ الشَّيْبُ الْيَحْنَاءُ وَالْكُتْمُ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی اور کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم۔“

3۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَكُونُ قَوْمٌ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُونَ بِهَذَا السَّوَادِ وَكَخَوَا صِلِ الْحَمَامِ لَا يَجِدُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔ (ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو کالا خضاب استعمال کریں گے جیسے کبوتر کے پونے۔ وہ

لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے۔“

سونا اور لیٹنا

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرَفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ حضور ﷺ نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا جبکہ چت لیٹا ہو۔“

یہ ممانعت اس وقت ہے جبکہ ایک پاؤں کھڑا ہو کہ اس طرح بے ستری کا اندیشہ ہے اور اگر پاؤں کو پھیلا کر ایک دوسرے پر رکھے تو کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلَى بَطْنِهِ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ ضِجَّةٌ لَا يُحِبُّهَا اللَّهُ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔“

3- عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سِطْحٍ لَيْسَ بِمُحْجُوٍّ عَلَيْهِ۔ (ترمذی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا کہ جس پر گرنے سے کوئی رزوک نہ ہو۔

انتباہ

1- مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر داہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پر اس کے بعد بائیں کروٹ پر۔

2- جب لڑکی اور لڑکے کی عمر دس سال ہو تو انہیں الگ الگ سلانا چاہئے۔

3- میاں بیوی جب ایک چار پائی پر سوئے تو دس برس کے بچے کو اپنے ساتھ نہ سلائیں۔

4- دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب و غشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت)

5- ہندو پاکستان میں شمال یعنی اتر جانب پاؤں پھیلا کر سونا بلاشبہ جائز ہے اسے ناجائز سمجھنا غلطی ہے۔

6- جب سوکرائے تو یہ پڑھے۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَيْهِ النُّشُوْر۔ (بہار شریعت)

خواب

1 عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ جُزْءٍ مِنَ النُّبُوَّةِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا خواب نبوت کے چھیا لیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔“

2- عَنْ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَ الْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا خواب خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی جانب سے۔“

3- عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتِمَثَّلُ فِيْ صُوْرَتِيْ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے (واقعی) مجھ ہی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں اختیار کر سکتا۔“

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَلَنَ رَاسِيْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ اِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِاَحَدِكُمْ فِىْ مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ النَّاسَ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر

عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ) میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرا سر کاٹ ڈالا گیا ہے حضور ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا جب خواب میں شیطان کسی کے ساتھ کھیلے تو وہ اس خواب کو لوگوں سے بیان نہ کرے۔

5- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيُصْصِقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی برا خواب دیکھے تو اس کو چاہئے کہ بائیں جانب تین بار تھوک دے اور تین بار شیطان سے خدائے تعالیٰ کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر پہلے تھا اسے بدل دے۔“

قال گوئی

1- عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَتَى عَرَافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً۔ (مسلم شریف)

”حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور نجومی کے پاس جا کر کچھ دریافت کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ بَرِيَ مِمَّا أَنْزَلَ عَلَى مُحَمَّدٍ۔ (احمد۔ ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاہن اور جوتی کے پاس جائے اور اس کے بیان کو سچا جانے تو وہ قرآن اور دین اسلام سے الگ ہو گیا۔“

3- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَ أَنَسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُمْ لَيَسُوءُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ

يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخُطِفُهَا الْجَنِيُّ فَيَقْرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةُ فَيَخِلْطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے رسول کریم ﷺ سے کاهنوں کی بابت پوچھا (کہ ان کی باتیں قابل اعتماد ہیں یا نہیں) حضور نے فرمایا وہ بالکل قابل اعتماد نہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بعض وقت وہ ایسی خبر دیتے ہیں جو سچ ہو جاتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا وہ کلمہ حق ہے جس کو (فرشتوں سے) شیطان اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کاهن کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے جس طرح ایک مرغی دوسری مرغی کے کان میں آواز پہنچاتی ہے پھر وہ کاهن اس کلمہ حق میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں۔“

چھینک، جماہی

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَطَسَ غَطَّى وَجْهَهُ بِيَدِهِ أَوْ ثَوْبِهِ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهُ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو جب چھینک آتی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے اور آواز کو پست کو لیتے۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ اخْوَةٌ أَوْ صَاحِبَةٌ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بَالَكُمْ۔ (بخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلَّهِ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُكَ اللَّهُ کہے جب یَرْحَمُكَ اللَّهُ کہہ لے تو چھینکے والا جواب میں یہ کہے: ”يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بَالَكُمْ“۔“

3- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا تَنَاقَبَ أَحَدُكُمْ

فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى قَمِيهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيهِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کو جما ہی آئے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔“

انتباہ

- 1- انبیائے کرام علیہم السلام جما ہی سے محفوظ ہیں اس لئے کہ اس میں شیطانی مداخلت ہے اس کے روکنے کی بہتر ترتیب یہ ہے کہ جب جما ہی آنے والی ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں فوراً رک جائے گی۔ (بہار شریعت، شامی ج ۱ ص ۲۲۶)
- 2- اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے پر فوراً اس طرح جواب دینا واجب ہے کہ وہ سن لے۔

- 3- بعض لوگ چھینک کو بد فالی خیال کرتے ہیں مثلاً کسی کام کے لئے جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آگئی تو سمجھتے ہیں وہ کام انجام نہیں پائے گا۔ یہ جہالت ہے اس لئے کہ بد فالی کوئی چیز نہیں بلکہ ایسے موقع پر چھینک آنا اور اس پر ذکر الہی کرنا نیک فالی ہے۔

اجازت

- 1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا قُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے آستانہ اقدس پر حاضر ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کی میں ہوں تو آپ نے فرمایا کہ میں تو میں بھی ہوں۔“

یعنی جواب میں اپنا نام لینا چاہئے۔ ”میں“ کہنا کافی نہیں کیونکہ ”میں“ تو ہر شخص ہے۔

- 2- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهِ وَلَكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْيُسْرِ۔

(ابوداؤد)

”حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ جب کسی دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ واسنے یا بائیں دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوتے تھے۔“

3- عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ اسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا اتَّحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا۔ (ماک۔ مشکوٰۃ)

”حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں تو اس سے بھی اجازت لے لوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے عرض کیا میں اس کے ساتھ اسی مکان میں رہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ۔ انہوں نے کہا میں اپنی ماں کا خادم ہوں (یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے) پھر پھر اجازت کی کیا ضرورت؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اجازت لے کر جاؤ۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھو؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو اجازت حاصل کر لیا کرو۔“

سلام

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ لَا أَدْلِكُكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔ (مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو روانہ دو۔“

2- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَلَامُ قَبْلَ السَّلَامِ۔ (ترمذی)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کلام سے پہلے سلام کرنا

چاہئے۔“

3- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ الْبَادِيُ بِالسَّلَامِ بِرُؤْيَى مِنَ الْكِبَرِ۔ (بیہقی)
”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ سلام میں پہل کرنے والا غرور تکبر سے پاک ہے۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَنْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى مَجْلِسٍ فَلْيُسَلِّمْ فَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يَجْلِسَ فَلْيَجْلِسْ ثُمَّ إِذَا قَامَ فَلْيُسَلِّمْ۔ (ترمذی)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے پھر اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے۔

نوٹ

جو لوگ قرآن شریف یا وعظ سننے سنانے میں مشغول ہوں یا پڑھنے پڑھانے میں لگے ہوں انہیں سلام نہ کیا جائے۔

5- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَا بَنِي إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُونُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ۔ (ترمذی)
”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو کیونکہ تیرا سلام تیرے لئے اور تیرے گھر والوں کے لئے برکت کا سبب ہوگا۔“

6- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بغيرِنَا لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارَى فَإِنْ تَسَلَّمَ الْيَهُودِ الْإِشَارَةُ بِأَلَا صَابِعٍ وَتَسَلَّمَ النَّصَارَى الْإِشَارَةَ بِأَلَا كُفٍّ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)
”حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص (سلام کرنے میں) غیروں کی مشابہت

اختیار کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ یہود نصاریٰ کی مشابہت نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔
 7- عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ۔ (ابن ماجہ)
 ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری ملاقات بد مذہبوں سے ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔“

انتباہ

- 1- خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا جواب دینا واجب ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ زبان سے جواب دے۔ دوسرے یہ کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دیے۔ (بہار شریعت) در مختار اور شامی جلد پنجم ص ۲۷۵ میں ہے۔ محب رد جواب کتاب التحیۃ۔
- 2- کسی نے خط میں لکھا کہ فلاں کو سلام کہو تو مکتوب الیہ پر اس کا سلام پہنچانا واجب نہیں اگر پہنچائے تو ثواب پائے گا۔
- 3- کسی نے کہا کہ فلاں کہ میرا سلام کہہ دینا اور اس نے وعدہ کر لیا سلام پہنچانا واجب ہے اگر نہیں پہنچائے گا تو گنہگار ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری باب السلام میں ہے۔ اذا امر رجلاً ان یقرأ سلامه علی فلان ینبج علیہ ذلک کذا فی الغیاثیہ۔ شامی میں ہے۔ والظاہر ان هذا اذا رضی بتحملها۔
- 4- کسی نے سلام بھیجا تو اس طرح جواب دے کہ پہلے پہنچانے والے کو پھر اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یوں کہے علیک وعلیہ السلام۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم باب سلام میں ہے۔ من بلغ انسانا سلاما من غائب کان علیہ ان یرد الجواب علی المبلغ اولاً ثم علی ذلک الغائب۔ کذا فی الذخیرۃ۔ شامی میں ہے فظاہرہ الوجوب۔

مصافحہ

- 1- عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا بَيْنَ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ

فَيَتَصَا فَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا۔ (ترمذی)

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔“

2۔ عَنْ عَطَاءِ خُرَّاسَانِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ تَصَافَحُوا يَذْهَبُ الْغِلُّ۔ (ترمذی)

”حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں مصافحہ کیا کرو اس سے کینہ دور ہوگا۔“

3۔ عَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِي وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنَقْبِلُ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَجُلَهُ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

حضرت زارع جو (وفد) عبد القیس میں شامل تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم جلد جلد اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور ﷺ کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا۔

انتباہ

1۔ دینی پیشوا کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۱ پر فرماتے ہیں کہ ”بوسہ داؤن دست عالم متورع راجازست و بعضے گفته اند مستحب است“ یعنی پرہیزگار عالم کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔ اور بعض علماء نے فرمایا کہ مستحب ہے اور وفد عبد القیس کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ ازیں جائز پائے بوس معلوم شد“

یعنی اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا۔ اور درمختار بحث مصافحہ میں ہے کہ لا باس بتقبیل ید الرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک۔ یعنی برکت کے لئے عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

2 ہر نماز جماعت کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے درمختار کتاب الخطر والا باحتہ باب

الستبراء میں ہے تجوز المصافحة ولو بعد العصر وقولهم انه بدعة ای مباحة حسنة۔ کما افاده النووی فی اذکارہ اھ ملخصاً یعنی بعد نماز عصر بھی مصافحہ کرنا جائز ہے اور فقہاء نے جو اسے بدعت فرمایا تو وہ بدعت حسنہ ہے۔ جیسا کہ امام نووی نے اپنے اذکار میں فرمایا۔ اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے۔ قال اعلم ان المصافحة مستحبة عند کل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه ولكن لا بأس به۔ قال الشيخ ابو الحسن البکری وتقييده بما بعد الصبح والعصر علی عادة كانت فی زمنه والا فعقب الصلوة کلها کذا لک اھ ملخصاً۔ یعنی امام نووی نے فرمایا کہ ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور فجر اور عصر کی نماز کے بعد جو مصافحہ کا رواج ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں لیکن اس میں حرج بھی کوئی نہیں۔ شیخ ابوالحسن بکری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صبح و عصر کی قید فقط لوگوں کی عادت کی بناء پر ہے جو امام نووی کے زمانہ میں تھی ورنہ ہر نماز کے بعد مصافحہ کا یہی حکم ہے یعنی جائز ہے۔ (شام جلد پنجم ص ۲۵۱)

3۔ وہابی غیر مقلد دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کو ناجائز اور خلاف حدیث بتاتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ المعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد چہارم ص ۲۰ پر فرماتے ہیں۔ مصافحہ سنت ست نزد ملاقات و باید کہ بحر و دست بود یعنی ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے۔ اور احادیث کریمہ میں جو لفظ ”ید“ مستعمل ہے اس سے صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کا استدلال صحیح نہیں اس لئے کہ ایسی دو چیزیں جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتی ہوں جیسے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، موزہ۔ جوتا اور دستانہ وغیرہ اس میں واحد کا لفظ بول کر دونوں مراد لیے جاتے ہیں مثلاً زید نے ہاتھ سے پکڑا یعنی دونوں ہاتھ سے اور پاؤں سے چلا یعنی دونوں پاؤں سے اور آنکھ سے دیکھا یعنی دونوں آنکھ سے اور کہا جاتا ہے کہ زید نے جوتا پہنا یعنی دونوں جوتے۔ وقس علی هذا البواقی۔

یہ مجاورہ ہند، ایران اور عرب میں سب جگہ مسلم ہے ورنہ حدیث شریف اطیب الکسب
 عمل الرجل بیدہ کا یہ مطلب ہو جائے گا کہ صرف ایک ہاتھ کی کمائی بہتر ہے دونوں ہاتھوں
 کی کمائی بہتر نہیں۔ اور مشہور حدیث المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ کا
 یہ مطلب ماننا پڑے گا کہ کامل مسلمان وہ شخص ہے جس کے صرف ایک ہاتھ سے مسلمان
 امان میں رہیں اور دوسرے ہاتھ سے تکلیف میں۔ من شاء التفصیل لهذا المسئلة
 فليطالع صفائح اللجين في كون التصافح يكفي اليدين للامام احمد رضا
 رضى الله عنه۔

ماں باپ کے حقوق

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 قَالَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔
 (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ناک غبار آلود
 ہو اس کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی ذلیل و رسوا ہو) کسی
 نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماں باپ
 دونوں کو یا ایک کو بڑھا پے کے وقت میں پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں
 داخل نہ ہوا۔“

2- عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ أَرَدْتُ أَنْ أَعْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ أُمِّ قَالَ
 نَعَمْ قَالَ فَالْزِمُهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رَجُلِهَا۔ (احمد، نسائی، مشکوٰۃ)

”حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد جاہمہ حضور ﷺ کی خدمت میں
 حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا ارادہ یہاں میں
 جانے کا ہے حضور سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ ارشاد فرمایا گیا تیرے

ماں ہے۔ عرض کیا ہاں فرمایا اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کر لے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔“

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَصْبَحَ مُطِيعًا لِلَّهِ فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ أَصْبَحَ عَاصِيًا لِلَّهِ فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ النَّارِ إِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَإِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَإِنْ ظَلَمَاهُ وَإِنْ ظَلَمَاهُ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس حال میں صبح کی کہ ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار رہا تو اس کے لئے صبح ہی کو جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے بارے میں خدائے تعالیٰ کا نافرمان بندہ رہا تو اس کے لئے صبح ہی کو جہنم کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے ایک شخص نے کہا اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں، اگرچہ ظلم کریں۔ (۳ بار ارشاد ہے)

4- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ۔ (ابن ماجہ)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت دوزخ ہیں یعنی جو لوگ ان کو راضی رکھیں گے جنت پائیں گے اور جو ان کو ناراض رکھیں گے دوزخ کے مستحق ہوں گے۔“

5- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَضِيَ الرَّبُّ فِي رَضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ۔ (ترمذی)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پروردگار کی خوشنودی باپ میں ہے اور پروردگار کی ناراضگی باپ کی ناراضگی ہے۔“

6- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتَمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَشْتَمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ آدمی اپنے باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ فرمایا ہاں (اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ) یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کو ماں کی گالی دیتا ہے۔“

7- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبِيهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ يَوْمٍ جُمُعَةٍ مَرَّةً غُفِرَ اللَّهُ لَهُ وَكُتِبَ بَرًّا۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر ہر جمعہ کو زیارت کے لئے حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اور وہ ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے گا۔“

اولاد کے حقوق

1- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَآنْ يُؤَدَّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ۔ (ترمذی)

”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب سکھائے تو اس کے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔“

2- عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا نَحْلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلُ مِنْ آدَبٍ حَسَنٍ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اولاد کیلئے باپ کا کوئی عطیہ اچھی تربیت سے بہتر نہیں ہے۔“

3- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ عَالٍ جَارِيتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ هَكَذَا وَضَمَّ أَصَابِعَهُ۔ (مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کی پرورش میں دو لڑکیاں بلوغ تک رہیں تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ بالکل پاس پاس ہوں گے۔ یہ کہتے ہوئے حضور ﷺ نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا کہ اس طرح۔“

4- عَنْ سُرَّاقَةَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْتِئَاكَ مَرْدُودَةً إِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَانِسٌ غَيْرُكَ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

”حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو یہ نہ بتا دوں کہ افضل صدقہ کیا ہے؟ اور وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف (مطلقہ یا بیوہ ہونے کے سبب) واپس لوٹ آئی اور تمہارے ہوا کوئی اس کا کفیل نہیں۔“

5- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ أَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْأَخَوَاتِ فَأَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتَّى يُغْنِيَهُنَّ اللَّهُ أَوْ جَبَّ اللَّهُ لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَجُلٌ أَوِ اثْنَتَيْنِ قَالَ أَوْ اثْنَتَيْنِ حَتَّى لَوْ قَالُوا أَوْ وَاحِدَةً لَقَالَ وَاحِدَةً۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے پھر ان کو ادب سکھائے اور ان کے ساتھ مہربانی کرے یہاں تک خدا ان کو مستغنی کر دے (یعنی وہ بالغ ہو جائیں اور ان کا نکاح ہو جائے) تو پرورش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کر دے گا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اور دو بیٹیوں کی پرورش پر کیا ثواب ہے؟ حضور ﷺ نے

فرمایا دو کا ثواب بھی یہی ہے (راوی کہتے ہیں) اگر صحابہ ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں دریافت کرتے تو ایک کی نسبت بھی حضور ﷺ یہی فرماتے۔

انتباہ:

بچہ کا اچھا سا نام رکھے کہ برے نام کا برا اثر ہوگا تو تربیت قبول نہ کرے گا۔ ماں یا کسی نیک نمازی عورت سے دو سال تک دودھ پلوائے پاک کمائی سے ان کی پرورش کرے کہ ناپاک مال ناپاک عادتیں پیدا کرتا ہے۔ کھیلنے کے لئے اچھی چیز جو شرعاً جائز ہو دیتا رہے۔ بہلانے کے لئے ان سے جھوٹا وعدہ نہ کرے۔ جب کچھ ہوشیار ہو تو کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے ماں باپ اور استاد وغیرہ کی تعظیم کا طریقہ بتائے نیک استاد کے پاس قرآن مجید پڑھائے، اسلام و سنت سکھائے، حضور سید عالم ﷺ کی تعظیم و محبت ان کے دل میں ڈالے کہ یہی اصل ایمان ہے۔ جب بچہ کی عمر سات برس ہو جائے تو نماز کی تاکید کرے اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز کے لئے سختی کرے اگر نہ پڑھے تو مار کر پڑھائے وضو غسل اور نماز وغیرہ کے مسائل بتائے۔ لکھنے اور تیرنے کی تعلیم دے فن سپہ گری بھی سکھائے۔ بری صحبت سے بچائے۔ عشقیہ ناول اور افسانے وغیرہ ہرگز نہ پڑھے، جب جوان ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکی سے شادی کر دے اور وراثت سے اسے ہرگز محروم نہ کرے۔

اور لڑکیوں کو سینا پر ونا کا تنا اور کھانا پکانا سکھائے، سورہ نور کی تعلیم دے اور لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ فتنہ کا احتمال غالب ہے۔ بیٹوں سے زیادہ ان کی دلجوئی کرے۔ نو برس کی عمر سے ان کی خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی برات میں جہاں ناچ گانا ہو وہاں ہرگز نہ جانے دے۔ ریڈیو سے بھی گانا بجانا ہرگز نہ سننے دے۔ جب بالغ ہو جائے تو نیک شریف النسب لڑکے کے ساتھ نکاح کر دے فاسق و فاجر خصوصاً بد مذہب کے ساتھ ہرگز نکاح نہ کرے۔

(ماخوذ از مشعلۃ الارشاد الی حقوق الاولاد۔ معنفہ علی حضرت امام احمد رضا رحمہ اللہ)

بھائی وغیرہ کے حقوق

1- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَقُّ كَبِيرِ الْإِخْوَةِ عَلَى

صَغِيرِهِمْ حَقَّ الْوَالِدِ عَلَيَّ وَلَدِهِ۔ (بیہقی)

”حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر۔“

2- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، ہمارے بڑے کی عزت نہ کرے نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔“

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أُوِيَ يَتِيمًا إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ الْجَنَّةَ۔ (شرح السنہ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت واجب کر دے گا۔“

4- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَمْ يَأْمَنْ جَارَهُ بِوَأَيْقَةٍ۔ (مسلم شریف)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو۔“

5- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔“

6- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس

کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہ پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“

چوری اور شراب نوشی

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چور پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔“

2- عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ أُوْتِيَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمْرَبَهَا فَعَلَّقَتْ فِي عُنُقِهِ۔ (ترمذی)

”حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے پاس ایک چور کو لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے۔“

3- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌ وَلَا قَمَّارٌ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنٌ خَمْرٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا، جو اکیلے والا، احسان جتانے والا اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہ ہوگا۔

4- عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حَلَفَ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِي لَا يَشْرَبُ عَبْدٌ مِنْ عِبِيدِي جُرْعَةً مِنْ خَمْرٍ إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنَ الصَّدِيدِ مِثْلَهَا وَلَا يَتْرُكُهَا مِنْ مَخَافَتِي إِلَّا سَقَيْتُهُ مِنْ حَيَاضِ الْقُدْسِ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم ہے میری عزت کی میرا جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا میں اس کو اس کے مثل پیپ پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب پینا چھوڑ دے گا میں اس کو

مقدس حوضوں میں سے (شراب طہور) پلاؤں گا۔“

5- عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَتَهَاةُ فَقَالَ إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهُ دَاءٌ۔ (مسلم شریف)

”حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سويد نے حضور ﷺ سے شراب کشید کرنے کی بابت دریافت کیا تو حضور علیہ السلام نے منع فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا ہم تو اسے صرف دوا کے لئے بناتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ دوا نہیں ہے بلکہ وہ خود بیماری ہے۔“

6- عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنْ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ۔ (ترمذی)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شراب پیئے اسے درے مارو اور جو شخص چوتھی مرتبہ شراب پیئے اسے قتل کر دو۔“

انتباہ

اگر حکومت اسلامیہ ہوتی تو چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا اور شراب پینے والے کو ۸۰ درے مارے جاتے۔ موجودہ صورت میں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور کسی قسم کے اسلامی تعلقات نہ رکھیں تا وقتیکہ وہ لوگ توبہ کر کے اپنے افعالِ قبیحہ سے باز نہ آجائیں اگر مسلمان ایسا نہ کریں تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔

جھوٹ

1- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الصَّدُقَ بَرٌّ إِنْ الْبَرُّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْكَذِبَ فُجُورٌ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سچ بولنا نیک ہے اور

نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق و فجور ہے اور فسق و فجور دوزخ میں لے جاتا ہے۔

2- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِنْ نَتْنٍ مَا جَاءَ بِهِ۔ (ترمذی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔“

3- عَنْ صُفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيْكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيْكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيْكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا۔ (بیہقی مشکوٰۃ)

”حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ مومن بزدل ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں! (ہو سکتا ہے) پھر عرض کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں (ہو سکتا ہے) پھر پوچھا گیا مومن کذاب یعنی جھوٹا ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں۔“

4- عَنْ أُمِّ كَلْثُومٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيُسَمِّي خَيْرًا۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح پیدا کرتا ہے اچھی بات کرتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے۔“

چغلی اور غیبت

1- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ چغلی خور جنت میں نہیں جائے گا۔“

2- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ شَرَّ أَرْوَاحِ عِبَادِ اللَّهِ الْمَشَاوِرَ بِالنَّمِيمَةِ الْمُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ۔ (احمد، بیہقی)

”حضرت عبدالرحمن بن غنم اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے بدترین بندے وہ ہیں جو لوگوں میں چغلی کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے ہیں۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اتْلَوْا مَا الْغَيْبَةُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَحْيَىٰ مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهْتَهُ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے غیبت کیا چیز ہے؟ لوگوں نے عرض کی اللہ (ﷻ) و رسول ﷺ کو اس کا بہتر علم ہے۔ ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اسے بری لگے۔ کسی نے عرض کیا اگر میرے بھائی میں وہ برائی موجود ہو تو اس کو بھی کیا غیبت کہا جائے گا؟ فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر تو اس میں موجود ہو جی تو غیبت ہے اور اگر تم ایسی بات کہو جو اس میں موجود نہ ہو تو بہتان ہے۔“

4- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْغَيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ الْغَيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيُزْنِي فَيَتُوبُ فَيَغْفِرُ اللَّهُ لَهُ وَإِنَّ صَاحِبَ الْغَيْبَةِ لَا يَغْفِرُ لَهُ حَتَّىٰ يَغْفِرَ هَا لَهُ صَاحِبُهُ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ غیبت، زنا سے بدتر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے بدتر کیوں ہے؟ فرمایا آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے معاف فرماتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا جب تک کہ اس کو

وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔“

5- عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَتَرُغْبُونَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتَى يَعْرِفُهُ النَّاسُ، اَذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيهِ حَذَرُهُ النَّاسِ۔ (سنن بیہقی)

”حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے دادا سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو؟ آخر اسے لوگ کیونکر پہچانیں گے۔ فاجر کی برائیاں بیان کیا کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔“

انتباہ

1 فاسق معین یا بد مذہب کی برائی بیان کرنا جائز ہے بلکہ اگر لوگوں کو اس کے شر سے بچانا مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ رد المحتار)

2 جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہو اور اس کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے تو اس شخص کی اس بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ رد المحتار)

آج کل بہت سے وہابی اپنی وہابیت چھپاتے ہیں اور خود کو سنی ظاہر کرتے ہیں اور جب موقع پاتے ہیں تو بد مذہبی کی آہستہ آہستہ تبلیغ کرتے ہیں۔ ان کی بد مذہبی کو ظاہر کرنا غیبت نہیں اس لئے کہ لوگوں کو ان کے مکروہ شر سے بچانا ہے اور اگر وہ اپنی بد مذہبی کو نہیں چھپاتا بلکہ علانیہ ظاہر کرتا ہے جب بھی غیبت نہیں اس لئے کہ وہ علانیہ برائی کرنے والوں میں داخل ہے۔ (بہار شریعت)

حفاظت زبان اور تنہائی وغیرہ

1- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔

(ترمذی)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خاموش رہا

اس نے نجات پائی۔“

2- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيسِ السُّوءِ وَالْجَلِيسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَاحِدَةِ وَأَمَلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السَّكُوتِ وَاللَّسْكَوتُ خَيْرٌ مِنْ أَمَلَاءِ الشَّرِّ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تنہائی برے ہم نشین سے بہتر ہے اور اچھا ہم نشین بہتر ہے تنہائی سے اور بھلائی کا سکھانا بہتر ہے خاموشی سے۔ اور خاموشی بہتر ہے برائی کی تعلیم سے۔“

3- عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ۔

(بخاری، مسلم)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق و گناہ ہے۔“

4- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَدَّحَ الْفَاسِقُ غَضَبَ الرَّبِّ وَاهْتَزَلَهُ الْعَرْشُ۔ (بیہقی)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور فاسق کی تعریف سے عرش الہی کانپ اٹھتا ہے۔“

جب فاسق کی مدح و تعریف سے عرش الہی کانپنے لگتا ہے تو بے دین، بد مذہب کی تعریف کرنے سے عرش الہی کس قدر کانپتا ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بغض و حسد

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَهْنَاءٌ فَيَقَالُ أَتْرَكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفْقِئَا۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کے اعمال ہر ہفتہ دو مرتبہ پیش کئے جاتے ہیں۔ پیر اور جمعرات کو۔ پس ہر بندہ کی مغفرت ہوتی ہے سوائے اس بندہ کے جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے بغض و کینہ رکھتا ہے اس کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رہو (یعنی فرشتے ان کے گناہوں کو نہ منائیں) یہاں تک کہ وہ آپس کی عداوت سے باز آجائیں۔“

2- قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيُكَلِّمْهُ عَلَيْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اشْتَرَكَ فِي الْأَجْرِ وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهَجْرَةِ۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو عداوت چھوڑ رکھے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو اس کو چاہئے کہ اپنے بھائی سے مل کر سلام کرے اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو (مصالحات کے) ثواب میں دونوں شریک ہیں اور اگر سلام کا جواب نہ دے تو جواب نہ دینے والا گنہگار ہوا۔ اور سلام کرنے والا ترک تعلقات کے گناہ سے بری ہو گیا۔“

3- عَنْ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلُكُمْ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ لَا أَقُولُ تَخْلِقُ الرَّأْسَ لَكِنْ تَخْلِقُ الدِّينَ۔ (احمد، ترمذی)

”حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آگئی وہ بیماری حسد و بغض ہے جو مونڈنے والی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔“

فائدہ: کسی شخص میں کوئی خوبی دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ وہ خوبی اس سے زائل ہو کر میرے پاس آجائے اسے حسد کہتے ہیں۔ حسد کرنا حرام ہے۔ (بہار شریعت)

اور اگر یہ تمنا ہے کہ وہ خوبی مجھ میں بھی ہو جائے تو اسے رشک کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔

الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ

1- عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اتَدْرُونَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى قَالَ قَائِلٌ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَقَالَ قَائِلٌ بِنِ الْجِهَادِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ۔

(احمد، ابوداؤد)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے پسندیدہ ہے؟ کسی نے کہا نماز اور زکوٰۃ، کسی نے کہا جہاد، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل الحب فی اللہ و البغض فی اللہ ہے یعنی خدا ہی کیلئے کسی سے محبت کرنا اور خدا ہی کیلئے کسی سے بیزار رہنا۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ ایں جا اشکال می آرند کہ چوں روا باشد کہ حب فی اللہ محبوب تر از صلاۃ و زکوٰۃ جہاد باشد و حال آنکہ اینہا افضل اعمال اند علی الاطلاق۔ جوابش آنکہ ہر کہ محبت لوجہ اللہ دار و محبت خواہد داشت انبیاء و اولیاء و صالحان از بندگان خدا را۔ و لابد اتباع و اطاعت خواہد کرد و ایشان را و کسے کہ دشمن داشت از برائے خدا دشمن خواہد داشت و دشمنان دیں را و بذل مجہود خواہد نمود و در جہاد قتال ایشان۔ پس دریں جاہمہ طاعات از نماز و زکوٰۃ و جہاد و جز آں در آمد چیزے بدر نہ رفت۔ گویا فرمود اصل و منہی و مدار اعمال و طاعات الحب فی اللہ و البغض فی اللہ است۔

یعنی یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ الحب فی اللہ کا نماز۔ زکوٰۃ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہونا کیسے صحیح ہوگا۔ جبکہ یہ چیزیں علی الاطلاق تمام اعمال سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرے وہ انبیائے کرام و اولیائے عظام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے محبت کرے گا اور ان لوگوں کی پیروی و فرمانبرداری بھی ضرور کرے گا۔ (اس لئے کہ محبت کیلئے اطاعت لازم ہے) اور جو شخص کہ خدائے تعالیٰ کیلئے دشمنی کرے گا تو دین کے دشمنوں سے یقیناً دشمنی کرے گا۔ گویا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اعمال و طاعات کا مدار اور جڑ بنیاد الحب للہ اور والبغض للہ ہے۔ (مشعہ المصنفات ج ۴ ص ۱۳۸)

2- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا بِيْ ذَرِّ يَا أَبَا ذَرٍّ أَيْ عُرَى الْإِيْمَانِ أَوْثَقُ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ الْمَوَالَاةُ فِى اللَّهِ وَالْحُبُّ فِى اللَّهِ وَالْبَغْضُ فِى اللَّهِ۔ (بیہقی)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ابو ذر سے فرمایا کہ اے ابو ذر! ایمان کی کوئی گرہ زیادہ مضبوط ہے؟ عرض کیا اللہ ﷻ و رسول ﷺ کو اس کا بہتر علم ہے حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی کیلئے آپس میں دوستی رکھنا اور اللہ ﷻ ہی کیلئے کسی کو دوست بنانا اور کسی کو دشمن سمجھنا۔“

3- عَنْ أَبِي رَزِينٍ أَنَّهُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَلَاكٍ هَذَا الْأَمْرِ تُصِيبُ بِهِمَا خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ أَهْلِ الذِّكْرِ وَإِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللَّهِ وَآحِبِّ فِى اللَّهِ وَابْغِضْ فِى اللَّهِ۔ (بیہقی)

”حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا میں تجھے دین کی وہ بنیاد نہ بتا دوں کہ جس کے ذریعے تو دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر لے (پہلی بات تو یہ ہے) اہل ذکر یعنی اللہ ﷻ والوں کی مجلسوں میں بیٹھنا اپنے لئے لازم کر لے۔ اور جب تنہائی میسر آئے تو جس قدر ممکن ہو سکے خدائے تعالیٰ ہی کے لئے دوستی کرے اور اسی کے لئے دشمنی کرے۔“

غصہ اور تکبر

1- عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ

الْغَضَبَ لِيُفْسِدَ الْإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعُسْلَ۔ (بیہقی)

”حضرت بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ غصہ ایمان کو ایسا برباد کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہادر وہ نہیں جو پہلوان ہو اور دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ أَعَزُّ عِبَادَكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ إِذَا قَدَرَ غَفَرَ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار! کون بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزت والا ہے؟ فرمایا کہ وہ بندہ جو قدرت رکھتے ہوئے معاف کر دے۔“

4- عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبَرُ بَطْوُ الْحَقِّ وَغَمَطُ النَّاسِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا۔ وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (کیا یہ تکبر میں داخل ہے؟) حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جمال ہے اور وہ جمال (دآرائش) کو پسند فرماتا ہے اس لئے آرائش و جمال کی خواہش تکبر نہیں ہے بلکہ حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا تکبر ہے۔“

5- عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللَّهُ فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ حَتَّى لَّهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ۔ (بخاری)

”حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! تواضع (یعنی عاجزی و انکساری) اختیار کرو میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے تواضع کرتا ہے خدائے تعالیٰ اسے بلند فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے مگر لوگوں کی نظر میں وہ بڑا سمجھا جاتا ہے اور جو گھمنڈ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار رہتا ہے اور اپنے تئیں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے حالانکہ انجام کار ایک دن لوگوں کی نگاہ میں کتے اور سور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔“

ظلم و ستم

- 1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا۔“

- 2- عَنْ أُونُسِ بْنِ شَرْحَبِيلٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ مَشَى مَعَ ظَالِمٍ لِيَقْوِيَهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ۔ (بخاری)

”حضرت اونس بن شرحبیل سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ظالم کو تقویت دینے کیلئے اس کا ہاتھ دے یہ جانتے ہوئے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ ایک مسلمان کا کردار نہیں ہے۔“

- 3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اتَدَرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي بَرًّا

الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يَقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ پیسے ہوں نہ سامان۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں دراصل مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ لے کے آئے لیکن ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہو۔ کسی پر تہمت لگائی ہو کسی کا مال کھالیا ہو کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اب انہیں راضی کرنے کیلئے اس شخص کی نیکیاں ان مظلوموں کے درمیان تقسیم کی جائیں گی پس اس کی نیکیاں ختم ہو جانے کے بعد کسی اگر لوگوں کے حقوق اس پر باقی رہ جائیں گے تو اب حق داروں کے گناہ لا دئیے جائیں گے یہاں تک کہ اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔“

انتباہ

بندوں پر دو قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد، ان دونوں کی ادائیگی ضروری ہے لیکن ان میں حقوق العباد بہت اہم ہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اگر چاہے تو اپنے حقوق کو معاف کر دیں کہ جن کے حقوق اس پر عائد ہوتے ہیں لہذا حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے ورنہ قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

مال اور اقتدار وغیرہ کی حرص

1۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا بُتْغَىٰ ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر (دنیا دار) آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں جب بھی وہ تیسرے جنگل کی آرزو کرے گا اور ایسے (حریص) آدمی کا پیٹ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔“

2- عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا ذَنْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بَافُسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ۔ (ترمذی)

”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں میں چھوڑ دیا جائے وہ اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ مال اور مرتبہ کی لالچ انسان کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَعَنَ عَبْدُ الدِّينَارِ وَلَعَنَ عَبْدُ الدَّرْهِمِ۔

(ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ درہم و دینار کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔“

4- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَيَشَبُّ مِنْهُ اثْنَانِ۔
الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو باتیں اس کی جوان ہوتی ہیں۔ مال کا لالچ اور عمر کی زیادتی۔“

دنیا

1- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔“

2- عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَأَثَرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى۔ (احمد، مشکوٰۃ)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرتا ہے (ایسی محبت جو اللہ ﷻ و رسول ﷺ کی محبت پر غالب ہو) تو وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے تو (اے مسلمانو!) فنا ہونے والی چیز (یعنی دنیا) کو چھوڑ کر باقی رہنے والی چیز (یعنی آخرت) کو اختیار کرلو۔

3- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةً۔ (ترمذی)

”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا خدائے تعالیٰ کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِلَّا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللَّهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مَتَعِلْمٌ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (کان کھول کر) سن لو دنیا ملعون ہے اور جو چیزیں اس میں ہیں وہ بھی ملعون ہیں مگر ذکرِ الہی اور وہ چیزیں جنہیں رب تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اور عالم یا متعلم بھی۔“

5- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔ (مسلم شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔“

عمر اور مال کی زیادتی کب نعمت ہے

1- عَنْ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ أَحَدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ

مُؤْمِنٍ يُعْمَرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيحِهِ وَتَكْبِيرِهِ وَتَهْلِيلِهِ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت ابن شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس مومن سے افضل کوئی نہیں ہے جس نے خدائے تعالیٰ کی تسبیح و تکبیر اور اس کی عبادت و تہلیل کیلئے اسلام میں زیادہ عمر پائی۔“

2۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسَنَ عَمَلُهُ قَالَ فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کون آدمی بہت اچھا ہے؟ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر عرض کیا کہ کون آدمی بہت برا ہے؟ فرمایا جس کی عمر زیادہ ہو اور عمل برے ہوں۔“

3۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَصْرَةٌ حُلُوءَةٌ فَمَنْ أَخَذَ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعَمَ الْمَعُونَةُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کہ (دنیا کا) مال سبز رنگین تر و تازہ اور لذیذ ہے تو جو شخص اس کو جائز طریقہ سے حاصل کرے اور جائز مضارف میں صرف کرے تو ایسا مال بہترین مددگار ہے۔“

4۔ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ لَا بَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنِ اتَّقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّحَّةُ لِمَنِ اتَّقَى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنَى وَطِيبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيمِ۔

(مشکوٰۃ)

”حضور ﷺ کے ایک صحابی نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرے اس کے لئے مالدار ہونا کوئی حرج نہیں اور پرہیزگار آدمی کیلئے جسمانی تندرستی مالدار سے بہتر ہے اور خوش دلی بھی خدائے تعالیٰ کی نعمتوں میں سے (ایک عظیم نعمت) ہے۔“

5- عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ كَانَ الْمَالُ فِيمَا مَضَى يَكْرَهُهُ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَهُوَ تَرَسُّ الْمُؤْمِنِينَ وَقَالَ لَوْلَا هَذِهِ الدَّنَانِيرُ لَتَمَنَّدَلْنَا هَؤُلَاءِ الْمُلُوكَ وَقَالَ مَنْ كَانَ فِي يَدِهِ مِنْ هَذِهِ شَيْءٌ فَلْيُصْلِحْهُ فَإِنَّهُ زَمَانٌ إِنْ احتَاجَ كَانَ أَوَّلُ مَنْ يَبْذُلُ دِينَهُ وَقَالَ الْحَلَالُ لَا يَحْتَمِلُ الصَّرْفَ - (شرح النية، مشکوٰۃ)

”حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگلے زمانے میں مال کو برا سمجھا جاتا تھا لیکن آج کل مال مومن کی ڈھال ہے اور فرمایا اگر یہ زر و دینار ہمارے پاس نہ ہوتے تو یہ (ظاہر پرست) بادشاہ ہم لوگوں کو ذلیل و خوار سمجھتے۔ اور فرمایا کہ جس شخص کے پاس کچھ مال ہوا سے چاہئے کہ اسے ٹھیک سے رکھے (یعنی اس کے بڑھانے کی تدبیریں کرے) اس لئے کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی محتاج ہو جائے گا تو وہی سب سے پہلے اپنے دین کو (دنیا کے عوض) بیچ ڈالیگا۔ اور فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی میں ضائع نہیں ہوتا۔“

ریا کاری

1- عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنْ أَخُوفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الشِّرْكَ الْأَصْغَرَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الشِّرْكَ الْأَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ - (احمد)

”حضرت محمد بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بارے میں جس چیز سے میں بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ شرک اصغر کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ ریا (یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا)۔“

2- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ سَمِعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ أَسْمَعَ^(۱) خَلْقِهِ وَحَقَّقَهُ وَصَغَّرَهُ - (بیہقی)

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو

1- اسامع جمع السمع بضم الميم وهو جمع بفتح السين و سکون الميم۔ ۱۲۸

فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی (ریا کاری) لوگوں میں مشہور کر دے گا اور اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا صَلَّى فِي الْبَعْلَانِيَةِ فَأَحْسَنَ وَصَلَّى فِي السِّرِّ فَأَحْسَنَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى هَذَا عَبْدِي حَقًّا۔

(ابن ماجہ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ نے جب علائہ نماز پڑھی تو خوبی کے ساتھ پڑھی اور جب پوشیدہ طور پر پڑھی تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھی تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے (یعنی ریاہ کاری نہیں کرتا)۔“

4- عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَلَّى يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ۔ (احمد، مشکوٰۃ)

”حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے دکھاوے کیلئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس شخص نے دکھاوے کیلئے روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ دیا تو اس نے شرک کیا۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔ ”کہ عمل کے بریا کند شرک ست۔ نہایت آنکہ شرک جلی ست و خفی۔ شرک آشکارا بت پرستی کردن و مروائی کہ برائے غیر خدا عمل میکند نیز بت پرستی می کند لیکن پنهانی چنانکہ گفته اند کُلُّ مَا صَدَّكَ عَنِ اللَّهِ فَهُوَ صَنَمُكَ۔ (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ ج ۳ ص ۱۵۰)

یعنی جو کام دکھاوے کیلئے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں جلی اور خفی بت پرستی کرنا کھلم کھلا شرک ہے (یہ شرک جلی ہے) اور ریا کاری جو کہ غیر خدا کیلئے عمل کرتا ہے وہ بھی پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے۔

تصویر سازی

1- عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كُتُبٌ وَتَصَاوِيرُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں کتابا تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔“

2 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ الْمُصَوِّرُونَ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدائے تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو جاندار کی تصویریں بناتے ہیں۔“

3- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللَّهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفَخَ فِيهِ الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِعٍ فِيهَا أَبَدًا۔ (بخاری)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص (جاندار) کی تصویر بنائے گا تو خدائے تعالیٰ بالیقین اسے عذاب دے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈال دے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس میں کبھی بھی جان نہیں ڈال سکے گا۔ (اس لئے عذاب کا مستحق ہونا یقینی ہے)۔“

4- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَ أُولَئِكَ شَرَارُ خَلْقِ اللَّهِ۔

(مشکوٰۃ)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حبشہ کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے تو وہ لوگ اس قبر پر عبادت

خانہ بنا لیتے ہیں پھر اس میں ان (نیک لوگوں کی) تصویر بناتے ہیں۔ یہ لوگ
خدائے تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں۔“

ضروری انتباہ

آج کل بہت سے جاہل گنوار صوفی کہلانے والے اور بزرگان کہلانے والے اور بزرگان
دین سے جھوٹی محبت کا دعویٰ کرنے والے، حضرت غوثِ پاک، حضرت خواجہ غریب نواز،
حضرت محبوب الہی، حضرت صابر کلیری، حضرت کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی، حضرت تاج الدین
ناگپوری، حضرت وارث علی شاہ اور دیگر اولیائے کرام و بزرگان دین رضی اللہ عنہم اجمعین کی
تصویروں اپنے گھروں میں اور دوکانوں میں رکھتے ہیں یہ سخت ناجائز ہے اور گناہ ہے۔ اور
بعض لوگ بزرگان کی تصویر کے سامنے ادب سے بیٹھ کر ان کا تصور کرتے ہیں اور یہ بت پرستی
کے مشابہ ہے بلکہ اسلام میں بت پرستی کا درازہ کھولنا ہے جو سخت حرام اور ناجائز ہے۔

توقف و جلد بازی

1 عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا نَأَةَ مَنْ اللَّهِ
وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ (ترمذی)

”حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ
کاموں میں توقف کرنا یعنی جلد بازی نہ کرنا خدائے تعالیٰ کی جانب سے ہے اور
جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔“

2- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَوْصِنِي فَقَالَ خُذِ الْأَمْرَ بِالتَّدْبِيرِ فَإِنْ
رَأَيْتَ فِي عَاقِبَتِهِ خَيْرًا فَأَمْضِهِ وَإِنْ خِفْتَ غِيًّا فَأَمْسِكْ۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا
کہ مجھے نصیحت فرمائیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کام خوب غور و فکر کے بعد کیا کرو
اگر اس کا انجام اچھا نظر آئے تو کر ڈالو اور خرابی کا ڈر ہو تو مت کرو۔“

3- عَنْ مَصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ الْأَعْمَشُ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنِ النَّبِيِّ

عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ التَّوَدُّةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ إِلَّا فِي عَمَلٍ الْآخِرَةِ۔ (ابوداؤد)

”حضرت مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ توقف کرنا ہر چیز میں بہتر ہے لیکن آخرت کے کام میں تاخیر بہتر نہیں۔“

نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

1- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ۔ (مسلم)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے بھی منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔“

2- عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوهُ يُوْشِكُ أَنْ يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ بِعِقَابِهِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جب کوئی بات خلاف شرع دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو عنقریب خدائے تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کرے۔“

3- عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرَّهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا۔ (ابوداؤد)

”حضرت عرس بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی جگہ کوئی گناہ کیا جائے جو شخص وہاں حاضر ہو مگر اسے وہ ناپسند سمجھتا ہو تو وہ اس آدمی کے مثل ہے جو وہاں موجود نہیں۔ اور جو شخص وہاں موجود نہ ہو لیکن اس کو

پسند کرتا ہو تو وہ اس آدمی کی مثل ہے جو وہاں موجود ہو۔

4- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى جِبْرِائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ أَقْلِبْ كَذَا وَكَذَا بِأَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ فِيهِمْ عَبْدَكَ فَلَانًا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ أَقْلِبْهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَإِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِي سَاعَةٍ قَطُّ۔ (بیہی مشکوٰۃ)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو جو ایسا اور ایسا ہے اس کے باشندوں سمیت الٹ دو۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار ان باشندوں میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے تو خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ مکرر حکم دیتا ہوں کہ اس پر اور کل باشندوں پر شہر کو الٹ دو اس لئے کہ اس کا چہرہ گناہوں کو دیکھ کر میری خوشنودی کیلئے ایک لمحہ بھی متغیر نہیں ہوا۔“

5- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرَى بِي رَجُلًا تَقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِئِضٍ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِائِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ يَا مُرُوءَ النَّاسِ بِالْبِرِّ وَيُنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی شب دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب اور داعظ ہیں۔ جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔ یعنی خود نیک کام نہ کرتے تھے۔“

6- عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتُتَدَلَّقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَعْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيُّ فَلَانٍ مَا شَانُكَ لَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ أَمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ

لَا آتِيَكُمْ وَ أَنَّهَا كُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ آتِيَهُ۔ (بخاری، مسلم)

”حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی آنتیں فوراً پیٹ سے نکل کر آگ میں گر پڑیں گی پھر وہ انہیں پیسے گا یعنی ان کے گرد چکر کاٹے گا جیسے پن چکی کا گدھا آٹا پیتا ہے تو دوزخی یہ دیکھ کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے اے فلاں تیرا کیا حال ہے یعنی یہ تو کیا کر رہا ہے؟ کیا تو ہمیں نیک کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا حکم دیتا تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں تم کو نیک کام کا حکم دیتا تھا اور خود اس کو نہیں کرتا تھا اور برے کام سے تم کو روکتا تھا اور خود اس کو کرتا تھا۔“

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ ”ازیں جا معلوم شود کہ دیگر اس زامرو نہی کردن و خود را بدان عمل نمودن موجب عذاب است و ایں بجهت عمل نہ نمودن سنت نہ بجهت امر و نہی کردن کہ اگر ایں را ہم نہ کند مستحق ترمی گردد آزار بہ ترک دو واجب۔“

یعنی اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو امر و نہی کرنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا موجب عذاب ہے۔ لیکن یہ عذاب عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے امر و نہی کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے کہ اگر امر و نہی نہیں بھی کرے گا تو دو واجب ترک کرنے کے سبب اور زیادہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ (افعیہ اللغات جلد ۳ ص ۱۷۵)

اور اسی باب الامر بالمعروف کے شروع میں فرماتے ہیں:

کہ درو جب امر بمعروف شرط نیست کہ امر خود نیز فاعل باشد و بے آن نیز درست ست زیرا کہ امر کردن نفس خود واجب ست و امر کردن غیر واجب دیگر۔ اگر یک واجب فوت شود ترک واجب دیگر جائز نہ باشد و آنکہ واقع شدہ کہ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ (کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں) بر تقدیر تسلیم کہ درود آن در امر معروف و نہی منکر باشد مراد از جرم منع ازنا کردن ست نہ از گفتن۔ اما شک نیست کہ اگر خود بکند بہتر ست چہ امر از کسی کہ خود متمثل نیست تا شیرے نہ کند۔

یعنی امر بالمعروف کے واجب ہونے میں خود امر کا بھی عامل ہونا شرط نہیں ہے بلکہ بغیر عمل بھی امر بالمعروف جائز ہے اس لئے کہ اپنے آپ کو امر بالمعروف کرنا واجب ہے اور دوسرے کو امر بالمعروف کرنا دوسرا واجب ہے اگر ایک واجب فوت ہو جائے تو دوسرے واجب کو چھوڑنا ہرگز جائز نہ ہوگا اور وہ جو قرآن مجید پارہ ۲۹ میں لم تقولون ما تفعلون آیا ہے اگر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں تسلیم بھی کر لیا جائے تو عمل نہ کرنے پر زجر و توبیخ مراد ہے نہ کہ کہنے پر۔ ہاں اس میں شک نہیں ہے کہ اگر خود بھی عمل کرے تو بہتر ہے اس لئے کہ ایسے شخص کا امر بالمعروف کرنا اثر نہیں کرتا جو خود بے عمل ہے۔

انتباہ

امر بالمعروف کی چند صورتیں ہیں اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کو قبول کر لیں اور برائی سے رک جائیں تو ایسی صورت میں نصیحت کرنا واجب ہے خاموش رہنا جائز نہیں۔ اور اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت کرنے پر لوگ برا بھلا کہیں گے یا مار پیٹ کریں گے جس سے دشمنی اور عداوت پیدا ہوگی تو ان صورتوں میں خاموش رہنا افضل ہے۔ اور اگر مار پیٹ پر صبر کر لے گا تو مجاہد ہے ایسے شخص کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں کوئی حرج نہیں اور اگر جانتا ہے کہ نصیحت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس صورت میں نصیحت کرے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۳۰۹ میں ہے: ذکر الفقیہ فی کتاب البستان ان الامر بالمعروف علی وجہ ان کان یعلم باکبر رایہ انه لو امر بالمعروف یقبلون ذلک منه و یمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ و لا یسعه ترکہ و لو علم باکبر رایہ انه لو امرهم بذلك قدقوه و شتموه فترکہ افضل و كذلك لو علم انهم یضربوه و لا یصبر علی ذلک و یقع بینہم عداوۃ و یھیج منه قتال فترکہ افضل و لو علم انهم لو ضربوه صبر علی ذلک و لا یشکروا الی احد فلا بأس بان ینہی عن ذلک و ہو مجاہد و لو علم انهم لا یقبلون منه و لا ینخاف منه ضربا و لا شتما فهو بالخیار و الامر افضل کذا فی المحيط۔

2- برائی دیکھنے والے پر لازم ہے کہ اس سے روکے اگرچہ وہ خود اس برائی میں مبتلا ہو اس

لئے کہ شرع نے برائی سے بچنا اور دوسرے کو اس سے روکنا یہ دونوں باتیں لازم کی ہیں تو برائی سے نہ بچنے پر روکنے سے بری الذمہ نہیں ہوگا جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ جلد پنجم صفحہ ۳۰۹ میں ہے: رجل زاي منكر او هذا الرائي ممن يرتكب هذا المنكر يلزمه ان ينهي عنه لان الواجب عليه ترك المنكر و النهي عنه احدهما لا يسقط عند الآخر كذا في خزانة المفتين و هكذا في الملتقط و المحيط۔

توکل

1- عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ كَفَاةً۔

(ابن ماجہ)

”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کر لے (اور اپنے تمام کاموں کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کر دے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کافی ہے۔“

2- عَنْ عُمَرَو بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَ تَرُوحُ بِطَانًا۔ (ترمذی)

”حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم لوگ خدائے تعالیٰ پر توکل کر لو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح روزی دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔“

3- عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا لَيْسَتْ بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ وَلَا بِإِضَاعَةِ الْمَالِ وَلَكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ لَا تَكُونَ بِمَا فِي يَدَيْكَ أَوْثَقَ بِمَا فِي يَدِ اللَّهِ۔ (ترمذی)

”حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حلال کو اپنے اوپر حرام کر لینے اور مال کو ضائع کر دینے کا نام ترک دنیا نہیں بلکہ دنیا سے بے رغبتی

ہے کہ جو کچھ (مال و دولت) تیرے ہاتھوں میں ہے اس پر بھروسہ نہ کر بلکہ اس پر بھروسہ کر جو خدائے تعالیٰ کی دست قدرت میں ہے۔“

4- عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَاءٌ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ۔ (مسلم)

”حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کا معاملہ عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے اور یہ شرف مومن کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے اگر اسے خوشی کا موقع نصیب ہو اور اس پر خدائے تعالیٰ کا شکر بجالائے تو اس میں اس کیلئے بہتری ہے اور اگر کبھی مصیبت پہنچے اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کیلئے بہتری ہے۔“

5- عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَعَادَةِ بَنِ آدَمَ رَضَاهُ بِمَا قَضَى اللَّهُ لَهُ وَمِنْ شِقَاوَةِ بَنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللَّهِ وَمِنْ شِقَاوَةِ بَنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللَّهُ لَهُ۔ (احمد، ترمذی)

”حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے مقدر کر دیا ہے اس پر راضی رہے، اور آدمی کی بد بختی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ سے بھلائی مانگنا چھوڑ دے۔ اور آدمی کی بد بختی یہ بھی ہے کہ خدائے تعالیٰ نے (اس کے بارے میں) جو کچھ مقدر فرما دیا ہے وہ اس پر آزر دہ ہو۔“

نرمی، حیا اور حسن خلق

1- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ۔ (مسلم شریف)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ مہربان ہے اور مہربانی کو پسند فرماتا ہے۔“

2- عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ۔ (مسلم)

”حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نرمی

سے محروم کیا جاتا ہے وہ (دوسرے لفظوں میں) بھلائی سے محروم کیا جاتا ہے۔

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبُذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔ (احمد، ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ شرم و حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان والا جنت میں جائے گا اور بے حیائی فحش گوئی برائی کا حصہ ہے اور برائی والا دوزخ میں جائے گا۔“

4- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلَّهُ۔

(بخاری، مسلم)

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ حیا کی ساری قسمیں بہتر ہیں۔“

5- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْإِيمَانَ قُرْنَاءُ جَمِيعًا فَإِذَا رُفِعَ أَحَدُهُمَا رُفِعَ الْآخَرُ۔ (بیہقی)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان اور حیا دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں تو جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔“

6- عَنْ مَالِكٍ بَلَّغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثْتُ لِأَتِمِّمَ حُسْنَ الْإِخْلَاقِ۔

(موطا، مشکوٰۃ)

”حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں حسن اخلاق کی (قدروں) کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔“

7- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا۔ (ابوداؤد)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں میں کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔“

ہنسنا اور مسکرانا

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَكْثِرِ الضَّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكَ تُمِيتُ الْقُلُوبَ۔ (احمد ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ نہ ہنسو اس لئے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا۔ (بخاری شریف)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم لوگ ان حقیقتوں کو جان لو جنہیں میں جانتا ہوں تو تم بہت زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔“

3- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتَّى آرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔ (بخاری)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کھل کر ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ ان کا تالو نظر آجائے۔ آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔“



فضائل سید المرسلین علیہ السلام

1- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۴۶۵)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُتِمَ بِي الرُّسُلُ۔

(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ رسولوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔“

3- عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ

مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَأَنَّ آدَمَ لَمُنْجِدِلٌ فِي طِينِهِ۔ (شرح السنہ، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

”حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس وقت خاتم النبیین لکھا گیا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے (یعنی ان کا پتلا اس وقت تک تیار نہیں ہوا تھا)۔“

4- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بَيْنَنَا إِنَّا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَتَيْتُ

بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درمیان کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئی اور

میرے دونوں ہاتھوں پر رکھ دی گئی۔

5- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُعْطِيتُ مَا لَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي نَصْرْتُ بِالرُّعْبِ وَ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ۔

(احمد الامن والعلی ص ۵۷)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مجھے وہ عطا ہوا کہ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ عطا ہوا تھا رعب سے میری مدد فرمائی گئی اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔“

6- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ أَوَّلُ شَافِعٍ وَ أَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (مشکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اولاد آدم علیہ السلام کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔“

7- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَ مُشَفَّعٍ وَ لَا فَخْرَ۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱۳۲)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر فخر نہیں۔“

8- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللَّهِ وَ لَا فَخْرَ۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت و بزرگی والا ہوں۔ اور مجھے اس پر فخر نہیں۔“

9- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ اَضْحِيَّانَ فَبَجَعْتُ
اَنْظُرَ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَاِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ
اَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ۔ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱)

”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرکار اقدس ﷺ کو چاندنی رات
میں دیکھا تو کبھی حضور ﷺ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف۔ حضور ﷺ اس
وقت سرخ لباس پہنے ہوئے تھے (آخر میں نے فیصلہ کیا) وہ چاند سے بڑھ کر
حسین ہیں۔“

10- عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرْقُهُ اللَّوْلُو وَمَا
مَسَسْتُ دِيْبَاجَةً وَلَا حَرِيرًا الْكَيْنُ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَمِمْتُ
مِسْكًَا وَلَا عُبْرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ ﷺ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص 561)
”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کا رنگ روشن اور چمک دار تھا اور حضور
ﷺ کا پسینہ گویا موتی تھا اور کسی دیباوریشم کے کپڑے کو میں نے حضور ﷺ کی
مبارک ہتھیلیوں سے نرم نہیں پایا اور میں نے کوئی ایسا مشک و عنبر نہیں سونگھا جس کی
خوشبو حضور ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر ہو۔“

11- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيقًا فَيَتْبَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ
سَلَّمَكَ مِنْ طِيبِ عَرْقِهِ أَوْ قَالَ مِنْ رِيحِ عَرْقِهِ۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص 517)
”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی راستہ سے گزرتے
پھر حضور ﷺ کے بعد جو بھی اس راستہ سے گزرتا۔ تو حضور ﷺ کے پسینہ کی خوشبو
محسوس کر لیتا کہ حضور ﷺ اُدھر سے تشریف لے گئے ہیں۔“

انتباہ

1- حضور سید عالم ﷺ کا چہرہ اقدس ایسا روشن و تابناک تھا کہ بقول راویان حدیث کے

- چہرے میں چاند و سورج تیرتے تھے۔ جس نے بحالت ایمان ایک بار چہرہ دیکھ لیا وہ صحابی ہو گیا جو نبوت کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے۔
- 2- سر مبارک بڑا اور بزرگ تھا جس سے سطوت و عظمت ٹپکتی تھی اور جو خشیت الہی سے ہر وقت جھکا رہتا تھا۔
- 3- قد مبارک نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ زیادہ چھوٹا۔ مگر انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تو سب سے اونچے نظر آتے۔
- 4- جسم پاک نورانی تھا اس لئے اس کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں پڑتا تھا اور نہ چاندنی میں۔ جسم پر مکھی، کبھی نہیں بیٹھتی تھی۔
- 5- موئے مبارک کچھ بل کھائے ہوئے تھے جو اکثر کندھے تک لٹکتے رہتے تھے۔ اور جب کبھی چہرہ انور پر بکھر جاتے تو وَالضُّحٰی وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی کی تفسیر بن جاتے۔
- 6- داڑھی شریف گھنی تھی اور چہرہ انور اس کے گھیرے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آبِ نوسی رحل پر قرآن مجید رکھا ہو۔ ناک سڈول اور پتلی قدرے اٹھی ہوئی جو اچانک دیکھنے پر شعلہ نور معلوم ہوتی تھی۔
- 7- سینہ مبارک کشادہ تھا جس میں ناف تک بالوں کی ایک ہلکی تحریر تھی۔ شکم مبارک سطح سینہ کے برابر تھی جسے چار بار فرشتوں نے چاک کر کے علم و حکمت کا نور بھرا تھا۔ اسی کی شان میں اَلَمْ نَشْرَحْ کی آیت اتری۔
- 8- گردن شریف نہایت لطیف و شفاف بقول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چاندی کی ڈھلی ہوئی تھی۔
- 9- پیشانی کشادہ اور صبح ازل کی طرح روشن تھی جسے لوگ چاند کا ٹکڑا کہتے تھے اور جو راتوں کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز رہا کرتی تھی۔
- 10- گوش مبارک نہایت موزوں اور سبک دور و نزدیک سے یکساں سنتے تھے۔ وحوش و طیور

کی بول چال اور شجر و حجر کی زبان حال سے باخبر تھے۔

11- دندان مبارک موتیوں سے زیادہ چمک دار جن سے مسکراتے وقت روشنی پھوٹ پڑتی تھی اور درود یوار چمک اٹھتے تھے۔

12- پشت مبارک ہموار اور سفید و شفاف تھی جیسے چاندی کی ڈھلی ہوئی جس پر شانوں (کندھوں) کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر ابھری ہوئی مہر نبوت تھی۔

13- آنکھیں سیاہ سرگیں اور پلکیں بڑی تھیں جو ہر وقت غیب کا مشاہدہ کرتی تھیں اور آگے پیچھے یکساں دیکھتی تھیں۔ ساری کائنات میں صرف انہیں آنکھوں نے خدائے پاک کو بے حجاب دیکھا تھا۔

14- دست مبارک کشادہ اور پر گوشت تھا جو مصافحہ کرتا اس کا ہاتھ معطر ہو جاتا انہی ہاتھوں کو خدائے تعالیٰ نے اپنا ہاتھ فرمایا تھا۔

15- انگلیاں لمبی اور بخش و عطا کے لئے پھیلی ہوئی رہتی تھی۔ جن کے بیچ سے ضرورت کے وقت پانی کا چشمہ ابلنے لگتا تھا۔ اور جن کے اشارہ سے چاند کا سینہ شق ہوا اور ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔

16- پنڈلیاں ہموار اور شیشہ کی طرح لطیف و شفاف تھیں۔

17- کلائیوں قدرے لمبی اور گداز، رنگ نکھرا ہوا صاف و شفاف تھا۔

18- ابرو محراب حرم کی طرح کمانداز تھے جس سے مقام قاب قوسین کا راز آشکارا تھا۔

19- لب مبارک گل قدس کی پتیوں کی طرح پتلے پتلے اور گلاب کی پتھریوں سے زیادہ نرم و نازک جن کی جنبش پر کارکنانِ قصا و قدر ہر وقت کان لگائے رہتے تھے۔

20- آواز انتہائی شیریں کہ دشمنوں کو بھی پیارا آجائے اور اتنی بلند کہ فاران سے گونجے تو ساری دنیا میں پھیل جائے۔ رحمت و کرم کے موقع پر گل و لالہ کے جگر کی ٹھنڈک اور کبھی غیرت حق کو جلال آجائے تو پہاڑوں کے کلیجے دہل جائیں۔

21- گریہ مبارک سکتی ہوئی دبی دبی آواز خشیت الہی کے غلبہ سے یہ کارامت کے غم میں رقت انگیز آیتیں پڑھ کر اور شبینہ دعاؤں میں بھیگی بھیگی پلکوں پر آنسوؤں کے جھلکتے ہوئے موتی۔

22- ہنسی انتہائی مسرت و شادمانی کے موقع پر لبوں پر صرف ایک ہلکا سا تبسم پھیل جاتا نور کی ایک کرن پھوٹی اور درود یوار روشن ہو جاتے اسی روشنی میں ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سوئی تلاش کر لی تھی۔

23- پسینہ مبارک انتہائی خوشبودار اور عطر انگیز تھا۔ جدھر سے گزر جاتے فضا معطر ہو جاتی۔ بغل شریف کے پسینہ سے ایک دہن معطر کی گئی تو پشت در پشت اس کی اولاد میں خوشبو کا اثر تھا۔

24- لعاب دہن زخمیوں اور بیماریوں کے لئے مرہم شفا تھا۔ کھاری کنویں اس کی برکت سے شیریں ہو جاتے۔ شیر خوار بچے کے منہ میں پڑ جاتا تو دن بھر ماں کے دودھ کے بغیر آسودہ رہتے۔ (ماخوذ از مدارج النبوۃ، شاکل ترمذی، نسیم الریاض، خصائص کبریٰ، جواہر البحار)

الغرض ان کے ہر موپہ دائم درود

ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل کوئی نہیں

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ إِنَّكَ تَوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَأَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي أُبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي۔ (بخاری ص ۲۶۲، ج ۱، مسلم ص ۲۵۲، مشکوٰۃ ص ۱۷۵)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رات دن پے درپے روزہ رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض

کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ تو دن رات پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری مثل تم میں کون ہے بیشک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا پرودگار مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔“

حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قوله ﷺ اِنِّي ابِتُّ يَطْعَمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي معناه يَجْعَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي قُوَّةِ الطَّاعِمِ وَالشَّارِبِ۔ یعنی حضور ﷺ کے قول يطعمني ربي ويسقيني کا مطلب ہے کہ خدائے تعالیٰ مجھے وہ طاقت دیتا ہے جو اوروں کو کھاپی کر حاصل ہوتی ہے۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ ﷺ وَأَصْلَ فِي رَمَضَانَ فَوَاصِلَ النَّاسِ فَتَهَاهُمْ قِيلَ لَهُ أَنْتَ تَوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى۔

(مسلم ص ۱۷۴۵)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ماہ رمضان میں رات دن پے در پے روزہ رکھا تو لوگوں نے بھی پے در پے روزہ رکھا تو حضور ﷺ نے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ عرض کیا گیا حضور ﷺ تو رات دن پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے مثل نہیں ہوں میں کھلایا اور پلایا جاتا ہوں۔“

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَوَاصِلُوا قَالُوا إِنَّكَ تَوَاصِلُ قَالَ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي ابِتُّ يَطْعَمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي۔ (بخاری ص ۱۰۸۴ ج ۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کہ تم رات دن پے در پے روزہ مت رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا حضور ﷺ تو رات دن پے در پے روزہ رکھتے ہیں۔ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے مثل ہرگز نہیں ہوں۔ بیشک میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔“

انتباہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مثل بشر نہیں کہنا چاہئے اس لئے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام کو ان کے زمانے کے کفار اپنے مثل بشر کہا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا۔ (سورۃ صودا آیت ۱۷)

”اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی

دیکھتے ہیں۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

یعنی نوح علیہ السلام کی قوم کے کافروں نے کہا کہ ہم تمہیں اپنی ہی مثل بشر سمجھتے ہیں۔ اور

ایک اور مقام پر فرمایا:

قَالُوا إِنَّا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا۔ (سورہ ابراہیم: ۱۰)

”بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی ہو۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

یہاں کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم ہماری ہی مثل ہو۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا۔ (سورہ شعراء: ۱۸۶)

”تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

یہاں کافروں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا کہ تم ہماری ہی مثل بشر ہو۔ پارہ ۱۹ میں ہے:

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا۔ (سورہ شعراء: ۱۸۶)

”تم ہمیں جیسے آدمی ہو۔“ (ترجمہ کنز الایمان)

یہاں کافروں نے شعیب علیہ السلام سے کہا تم ہماری ہی مثل بشر ہو۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو ازراہ توہین اپنے مثل بشر کہنا

کافروں کا شیوہ ہے۔

معراج

1- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُتِيتُ بِالْبَرَّاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونِ الْبُغْلِ يَضَعُ خَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهِ قَالَ فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ قَالَ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلَقَةِ الَّتِي يَرْبُطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ لِي جِبْرِيلُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَأَخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ اخْتَرْتُ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِأَدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَانِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْنِي الْخَالَةِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ فَقِيلَ مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسَيْنِ قَالَ فَرَحَّبَ لِي وَدَعَانِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا بِإِدْرِيسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَّبَ وَدَعَانِي بِخَيْرٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ

فَقِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ
إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَرُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَبَ وَ
دَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ
مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ
قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَحَبَ وَدَعَا لِي
بِخَيْرٍ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هَذَا
قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ
بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَسْنِدُ ظَهْرِهِ إِلَى
الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا
يَعُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَإِذَا وَرَقُهَا كَأَذَانِ
الْفِيلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقَلَالِ قَالَ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشَى
تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْتَعَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَأَوْحَى
إِلَيَّ مَا أَوْحَى فَفَرَضَ عَلَى خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ
إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أَمَّا
قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَاةً قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أَمَّاكَ
لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ
إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَيَّ أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ
إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أَمَّاكَ لَا يُطِيقُونَ لَكَ
فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ سَلِّهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمَّ أَزَلْ ارْجِعْ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ يَكُلُّ
صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً وَمَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا

كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا
لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ فَنَزَلَتْ حَتَّى
انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ
التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى
اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ۔ (مسلم)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس
ایک براق لایا گیا۔ یہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا جس کا قد گدھے سے اونچا اور خچر
سے نیچا تھا اس کا قدم اس مقام پر پڑتا تھا جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے حضور ﷺ نے
فرمایا کہ میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس میں آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا
تو میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیائے کرام علیہم السلام اپنی ساریوں
کو باندھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت
نماز پڑھی پھر میں باہر نکلا تو جبریل میرے پاس ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ
دودھ کا لائے۔ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت
(اسلام) کو اختیار کر لیا۔ پھر جبریل مجھ کو آسمان کی طرف لے چلے۔ جبریل نے
(آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا
سرکار مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے فرمایا کہ (ہاں) بلایا گیا
ہے۔ پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا
انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے
دوسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے
کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ ﷺ ہیں پھر پوچھا گیا اور آپ
کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ ﷺ ہیں پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے۔
فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر آسمان کا دروازہ ہمارے لئے

کھول دیا گیا تو میں نے دو خالہ زاد بھائیوں یعنی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو دیکھا تو انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے چلے۔ انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں جبریل ہوں، پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے پھر آسمان ہمارے لئے کھول دیا گیا وہاں مجھے یوسف علیہ السلام نظر آئے جنہیں (سارے جہاں کا) آدھا حسن عطا فرمایا گیا ہے انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے چلے تو جبریل علیہ السلام نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا: پوچھا گیا: یہ کون ہے؟ فرمایا: میں جبریل ہوں کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا: سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر پوچھا گیا ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا: (ہاں) بلایا گیا ہے تو آسمان کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو میں نے ادریس علیہ السلام کو دیکھا تو انہوں نے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی جن کے بارے میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔ پھر جبریل مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے فرمایا تو پوچھا گیا کون ہے؟ فرمایا میں جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر کہا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو ہمارے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا تو اچانک مجھ کو ہارون علیہ السلام نظر آئے مرحبا کہا اور میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر جبریل ہم کو چھٹے آسمان کی طرف لے چلے انہوں نے آسمان کا دروازہ کھولنے کیلئے کہا پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا میں جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر کہا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو آسمان کا

دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مرحبا فرمایا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر جبریل ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے چلے تو انہوں نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کیلئے کہا تو پوچھا گیا یہ کون ہے؟ فرمایا جبریل ہوں پھر پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر پوچھا گیا اور ان کو بلایا گیا ہے۔ فرمایا (ہاں) بلایا گیا ہے۔ تو ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جو بیت المعمور سے اپنی پیٹھ کی ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار ایسے فرشتے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ نہیں آتے (یعنی روز نئے نئے فرشتے آتے ہیں) پھر مجھ کو سدرۃ المنتهی پر لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے مثل ہیں اور اس کے پھل بڑے مشکون کے مانند ہیں تو جب سدرۃ المنتهی کو خدائے تعالیٰ کے حکم سے ایک چیز نے ڈھانپ لیا تو اس کا رنگ بدل گیا خدائے تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی اس کی خوبصورتی بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا پھر خدائے تعالیٰ نے میری جانب وحی فرمائی جو کچھ وحی فرمائی پھر اس نے رات اور دن میں پچاس نمازیں میرے اوپر فرض فرمائیں۔ میں واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پوچھا آپ کے پروردگار نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے کہا دن رات میں پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف کی درخواست پیش کریں اس لئے کہ آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی۔ میں نے بنی اسرائیل کی آزمائش کی ہے اور اس کا امتحان لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو میں نے ہاں میں جا کر عرض کیا اے میرے پروردگار میری امت پر آسانی فرما تو خدائے تعالیٰ نے میری امت سے پانچ نمازیں کم کر دیں ہیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ~~موسیٰ علیہ السلام~~ سے پانچ نمازیں کم کر دی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی آپ پھر اپنے پروردگار کے پاس جا کر تخفیف چاہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے

پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا اور نماز کی تخفیف کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ رات اور دن کی کل پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز کیلئے دس نمازوں کا ثواب ہے تو وہ پانچ نمازیں ثواب میں پچاس نمازوں کے برابر ہیں جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو نہ کیا تو صرف ارادہ ہی سے اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر کر لیا تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص برے کام کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کرے تو کچھ نہیں لکھا جاتا اور کرے تو اس کیلئے ایک برائی لکھی جاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد میں اتر کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو ان کو حقیقت حال سے آگاہ کیا انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس جا کر تخفیف چاہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس (نماز کی تخفیف کیلئے) اتنی بار حاضر ہوا کہ اب مجھ کو وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

2- عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظَرُ إِلَيْهِ۔ (بخاری، مسلم مشکوٰۃ)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب قریش نے (واقعہ معراج کی بابت) میری تکذیب کی تو میں (ان کو سوالات کا جواب دینے کیلئے) مقام حجر میں کھڑا ہوا تو خدائے تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نگاہوں کے سامنے کر دیا میں بیت المقدس کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نشانیوں کے بارے میں قریش کے سوالات کا جواب دے رہا تھا۔“

انتباہ

1- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگتے میں معراج جسمانی ہوئی تھی اس لئے کہ اگر معراج منامی یا روحانی

ہوتی تو کفار قریش حضور ﷺ کو ہرگز نہ جھٹلاتے اور نہ بعض ضعیف الایمان مسلمان مرتد ہوتے۔ شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۵ میں ہے۔ ان المعراج فی المنام او بالروح لیس مما نکر کل الانکار و الکفرة انکروا امر المعرج غاية الانکار بل کثیر من المسلمین قد ارتدوا بسبب ذلك اھ۔

2- حضور سید عالم ﷺ کو جاگتے میں جسمانی معراج ہونا برحق ہے۔ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک سیر کا انکار کرنے والا کافر ہے اور آسمان کی سیر کا انکار کرنے والا گمراہ بد دین ہے۔ اشعة اللمعات جلد ۲ صفحہ ۵۲۷ میں ہے۔ اسراء از مسجد حرام ست تا مسجد اقصیٰ و معراج از مسجد اقصیٰ ست تا آسمان و اسراء ثابت ست یہ نص قرآن و منکر آں کافر ست و معراج با حدیث مشہورہ کہ منکر اں ضال و مبتدع ست۔ یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اسراء ہے اور مسجد اقصیٰ سے آسمان تک معراج ہے۔ اسراء نص قرآنی سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے اور معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ اور بد دین اور شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۰ میں ہے۔ المعراج لرسول اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام فی الیقظۃ بشخصہ الی السماء ثم الی مشاء اللہ تعالیٰ من العلیٰ حق ای ثابت بالخبر المشہور حتیٰ انہ منکرہ یکون مبتدعا۔ یعنی حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ آسمان اور اس کے اوپر جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا سرکار اقدس ﷺ کا تشریف لے جانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنے والا بد دین ہے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۱ پر ہے۔ الاسراء و هو من المسجد الحرام الی بیت المقدس قطعی ثبت بالکتاب و المعراج من الارض الی السماء مشہور۔ یعنی مسجد حرام سے بیت المقدس تک رات میں سیر فرمانا قطعی ہے قرآن مجید سے ثابت ہے (اس کا منکر گمراہ ہے) اور زمین سے آسمان تک سیر فرمانا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔ (اس کا منکر گمراہ ہے) اور سید الفقہاء حضرت ملا جیون رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان المعراج الی المسجد الاقصیٰ

قطعنی ثابت بالکتاب والی سماء الدنيا ثابت بالخبر المشهر والی ما فوقه
 من السموات ثابت بالاحاد فمنکر الاول کافر البتة و منکر الثانی مبتدع
 مضل و منکر الثالث فاسق۔ یعنی مسجد اقصیٰ تک معراج قطعنی ہے قرآن سے ثابت
 ہے اور آسمان دنیا تک حدیث مشہور سے ثابت ہے۔ اور آسمانوں سے اوپر تک آحاد سے
 ثابت ہے تو پہلے کا منکر قطعنی کافر ہے اور ثانی کا بدین گمراہ ہے اور تیسرے کا منکر فاسق
 ہے۔ (تفسیرات احمد یہ صفحہ ۲۲۸)

حضور سید عالم ﷺ کو حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ایک بار خواب میں کئی بار
 معراج ہوئی۔ اشعة اللمعات جلد ۴ صفحہ ۵۲ میں ہے: مختلف آمدہ است واقوال علماء دریں
 باب کہ در خواب بود یا در بیداری و یک بار بود یا بارہا۔ صحیح و مختار جمہور آن ست کہ بارہا بود یک
 بار در بیداری بود و بارہا در خواب۔ یعنی معراج خواب میں ہوئی تھی یا بیداری میں۔
 اور ایک بار ہوئی تھی یا بارہا؟ اس باب میں علماء کے اقوال مختلف ہے۔ صحیح اور جمہور علماء کا
 مختار یہ ہے کہ معراج کئی بار ہوئی تھی ایک بار بیداری میں اور کئی بار خواب میں۔

پھر دوسطر کے بعد فرمایا کہ تحقیق آن ست کہ یکبار در نقطہ بود بحسد شریف از مسجد حرام تا
 مسجد اقصیٰ و از آنجا تا آسمان کا ز آسمان تا آنجا کہ خدا خواست اگر در منام بودے باعث ایں
 ہمہ فتنہ و غوغائی شد و باعث اختلاف و ارتدادی گشت۔ یعنی تحقیق یہ ہے کہ معراج ایک بار
 حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ہوئی۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے
 آسمان تک اور آسمان سے جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا۔ اگر واقعہ معراج خواب میں
 ہوتا تو اس قدر فتنہ و فساد شور و غوغا کا باعث نہ ہوتا اور کافروں کے جھگڑنے اور بعض مسلمانوں
 کے مرتد ہونے کا سبب نہ ہوتا۔ (اشعة اللمعات صفحہ ۵۲ جلد ۴)

اور تفسیر خازن جلد رابع صفحہ ۱۳۴ میں ہے:

الحق الذی علیہ اکثر الناس و معظم السلف و عامة الخلف من
 المتأخرین من الفقہاء و المحدثین و المتکلمین انہ اسری بروحه و

جسدہ علیہ السلام۔

”یعنی حق وہی ہے کہ جس پر کثیر صحابہ اکابر تابعین اور عامہ متاخرین فقہا محدثین اور متکلمین ہیں کہ سرکار اقدس ﷺ کو روح اور جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔ ﷺ اور حضرت ملا جیون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الاصح انه كان في اليقظة و كان بجسده مع روحه و عليه اهل السنة و الجماعة فمن قال انه بالروح فقط او في النوم فقط فمبتدع ضال مضل فاسق۔ (تیسرا حصہ صفحہ ۲۳۰)

”صحیح یہ ہے کہ معراج جیتے جاگتے میں جسم اطہر کے ساتھ مع روح کے ہوئی۔ اہل سنت و جماعت کا یہی مسلک ہے۔ تو جس نے کہا کہ معراج صرف روح کے ساتھ ہوئی یا صرف خواب میں ہوئی تو وہ بد دین، گمراہ، گمراہ گواور فاسق ہے۔“

معجزات

1- عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شَقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا خِرَاءَ بَيْنَهُمَا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۲)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ مکہ والوں نے حضرت سید عالم ﷺ سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں تو سرکار اقدس ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کر انہیں دکھا دیا یہاں تک کہ مکہ والوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔“

2- عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ انشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ وَ فِرْقَةٌ دُونَهُ۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۲)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا پہاڑ سے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس

کے نیچے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا انشقاق قمر بہ تحقیق واقع شدہ مرآں حضرت راضی علیہ السلام اور روایت کردہ انداں راجعے کثیر از صحابہ و تابعین و روایت کردہ انداز ایثاں جم غفیر از ائمہ حدیث۔ و مفسران اجماع دارند کہ مراد در آیت کریمہ اقتربت الساعة و انشق القمر ہمیں انشقاق ست کہ معجزہ آں حضرت واقع شد نہ آنکہ در قیامت واقع شود و سیاق آیت کریمہ کہ فرمودہ و ان یروا آیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمرو۔ دلالت وارد بر آن۔

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چاند کا دو ٹکڑے ہونا یقیناً واقع ہے جس کو صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کثیر جماعت نے بیان کیا ہے اور پھر ان سے محدثین کے جم غفیر نے روایت کیا ہے۔ اور مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ آیت کریمہ اقتربت الساعة و انشق القمر میں یہی چاند کا دو ٹکڑے ہونا مراد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ واقع ہوا وہ انشقاق مراد نہیں ہے جو قرب قیامت میں واقع ہوگا اور اسی سے متصل دوسری آیت کریمہ و ان یروا آیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمرو۔ اسی مضمون کو بتاتی ہے کہ حضور علیہ السلام نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۵۱۸)

3- عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهَا عَلِيٌّ كَانَ يُوحِي اِلَيْهِ وَرَاسَهُ فِي حَجَرٍ عَلِيٍّ فَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَصَلَّيْتُ يَا عَلِيُّ قَالَ لَا فَقَالَ اللَّهُمَّ اِنَّهُ كَانَ فِي طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَرَأَيْتَهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَأَيْتَهَا طَلَعَتْ وَوَقَفْتُ عَلَى الْجِبَالِ وَالْأَرْضِ وَذَلِكَ بِالصُّهْبَاءِ فِي خَيْبَرَ۔ (شفاع نسیم الریاض جلد ۲، صفحہ ۱۰)

”حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حال میں وحی نازل ہو رہی تھی کہ آپ کا مبارک سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ (عصر کی) نماز نہیں پڑھ سکے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ بعدہ حضور

علیہ السلام نے فرمایا کہ اے علی! کیا تم نے نماز پڑھی؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الہی میں دعا کی۔ یا اہل العلمین علی تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں تجھے (اس لئے ان کی نماز عصر قضا ہوگئی) لہذا تو ان کیلئے سورج کو لوٹا دے۔ حضرت اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب گیا تھا پھر (دعائے نبوی کے بعد) میں نے دیکھا تو وہ طلوع ہو گیا اور اس کی کرنیں پہاڑوں اور زمینوں پر پھیل گئیں۔ یہ واقعہ مقام صہبا میں پیش آیا جو خیبر سے قریب ہے۔

4- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاخَّرَتْ سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي مَعْجَمَةِ الْأَوَاسِطِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ۔

(طبرانی شرح الشفا، السلا علی قاری علیہ الرحمۃ الباء، ی معی نسیم، ۱۸، جلد ۳، صفحہ ۱۳)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے رک جائے وہ فوراً رک گیا۔“

5- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلَى جَذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْيَمِينُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحِبُ النَّخْلَةِ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَأْنٍ أَيْنِ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَفْرَتْ۔ (بخاری، شریف، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۶)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں خطبہ پڑھتے تو کھجور کے اس تنار پر جوستون (کھمبا) کے طور پر مسجد میں کھڑا تھا کمر لگا لیتے پھر جب منبر تیار ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطبہ پڑھنے کیلئے رونق افروز ہوئے تو وہ جوستون جس سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ فرمایا کرتے تھے فراقِ نبی میں چیخ اٹھا اور قریب تھا کہ وہ شدتِ اضطراب سے پھٹ جائے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے یہاں تک کہ اس

ستون کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا پھر اس ستون نے اس بچہ کی طرح رونا اور بلبلانا شروع کیا جس کو تسلی دے کر خاموش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس ستون کو قرار حاصل ہوا۔

6- عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ قَالَ وَمَنْ يَشْهَدُ عَلَيَّ مَا تَقُولُ قَالَ هَذِهِ السَّلَامَةُ فَدَعَاَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَأَقْبَلْتُ تَخُذُ الْأَرْضَ حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَسْتَشْهَدُهَا ثَلَاثًا أَنَّهُ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى مَنْبَتِهَا۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۴۱)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ جب وہ حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ نے اس سے فرمایا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ خدائے تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ دیہاتی نے کہا آپ کی باتوں پر میرے سوا اور کون گواہی دے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بول کا درخت گواہی دے گا۔ یہ فرما کر آپ نے اس درخت کو بلایا۔ آپ وادی کے کنارے تھے۔ وہ درخت زمین کو پھاڑتا ہوا چلا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس سے تین بار گواہی لی کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔“

7- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ بِمَا أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ إِنْ دَعَوْتُ هَذَا الْعِدْقُ مِنْ هَذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتَّى سَقَطَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ۔ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۴۱)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک ذیہائی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیونکر میں یقین کروں کہ آپ سچے نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کے اس خوشہ کو میں بلاؤں اور وہ میرے پاس آکر اس بات کی گواہی دے کہ میں خدائے تعالیٰ کا رسول ہوں جب تجھے یقین آجائے گا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشہ کو بلایا تو وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب زمین پر آکر گرا پھر آپ نے فرمایا کہ واپس چلا جا تو وہ خوشہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔“

8- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً وَ أَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقُلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَادْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الظُّهْرِ الْمُبَارِكِ وَالْبُرَكَّةُ مِنَ اللَّهِ وَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ (بخاری صفحہ ۵۰۵ جلد ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۸)

”حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تو معجزات کو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو تخفیف کا باعث سمجھتے ہو ہم ایک سفر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پانی کم ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھوڑا سا بچا ہوا پانی تلاش کر لاؤ۔ تو لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقدس ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور اس کے بعد فرمایا کہ برکت والے پانی کے پاس آؤ اور برکت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے پس میں نے قطعی طور پر دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس انگلیوں کی گھائیوں سے پانی ابل رہا ہے۔“

9- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالَ مَا لَكُمْ قَالُوا لَيْسَ

عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ
فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قُلْتُ
كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَّانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

(بخاری صفحہ ۵۰۵ جلد ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۲)

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ نے وضو فرمایا۔ تو لوگ آپ کی
جانب دوڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہمارے پاس
وضو کرنے اور پینے کیلئے پانی نہیں مگر صرف یہی جو آپ کے سامنے ہے تو حضور
علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اسی پیالہ میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان
سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں
نے پانی پیا اور وضو کیا حضرت سالم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا
کہ آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی
ہوتے تب بھی وہ پانی کافی ہوتا (اس وقت) تو ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔“

10- عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِنَاءً وَهُوَ بِالزُّورَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي
الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ
لَأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثَ مِائَةٍ۔ (بخاری ۵۰۴ جلد ۱، مشکوٰۃ ۵۳۷)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
پانی کا ایک برتن لایا گیا حضور اس وقت مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ
نے مقدس ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا تو پانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے
ابلنے لگا جس سے تمام لوگوں نے وضو کیا حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے
حضرت انس سے پوچھا کہ اس وقت آپ کتنے تھے؟ انہوں نے فرمایا تین سو یا تین
سو کے قریب۔“

11- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ (ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۰)

”حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مکہ میں تھا۔ پھر سرکارِ اقدس ﷺ اور ہم مکہ شریف کے گرد و نواح میں گئے تو جس پہاڑ اور درخت کا بھی سامنا ہوتا تھا وہ عرض کرتا السلام علیک یا رسول اللہ۔“

12- عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَرَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى نَزَلْنَا وَادِيًا أَفِيحَ فَلَدَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَلَمْ يَرِ شَيْئًا يَسْتَرْبِيهِ وَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِي الْوَادِي فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَحَدَهُمَا فَآخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِي عَلَيَّ يَا ذُنَّ اللَّهِ تَعَالَى فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوشِ الَّذِي يُصَانِعُ فَائِدَهُ حَتَّى آتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرَى فَآخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِي عَلَيَّ يَا ذُنَّ اللَّهِ تَعَالَى فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ فَمَا بَيْنَهُمَا قَالَ التَّيْمَا عَلَيَّ يَا ذُنَّ اللَّهِ فَالْتَمَتَا فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُقْبِلًا وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدْ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلَى سَاقٍ۔

(مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۳)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک بے آب و گیاہ وادی یعنی میدان میں اترے۔ حضور ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے لیکن پردہ کی کوئی جگہ آپ کو نہ ملی۔ اچانک آپ کی نظر اس وادی کے کنارے دو درختوں پر پڑی حضور ﷺ ان میں سے ایک کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر (درخت سے) فرمایا کہ حکم خدا میرے ساتھ چل تو وہ درخت اس اونٹ کی طرح چل پڑا جس کی ناک میں نکیل بندھی رہتی ہے اور اپنے ساربان کی

اطاعت کرتا ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ اس دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا اے (درخت) تو بھی بحکم الہی میرے ساتھ چل تو وہ بھی پہلے درخت کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ حضور ﷺ ان درختوں کے درمیان کی جگہ میں پہنچے تو فرمایا کہ (اے درخت) تم دونوں بحکم الہی آپس میں مل کر میرے لئے پردہ بن جاؤ تو دونوں ایک دوسرے سے مل گئے (اور حضور نے) ان درختوں کی آڑ میں قضائے حاجت فرمائی۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ میری نگاہ اٹھی اچانک میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ ہوا پس تشریف لارہے ہیں اور دیکھا کہ دفعۃً وہ دونوں درخت جدا ہو کر چلے اور اپنے تنے پر کھڑے ہو گئے۔

انتباہ

- 1- انبیائے کرام علیہم السلام سے دعوائے نبوت کی تائید میں جو بات خلاف عادت ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ حضرت میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: المعجزة امر خارق للمعادة داعية الى الخير و السعادة مقرونة بدعوى النبوة قصد به اظهار صدق من ادعى ان رسول من الله۔ (التعریقات ۱۹۵)
- 2- حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر، ملحد اور زندیق ہے۔
- 3- جو معجزہ دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے معراج کی رات میں سید عالم ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر فرمانا اس پر ایمان لانا فرض ہے اس کا منکر کافر ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۵۲۷)

- 4- جو معجزہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہو جیسے ”سرکار اقدس ﷺ کا معراج کی رات میں آسمانوں کی سیر فرمانا“ اس کا ماننا لازم و ضروری ہے اور اس کا منکر گمراہ بد مذہب ہے۔

(تفسیر احمدیہ صفحہ ۳۲۸)

- 5- جو معجزہ خبر واحد سے ثابت ہو خواہ علی وجہ القوۃ یا علی وجہ الضعف فضائل میں وہ بھی معتبر ہے۔

6- انبیائے کرام علیہم السلام سے قبل اظہار نبوت جو بیات خرقِ عادت کے طور پر صادر ہوا ہے
ارہاس کہتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خوارق
عادت کہ پیش از ظہور نبوت ظاہر شد آں را ارہاسات گویند۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۵۴۱)

کرامت

1- عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَبْعَثُ جَيْشًا وَ أَمَرَ عَلَيْهِمْ
رَجُلًا يَدْعُو سَارِيَةَ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيحُ يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ
فَقَدِمَ رَسُولٌ مِنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا
فَإِذَا بِصَاحِبِ يَصِيعُ يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ فَاسْتَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ
فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى۔ (بیہقی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶)

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر
(نہاوند کی طرف) بھیجا اور اس لشکر پر ایک مرد کو سپہ سالار مقرر فرمایا جن کو ساریہ کہا
جاتا تھا۔ تو (ایک روز) جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مدینہ شریف میں) خطبہ پڑھ
رہے تھے یکا یک آپ بلند آواز میں فرمانے لگے اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو۔ چند
روز کے بعد لشکر سے ایک قاصد آیا تو اس نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین!
ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا تو اس نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! ہمارے
دشمن نے ہم کو شکست دی پھر اچانک ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی کہ اے
ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو تو ہم نے پہاڑ کی طرف اپنی پشت کر لی (اور دشمن سے لڑے)
پھر خدائے تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔“

2- عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطَأَ
الْجَيْشَ بِأَرْضِ الرُّومِ أَوْ أُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَإِذَا هُوَ
بِالْأَسَدِ فَقَالَ يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ مِنْ أَمْرِي

كَيْتَ وَ كَيْتَ فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ لَهُ بَصْبَصَةٌ حَتَّى قَامَ إِلَى جَنْبِهِ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۵)

”حضرت ابن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ جو رسول کریم ﷺ کے غلام تھے (ایک مرتبہ) سرزمین روم میں اسلامی لشکر (تک پہنچنے) کا راستہ بھول گئے۔ یا قید کر دیئے گئے تھے تو اسلامی لشکر کی تلاش میں نکل بھاگے۔ اچانک ایک شیر سے ان کا سامنا ہو گیا تو آپ نے شیر سے فرمایا اے ابو حارث! میں سرکار اقدس ﷺ کا غلام ہوں میرے ساتھ ایسا ایسا واقعہ پیش آیا ہے تو شیر (کتے کی طرح) دم ہلاتا ہوا قریب آ کر حضرت سفینہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا (اور ساتھ ساتھ چلتا رہا) جب شیر کسی چیز کی آواز سنتا تو اس طرف دوڑ پڑتا پھر واپس آ کر ان کے پہلو میں چلنے لگتا یہاں تک کہ حضرت سفینہ اسلامی لشکر تک پہنچ گئے پھر شیر واپس ہو گیا۔“

3- عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَسِيدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَ عَبَادَ بْنَ بَشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِي لَيْلَةٍ شَدِيدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْقَلِبَانِ وَ بِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصِيَّةٌ فَأَضَاعَتْ عُصَا أَحَدِهِمَا لَهَا حَتَّى مَشِيَ فِي ضَوْءِهَا حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاءَتْ لِلْآخَرِ عُصَاهُ فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْءِ عُصَاهُ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ۔ (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۴)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے اپنے کسی معاملہ میں ایک پہر رات گزرنے تک گفتگو کرتے رہے وہ رات بہت تاریک تھی۔ پھر وہ لوگ اپنے گھروں میں واپس ہونے کیلئے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ سے نکلے اور دونوں حضرات کے ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی لاٹھیاں تھیں

پھر ان میں سے ایک صاحب کی لاشی دونوں کیلئے روشن ہو گئی بعدہ وہ دونوں حضرات لاشیوں کی روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ جب دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کی لاشی بھی روشن ہو گئی پھر ہر ایک اپنی اپنی لاشی کی روشنی میں اپنے گھر والوں تک پہنچ گیا۔“

انتباہ

1- ولی سے جو بات خلاف عادت ظاہر ہو اسے کرامت کہتے ہیں اور عام مومنین سے ایسی بات صادر ہو تو اسے معونت کہتے ہیں اور بیباک فاسق و فاجر یا کافر سے جو ان کے مواقف ظاہر ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں اور ان کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت کہتے ہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۱)

2- کرامت حق ہے اس کا انکار کرنے والا گمراہ اور بد مذہب ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۵ میں ہے الکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب و السنة اولیائے کرام سے کرامتوں کا صادر ہونا حق ہے یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اہل حق اتفاق در اند بر جواز وقوع از اولیاء دلیل بر وقوع کرامت کتاب و سنت و تواتر اخبارست از صحابہ و من بعد ہم تواتر معنی :- یعنی اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ اولیاء کرام سے کرامت کا ظہور ہو سکتا ہے۔ اور اللہ والوں سے کرامتوں کا صادر ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور صحابہ و تابعین کی مسلسل خبروں سے بھی واضح ہے۔ (امعة اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۵)

3- ولی وہ مسلمان ہے جو بقدر طاقت بشری ذات و صفات باری تعالیٰ کا عارف ہو، احکام شرع کا پابند ہو اور لذات شہوات میں انہماک نہ رکھتا ہو جیسا کہ شرح عقائد نفسی میں ہے۔ الولی هو العارف باللہ تعالیٰ و صفاته حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانہماک فی اللذات و الشہوات اور امعة اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۹۵ میں ہے: ولی کسی است

- کہ عارف باشد بذات وصفات طاقت بشری و مواظب باشد براتیاں طاعت و ترک منہیات در لذات و شہوات و کامل باشد در تقوی و اتباع بر حسب تفاوت و مراتب آن۔
- 4- ولی وہی شخص ہو سکتا ہے جس کا عقیدہ مذہب اہل سنت و جماعت کے مطابق ہو کوئی مرتد یا بد مذہب مثلاً دیوبندی، وہابی، قادیانی، رافضی اور نیچری وغیرہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔
- 5- اولیائے کرام و صالحین عظام کا فیض بعد وصال جاری رہتا ہے۔ تفسیر عزیزی پ عم صفحہ ۵۰ میں ہے۔ از اولیائے مدفونین و دیگر صلحائے مومنین انتفاع و استفادہ جاری ست و آنہا را فادہ و اعانت نیز متصور۔

اولیاء را ہست قدرت ازالہ تیر جتہ باز گرد اندز راہ

علم غیب

- 1- عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَ أَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَ نَسِيَ مَنْ نَسِيَ۔ (بخاری صفحہ ۲۵۳ جلد ۱، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۶)

”حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے ہوئے تو حضور ﷺ نے ابتدائے آفرینش سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سارے حالات کی ہمیں خبر دے دی۔ (حضور ﷺ سے سننے والوں میں) جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

معلوم ہوا کہ سرکارِ اقدس ﷺ کو مخلوقات کی پیدائش سے لے کر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک سارے حالات کا علم ہے۔

- 2- عَنْ أَبِي زَيْدٍ يَعْنِي عُمَرَو بْنَ الْخَطَّابِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرَ وَ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ

فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمْنَا أَحْقَظْنَا۔ (مسلم جلد ۲، صفحہ ۲۹۰)

”حضرت ابو زید یعنی عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہو کر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے تشریف لا کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے پھر ہمارے سامنے تقریر فرمائی یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے اتر کر نماز پڑھائی اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو اس تقریر میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے تمام واقعات کی حضور ﷺ نے ہمیں خبر دے دی تو ہم لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ شخص ہے جسے حضور ﷺ کی بتائی ہوئی خبریں زیادہ یاد ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کو ماکان وما یكون کا علم ہے یعنی آپ گزشتہ اور آئندہ کے تمام واقعات جانتے ہیں۔

3- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا۔ (مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا۔“

4- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ وَاللَّهِ لَا أَدْرِي أَنِّي أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوُا وَاللَّهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَائِدٌ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقُضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مِنْ مَعَهُ ثَلَاثَ مَائَةِ قَصَابِعٍ إِلَّا قَدْ سَمَاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۳)

”حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھول جانے کا اظہار کرتے ہیں (آج ہے) دنیا کے ختم

ہونے تک جتنے فتنہ انگیز لوگ پیدا ہوں گے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو سے زائد ہوگی خدائے تعالیٰ کی قسم حضور ﷺ نے ہمیں ان کا نام، ان کے باپ کا نام اور ان کے خاندان کا نام (سب کچھ) بتا دیا۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا علم تمام کلیات اور جزئیات کو گھیرے ہوئے ہے کہ آپ نے آئندہ پیدا ہونے والے فتنہ انگیزوں کے نام، ان کے باپ کا نام اور ان کے قبیلہ کا نام لوگوں سے بیان فرمایا۔

5- عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا وَ جَعْفَرًا وَ ابْنَ رَوَاحَةَ النَّاسَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَ عَيْنَاهُ تَذُرٍ فَإِنْ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللَّهِ يَعْنِي خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ۔

(بخاری، مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان لوگوں کے شہید ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید کئے گئے پھر جھنڈے کو جعفر نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے جھنڈے کو لیا اور وہ بھی شہید کئے گئے۔ آپ یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد جھنڈے کو ایسے شخص نے لیا جو خدائے تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے یعنی حضرت خالد بن ولید (نے) جھنڈا لیا اور خوب گھمسان کی لڑائی کرتے رہے (یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی)۔“

”معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے حالات حضور ﷺ کی نگاہ کے سامنے ہیں جنگ موتہ شام میں ہو رہی تھی حضور ﷺ اس کے حالات مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے۔“

6- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِحَائِطٍ مِّنْ حِطَّانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذِّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا يُعَذِّبَانِ فِي كَبِيرٍ ثُمَّ قَالَ بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَرُّ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كَسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا قَالَ لَعَلَّهُ أَنْ يَخْفَفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَبْسَا۔ (بخاری، صفحہ ۳۵ جلد ۱)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں۔ پھر فرمایا ہاں (خدائے تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے) ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک کھجور کی تر شاخ منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب کم رہے گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

- 1- حضور ﷺ کی نگاہ کیلئے کوئی آر نہیں بن سکتی یہاں تک کہ زمین کے اندر جو عذاب ہوتا ہے اسے آپ ملاحظہ فرماتے تھے۔
- 2- حضور ﷺ مخلوقات کے ہر کھلے اور چھپے کام کو دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت کون کیا کر رہا ہے اور پہلے کیا کرتا تھا چنانچہ آپ نے فرما دیا کہ ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔

3- حضور ﷺ ہر گناہ کا علاج بھی جانتے ہیں کہ قبر پر شاخیں رکھ دیں تاکہ عذاب ہلکا ہو جائے۔

4- قبروں پر سبزہ اور پھول وغیرہ ڈالنا سنت سے ثابت ہے کہ اس کی تسبیح سے مردہ کو راحت

ہوتی ہے۔

5- قبر پر قرآن کی تلاوت کیلئے حافظ بٹھانا بہتر ہے کہ جب سبزہ کے ذکر سے عذاب ہلکا ہوتا ہے تو انسان کے ذکر سے ضرور ہلکا ہوگا۔

6- اگرچہ خشک و تر چیز تسبیح پر دھتی ہے مگر سبزے کی تسبیح سے مردہ کو راحت نصیب ہوتی ہے ایسے ہی بے دین کی تلاوت قرآن پاک کا کوئی فائدہ نہیں کہ اس میں کفر کی خشکی ہے اور مومن کی تلاوت مفید ہے کہ اس میں ایمان کی تری ہے۔

7- سبزہ گنہگاروں کی قبر پر عذاب ہلکا کرے گا اور بزرگوں کی قبروں پر ثواب و درجہ بڑھائے گا۔

7- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبَلَتِي هَاهُنَا قَوْلَ اللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَى خُشُوعِكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَا رَأَيْكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي۔ (بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد ۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہے بخدا مجھ پر نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی مقدس آنکھیں عام آنکھوں کی طرح نہ تھیں بلکہ حضور آگے پیچھے اوپر نیچے اور اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے یہاں تک کہ خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے حضور ﷺ اسے بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔

8- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ ذَنْبٌ إِلَى رَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذَّنْبُ عَلَى تِلٍّ فَأَفْعَى وَاسْتَشْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمِدْتُ إِلَى رِزْقِ رَزَقْنِيهِ اللَّهُ تَعَالَى أَخَذْتُهُ ثُمَّ انْتَزَعْتُهُ مِنِّي فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذَنْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذَّنْبُ أَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي النَّحْلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَ مَا هُوَ

كَائِنْ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ وَ
أَسْلَمَ۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کی جانب آیا پھر اس کے ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھالے گیا۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ بکری کو اس سے چھین لیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اپنی دم پر بیٹھا اور وہ بولا کہ میں نے اپنے رزق کا قصد کیا تھا جو مجھ کو خدائے تعالیٰ نے دیا۔ میں نے اس پر قبضہ کیا تھا لیکن اے چرواہے تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا خدا کی قسم! (ایسی عجیب بات) میں نے آج کی طرح کبھی نہ دیکھی کہ بھیڑیا بولتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ عجیب ان صاحب (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان نخلستان (مدینہ) میں تشریف فرما ہو کر تم لوگوں سے ان تمام (غیبی) واقعات کو بیان کر رہے ہیں جو گزر چکے اور جو واقعات تمہارے بعد ہونے والے ہیں۔ ان کو بھی بتاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ بھیڑیے سے یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سارا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔“

معلوم ہوا کہ جانور کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ کا علم ہے۔

9- عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ وَ يَقُولُ هَذَا مَصْرَعُ فَلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَ هَذَا مَصْرَعُ فَلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ عُمَرُ وَ الَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَاءُ وَ أَحْذَرُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَجْعِلُوا فِي بَيْتِهِمْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۲)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہم کو بدڑ کی جگہ بدڑ سے ایک روز پہلے ہم لوگوں کو وہ تمام مقامات دکھا دیئے تھے جہاں بدر کی

لڑائی میں شریک ہونے والے مشرکین قتل ہوئے چنانچہ آپ نے فرمایا دیکھو کل انشاء اللہ تعالیٰ یہاں ایک مشرک گر کر مرے گا اور کل انشاء اللہ یہاں فلاں قتل ہو کر گرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ جو مقامات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا یعنی وہ کافر اسی جگہ مارے گئے جو جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دی تھی۔ پھر ان کافروں کو کنوئیں کے اندر تلے اوپر ڈال دیا گیا۔

معلوم ہوا کہ حضور کو بَسَائِیْ اَرْضِ تَمُوْتُ (کہ کون کس جگہ مرے گا) کا بھی علم ہے چنانچہ میدان بدر میں آپ نے فرمادیا کہ انشاء اللہ کل یہاں فلاں شخص قتل ہوگا اور یہاں فلاں شخص مرے گا۔ پھر دوسرے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہوا یعنی جو مقامات آپ نے بتا دیئے تھے ان سے ذرا بھی تجاوز نہیں ہوا۔

انتباہ

1- علم غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں کہ جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس سے معلوم نہ کر سکیں۔ تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۷۱ میں ہے۔ الغیب هو الہی یکون غائبا عن الحاسة۔ اھ

2- قرآن مجید پارہ ۲۹ رکوع ۱۲ میں ہے:

عَلِمَ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى الْغَيْبِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ۔

(سورۃ مزمل: ۳۷-۳۸)

”غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے“۔ (ترجمہ کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غیب پر قابو دیتا ہے اور جسے غیب پر قابو دیتا ہے وہ غیب ضرور جانتا ہے تو ثابت ہوا کہ رسول غیب ضرور جانتے ہیں۔ اس لئے کہ آیت کریمہ کا خلاصہ الْرَّسُولُ مُظْهِرٌ عَلَى الْغَيْبِ (صغریٰ) ہے۔ تو ثابت ہوا کہ الرسول يعلم الغیب۔

3- امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ لَهُ صِفَةً بِهَا يُدْرِكُ مَا سَيَكُونُ فِي الْغَيْبِ۔
یعنی نبی کیلئے ایک ایسی صفت ہوتی ہے کہ جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا
کرتے ہیں۔ (زرقانی جلد اول صفحہ ۲۰)

بارگاہ رب العالمین جل جلالہ میں دعا ہے کہ اے مولائے کریم! احادیث و مسائل کے
اس مجموعے کو پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اپنی رضا کیلئے قبول فرما، ہمیں ہمارے تمام
برادران اہل سنت کو اتباع سنت کی توفیق عطا فرما، اس مجموعہ سے بد مذہبوں اور بے عملوں
کو توبہ کی توفیق عطا فرما کرایمان و عمل کی نعمت نصیب فرما۔ اِنَّكَ عَلٰى شَيْءٍ قَدِيرٌ وَبِاجَابَةِ
دُعَائِنَا جَدِيدٌ۔

اللهم بديع السموات والارض ذالجلال والاكرام خالق الليل و
النهار اسئلك ان تصلي و تسلم على اول خلق الله سيدنا محمد بن
المصطفى و على اله و صحبه و اصوله و فروعه ابنه الغوث الاعظم
الجيالاني اجمعين و اخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين ۔

جلال الدین احمد امجدی
خادم دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف ضلع بستی
۲۱ جمادی الاخر ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۷۱ء
روز ووشنبہ مبارک



مصادر و مراجع

”انوار الحدیث“ درج ذیل کتابوں کی اصل عبارتوں سے مزین ہے

۱۔ قرآن مجید ابتداء نزول 610ء انتہائے نزول 9 ذی الحجہ 10ھ مطابق 632ء

کتب تفسیر

- | | | | |
|---|--------------------|---|--------------|
| 2 | تفسیر خازن | امام محمد فخر الدین رازی قدس سرہ | (544-606ھ) |
| 3 | تفسیر بیضاوی | قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ عمر بیضاوی قدس سرہ | (685-ھ) |
| 4 | تفسیر خازن | علاء الدین علی بن محمد بغدادی بن ابوبکر سیوطی قدس سرہ | (668-725ھ) |
| 5 | تفسیر جلالین | جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی قدس سرہ | (849-911ھ) |
| | | جلال الدین بن احمد محلی شافعی قدس سرہ | (791-864ھ) |
| 6 | تفسیر صاوی | عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالی قدس سرہ | |
| 7 | تفسیرات احمدیہ | شیخ احمد الشہیر بہ ملا جیون مالکی قدس سرہ | (1048-1130ھ) |
| 8 | تفسیر عزیزی | شاہ عبدالعزیز محدث دہلی قدس سرہ | (1159-1239ھ) |
| 9 | تفسیر خزان العرفان | استاذ العلماء سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ | (1300-1367ھ) |

کتب احادیث

- | | | | |
|----|----------------|---|------------|
| 10 | بخاری | ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری قدس سرہ | (194-256ھ) |
| 11 | مسلم | ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری قدس سرہ | (204-261ھ) |
| 12 | ابوداؤد | ابوداؤد سلیمان بن اشعث بختانی قدس سرہ | (202-275ھ) |
| 13 | ترمذی | ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی قدس سرہ | (209-279ھ) |
| 14 | نسائی | ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی قدس سرہ | (215-303ھ) |
| 15 | ابن ماجہ | ابوعبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی قدس سرہ | (209-273ھ) |
| 16 | موطا امام مالک | ابوعبد اللہ مالک بن انس اصبحی قدس سرہ | (93-179ھ) |
| 17 | داری | ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن داری قدس سرہ | (181-255ھ) |

- 18 دار قطنی ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی قدس سرہ (305-385ھ)
- 19 مشکوٰۃ شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی قدس سرہ (740-ھ)
- 20 بیہقی ابو بکر احمد بن بیہقی قدس سرہ (384-458ھ)
- 21 مسند احمد ابو عبد اللہ احمد بن حنبل شیبانی قدس سرہ (164-241ھ)
- 22 شرح السنہ ابو محمد الحسین بن مسعود فراء بغوی قدس سرہ (516-ھ)
- 23 مؤطا امام محمد محرر مذہب حنفی امام محمد بن حسن شیبانی قدس سرہ (132-189ھ)
- 24 طحاوی ابو جعفر احمد بن محمد ازدی طحاوی قدس سرہ (229-321ھ)
- 25 طبرانی ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی قدس سرہ (260-360ھ)
- 26 عینی شرح بخاری بدر الدین علامہ محمود عینی قدس سرہ (762-855ھ)
- 27 نووی شرح مسلم ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف الشہیر بامام نووی قدس سرہ (631-676ھ)
- 28 مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ (1014-ھ)
- 29 اشعۃ اللمعات شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہ (957-1052ھ)
- شرح مشکوٰۃ

کتاب علم کلام

- 30 فقہ اکبر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن عطاء کوفی قدس سرہ (80-150ھ)
- 31 شرح فقہ اکبر ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ (1014-ھ)
- 32 عقائد نسفی ابو حفص عمر بن محمد نسفی قدس سرہ (461-537ھ)
- 33 شرح عقائد نسفی علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی قدس سرہ (722-792ھ)

کتاب فقہ

- 34 رد المحتار سید محمد امین الشہیر ہا بن عابدین شامی قدس سرہ (1198-1253ھ)
- 35 در مختار شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی قدس سرہ (1025-1088ھ)
- 36 تنویر الابصار شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ غزنی ترمذی قدس سرہ (939-1004ھ)

37	بدائع الصنائع	ملك العلماء ابو بكر بن مسعود كاسانی قدس سره	(587-ھ)
38	بحر الرائق	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم قدس سره	(970-926ھ)
39	کنز الدقائق	ابوالبركات عبد اللہ بن احمد النسفی قدس سره	(710-ھ)
40	فتح القدير	شیخ کمال الدین محمد بن عبد الواحد الشہیر بابن الہمام قدس سره	(861-788ھ)
41	ہدایہ	شیخ برہان الدین ابوالحسن علی مرغینانی قدس سره	(593-511ھ)
42	عنایہ	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابر تقي قدس سره	(782-710ھ)
43	کفایہ	امام جلال الدین خوارزمی کرلانی قدس سره	(-)
44	شرح فقایہ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سره	(1014-ھ)
45	شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبد اللہ بن مسعود قدس سره	(747-ھ)
46	سعیہ	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سره	(1304-1264ھ)
47	عمدة الرعاية	ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محلی قدس سره	(1304-1264ھ)
48	حدیقہ ندیہ	علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سره	(1144-1050ھ)
49	طحطاوی	سید احمد طحطاوی قدس سره	(1231-ھ)
50	مراقی الفلاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی قدس سره	(1069-944ھ)
51	نور الايضاح	شیخ حسن بن علی شرنبلالی قدس سره	(1069-944ھ)
52	حجة الله البالغة	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سره	(1176-1114ھ)
53	فتاویٰ قاضی خان	امام فخر الدین حسن بن منصور راہ جندی قدس سره	(592-ھ)
54	فتاویٰ عالمگیری	مرتب کنائندہ شہنشاہ ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر قدس سره	(1119-1027ھ)
55	فتاویٰ غزی	شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ غزی ترمثاشی قدس سره	(1004-939ھ)
56	فتاویٰ عزیزنیہ	شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سره	(1239-1159ھ)
57	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سره	(1340-1272ھ)
58	فتاویٰ افریقہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سره	(1340-1272ھ)
59	بہار شریعت	صدر الشریعہ ابوالعلاء محمد امجد اعظمی قدس سره	(1367-1302ھ)

- 60 احکام شریعت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ (1272-1340ھ)
- 61 الامن والعلیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ (1272-1340ھ)
- 62 لمعة الضحیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ (1272-1340ھ)
- 63 صفائح الحسین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ (1272-1340ھ)
- 64 مشعل الارشاد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ (1272-1340ھ)
- 65 اعجب الامداد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ (1272-1340ھ)
- 66 منظر الفتاویٰ علامہ مفتی سید محمد افضل مونگیری مدظلہ العالی (1337-)
- 67 الاشباہ والنظائر شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری قدس سرہ (926-970ھ)

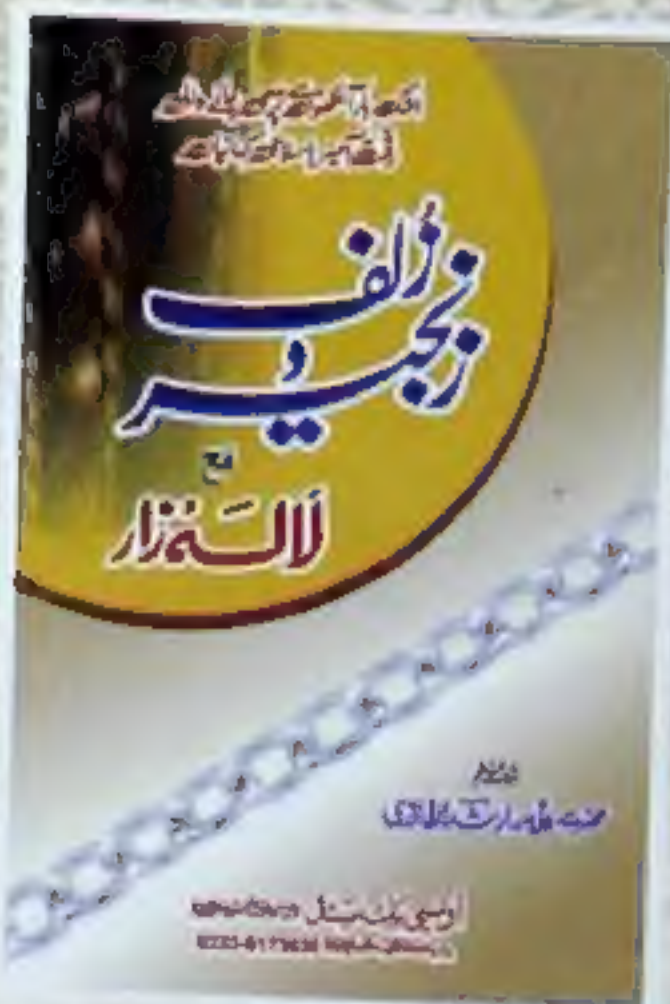
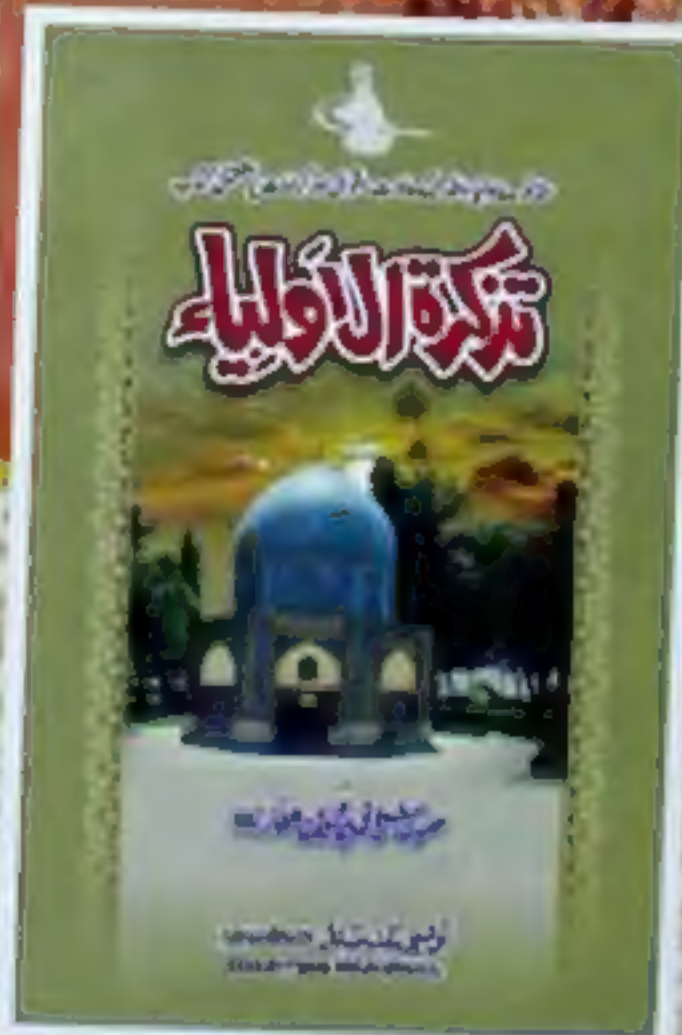
کتاب سیر

- 68 شفاء علامہ قاضی عیاض قدس سرہ (476-544ھ)
- 69 نسیم الریاض شہاب العلوم شہاب الدین خفاجی قدس سرہ (476-544ھ)
- 70 شرح الشفا ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی قدس سرہ (-1014ھ)
- 71 زرقانی علامہ محمد عبدالباقی زرقانی قدس سرہ (1020-1099ھ)

کتاب تصوف وغیرہ

- 72 احیاء العلوم حجت الاسلام ابو حامد محمد بن غزالی قدس سرہ (450-505ھ)
- 73 سلوک اقرب اسبل شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی بخاری قدس سرہ (957-1052ھ)
- 74 التعریفات سید شریف جرجانی علی بن محمد قدس سرہ (740-816ھ)





اولسی بک سیٹل جامع مسجد رضائے مجتبیٰ منیر پور
پیسپلزنگ ٹوائی گوجرانوالہ 0333-8173630